

رضا ابن حامد رضوی

میزانِ سُخن

از

حمید عظیم آبادی

شیخ شوکت علی اینڈ سنز
صفِ اوّل کے تعلیمی ناشران و تاجرانِ کُتب
عقب اُردو بازار بالمقابل فضل الرحمٰن اسکول
ایم اے جناح روڈ۔ کراچی۔ فون ۲۱۳۹۰۸-۲۱۷۰۶۲

قیمت ——— ۴۰ روپے

بار اوّل ——— ۱۹۸۶ء

مطبوعہ ؛ شیخ شوکت علی پرنٹرز، کراچی

انتساب

یوں تو دنیا میں غم ہزاروں ہیں ؛ ہائے وہ غم جو دم کے ساتھ رہا

آہ صابر! میرے دل کا سکون، میری آنکھوں کا نور، میرے گھر کا چراغ، میرے ٹوٹے ہوئے دل کا سہارا! تو مجھے اپنی جدائی کا داغ کیا دے گیا کہ میری زندگی کو ہمیشہ ہمیشہ کے لیے محرومِ مسرت کر گیا۔ تیری جوانی کی تصویر ہر دم میری آنکھوں میں گھومتی رہتی ہے تیری یاد ہر لمحہ مجھے تڑپاتی رہتی ہے۔ جتنی کوشش کرتا ہوں کہ تجھے کسی طرح بھول جاؤں اتنی ہی تیری یاد آ کر مجھے اور زیادہ بے چین کرتی رہتی ہے۔ میرے صابر تو کیا گیا کہ دامنِ صبر و قرار چاک کر گیا۔ صبر کرتا ہوں لیکن صبر نہیں ہوتا۔ دل کو سمجھاتا ہوں لیکن نہیں سمجھتا۔ ہائے سب سمجھنے پر بھی کچھ سمجھ میں نہیں آتا۔ آہ! کیا کروں!

زندگی کی انیس ۱۹ بہاریں دیکھ کر میرے ہرے بھرے باغ کا شاداب و خوش رنگ پھول، ۱۹ مئی ۱۹۴۳ء کی رات کو ایک بجے کے قریب یک بیک قلب کی حرکت رک جانے سے مرجھا گیا۔ میرے گلشن میں کیسی بے وقت خزاں آ گئی۔ آہ وہ خزاں جس کے بعد پھر بہار نہیں۔ دل تڑپے گا، آنکھیں روئیں گی لیکن وہ بھولی شکل پھر نظر آنے والی نہیں! میرے اللہ مجھے صبر کی توفیق عطا فرما اور میرے صابر کو اپنے ظلِ عاطفت و جوارِ رحمت میں جگہ دے!

اشاعت میں غیر متوقع تاخیر شاید اسی لئے ہوئی کہ میں اپنے لختِ جگر، نورِ نظر صابر حسین مرحوم کے نام کے ساتھ اس کتاب کو معنون کروں اور قارئینِ کرام سے التجا کروں کہ مرحوم کو فاتحہ سے یاد فرما کر مجھے رہینِ منت فرمائیں!!

؎ زندگی وقفِ آہ ہو کے رہی ؛ دل کی دنیا تباہ ہو کے رہی

غم نصیب۔ حمید عظیم آبادی

حرفِ چند

۱۹۲۷ء میں شاد عظیم آبادی اللہ کو پیارے ہوگئے۔ یگانہ چنگیزی کے استاد جناب عظیم آبادی شاد کے شاگردوں میں نمایاں حیثیت رکھتے تھے۔ شاد کے انتقال کے بعد انہوں نے مشعلِ شاد کو روشن رکھنے کی کوشش کی لیکن ان کی زندگی نے بھی وفا نہ کی اور ۱۹۳۸ء میں وہ اس جہانِ فانی سے کوچ کر گئے۔ اس طرح شاد منزل کی ادبی محفلیں فکر و فن کی تمام رعنائیوں کے ساتھ حمید منزل میں منتقل ہو گئیں۔ شاد عظیم آبادی کے بیشتر شاگرد والدِ مرحوم حضرت حمید عظیم آبادی سے کسبِ فیض کرنے لگے۔ والدِ مرحوم کو اُردو، فارسی اور عربی زبانوں پر یکساں عبور حاصل تھا۔ وہ نقاد بھی تھے۔ شاعر بھی۔ ماہر علم العروض بھی اور منفرد نثر نگار بھی۔ لیکن ان کی شاعری اور علمی خدمات پر کوئی کام نہ ہوسکا۔ اس کے مختلف اسباب ہیں۔ سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ والدِ مرحوم نے اپنی پوری زندگی اپنے استاد کی تخلیقات کو جمع کرنے اور شائع کرنے میں صرف کیا

علامہ جمیل مظہری نے اس حقیقت پر یوں روشنی ڈالی۔

ؔ اپنی سب پونجی لٹا دی نام پر اُستاد کے
اے حمیدِ بے نوا! اے فخرِ شاگردانِ شاد

ؔ اس سفینے کو بھی تو کھیتا رہا ہے بادبان
بادباں تھا جس سفینے کے لیے دامانِ شاد

ؔ اے طبیعت دانِ فن اے وارثِ میزانِ فن
تیری فنکاری نے پورا کر دیا ارمانِ شاد

نتیجتاً اکثر و بیشتر اہلِ قلم حضرات نے والدِ مرحوم کی ادبی سرگرمیوں کو "شاد پرستی" تک محدود رکھا اور ان کی تخلیقات کی روشنی میں ان کی ادبی حیثیت کا تعین نہیں کیا۔

والدِ مرحوم کے انتقال کے بعد ہماری ذمہ داری تھی کہ ان کی تخلیقات کو منظرِ عام پر لاتے۔ برادرِ محترم سید مبارک سرور ایک خوش فکر شاعر اور متعدد کتابوں کے مصنف ہیں۔ میرے چھوٹے بھائی عزیز حمیدی اور صغیر حمیدی دونوں شاعر اور ادیب ہیں۔ عزیز حمیدی کا شمار استادانِ فن میں ہوتا ہے۔ تاریخ کے جبری عمل نے ان سیارگانِ ادب کو بھی آفتابِ درخشاں کی عکاسی کی مہلت نہ دی۔ جہاں تک میرا تعلق ہے میں سنگزنوں کی محفل میں اپنی زخمی جبیں کا لہو چھپا تا رہا ہوں۔

؎ دلوں کے ساتھ بدلتی رہی عذاب کی شکل

اساتذہ کی نظر میں علم عروض "میزانِ فن" ہے۔ یہ بڑا دقیق اور مشکل فن ہے پڑھنے سے زیادہ مشکل اس کا سمجھنا اور برتنا ہے۔ اس کے لئے بہت وسیع مطالعہ درکار ہے۔ اردو زبان میں اس اہم موضوع پر بہت کم کتابیں لکھی گئی ہیں جن میں سے بیشتر ایسی کتابیں ہیں جن کے مطالعے سے تشنگی میں اضافہ ہوتا ہے۔ والدِ مرحوم نے اس موضوع پر متعدد کتابیں لکھیں۔ جن میں "مفتاح العروض" اور "رمز العروض" خاص طور پر قابلِ ذکر ہیں۔ یہ کتابیں ہندوستان میں شائع ہو چکی ہیں۔ زیرِ نظر کتاب اس لئے منفرد حیثیت کی حامل ہے کہ اس کتاب میں والدِ مرحوم نے متعدد عروضی مسائل پر ناقدانہ روشنی ڈالی ہے اور اپنے نقطۂ نظر کو نہایت مدلّل انداز میں پیش کیا ہے۔ حضرت قدر بلگرامی کی "قواعدِ عروض" بڑی جامع اور مستند کتاب ہے۔ جن حضرات نے "قواعدِ عروض" کا مطالعہ کیا ہے۔ وہ زیرِ نظر کتاب کی انفرادیت کا اندازہ کر سکتے ہیں۔ یہ فکر انگیز اور منفرد تصنیف آج سے تقریباً ۳۵ سال قبل تحریر کی گئی تھی۔ پہلی دفعہ یہ کتاب ۱۹۳۵ء میں جامع العروض کے نام سے لاہور میں شائع ہوئی تھی اس کتاب کا تاریخی نام "امیر العروض" ہے اسی لئے اس کتاب کے دیباچے میں والدِ مرحوم نے اس کا ذکر کہیں "جامع العروض" اور کہیں "امیر العروض" کے نام سے

کیا ہے۔ لاہور سے شائع شدہ کتاب نایاب ہے۔ علم عروض سے دلچسپی رکھنے والے اہلِ نظر حضرات کی فرمائش پر اس کتاب کو دوبارہ "میزانِ سخن" کے نام سے شائع کیا جا رہا ہے۔ نام کی یہ تبدیلی ناشر حضرات کی فرمائش کی رہینِ منت ہے۔

اس کتاب کی اشاعت میں محترم نکہت بریلوی۔ محترم صبا حسنی اور محترم مہر الٰہی شمسی (مدیر روزنامہ روزنامہ کلیم "سکھر") کا تعاون ہماری ہمت افزائی کا سبب بنا۔ ہم اس کتاب کے ناشر شیخ شوکت علی اینڈ سنز کے بھی سپاس گزار ہیں کہ انھوں نے زیرِ نظر کتاب کی اشاعت کی ذمّہ داری قبول کی۔

حسن حمیدی

پیش لفظ

ڈاکٹر عظیم الدین احمد ایم اے، پی ایچ ڈی

علم العروض ایک فن ہے۔ کوئی سا فن کیوں نہ ہو اُس کا دائرہ محدود ہوا کرتا ہے۔ مگر ہر فن کی ایک خصوصیت ہوا کرتی ہے۔ اگر شاعری اور شعر کو معشوقِ حسنِ دلاویز سے تشبیہہ دی جائے تو فنِ عروض ایک چابکدست شانہ کشِ زلفِ محبوب سے کم نہیں قرار پاسکتا۔ یہ صحیح ہے کہ فطری شاعر اس فن کی ضرورت کو محسوس نہیں کرتا، مگر یہ بھی درست ہے کہ سخن شناس شعر کے سونے کو فنِ عروض کی کسوٹی پر کس کر صرف اپنی ہی ضرورت کے واسطے کھرے اور کھوٹے کی تمیز نہیں کر لیتا، بلکہ بازارِ قبول میں خریداروں کو اطمینان دلاکر جنسِ شعر کی خریداری میں معین و مددگار ہو جاتا ہے۔ عام طور پر کسی فن میں اور خاص طور پر فنِ عروض میں مہارت حاصل کرنی بچوں کا کھیل نہیں۔ حصولِ مہارت لوہے کے چنے چبانے سے کم نہیں۔ صد مرحبا اور ہزار شاباش کا وہ شخص مستحق ہو جاتا ہے جس نے اس فن کو حاصل کیا ہے اور لاکھوں تحسین کا سزاوار وہ ہے جو اس کو دوسروں کے لئے قابلِ حصول بنادے!

عزیز گرامی عبدالحمید حمید، سلمہٗ ربہٗ نے بچپن ہی سے میدانِ ادب میں گامزنی شروع کردی تھی۔ اب ہمت، جستجو، محنت اور استغراق نے اُن کو آخر اُس چھت پر لاکھڑا کیا جس پر کھڑے ہوتے ہی عوام کے سر چکراتے ہیں۔ حضرت شاد عظیم آبادی مستغنی عن التعارف ہیں، عزیز حمید صرف اُن کی زندہ یادگار ہی نہیں ہیں، بلکہ اُن کی شہرت کی بقا میں ایک مستحکم ستون کا فریضہ ادا کر رہے ہیں۔ عزیز موصوف ناثر بھی ہیں اور ناظم بھی، نکتہ بیں بھی ہیں اور مشاق بھی۔ دنیائے ادبِ اردو ان سے روشناس ہو چکی

ہے۔ اب یہ کسی معترف کی سعی کے محتاج نہیں۔ ان کی تصنیف 'جامع العروض' صرف تالیف نہیں ہے۔ وسعتِ نظر اور نکتہ رسی ٹپکی پڑتی ہے اور جا بجا ان کا اپنا سکہ جما ہوا نظر آتا ہے۔ الغرض منتہی ہو یا مبتدی ہر ایک کو اس کتاب کا جام اپنی پیاس بجھانے کو مزوں اور فوائد سے لبالب نظر آئے گا۔ اس کتاب کے مطالعہ کرنے والے ہی مصنف کی سعی کی داد دے سکیں گے، بقول راسخ عظیم آبادی

جس نے چکھا ہی نہ، وہ کیا جانے　　　چکھنے والا مزا اس کا جانے

دعاگو

عظیم الدین احمد

۹ مئی ۱۹۴۳ء

لے مشہور نقاد ڈاکٹر کلیم الدین احمد کے والد محترم ڈاکٹر عظیم احمد مرحوم نے یہ پیش لفظ ۱۹۴۳ء میں تحریر فرمایا تھا۔

باسمہٖ سبحانہٗ وتعالیٰ شانہٗ

تعارف

واقفِ الفصحا حضرت علامہ شفق رضوی عماد پوری بہاری ثم الٰہ آبادی کے افادات سے

تعارف یا مقدمہ کسی کتاب کے مالہ اور ما علیہ پر روشنی ڈالنے کے علاوہ اس کے مصنّف کی قابلیت کا ایک آئینہ ہوتا ہے۔ اس مقصد کے پُورا ہونے کو وقت درکار اور لوازم کا موجود رہنا ضرور یہاں فرصت کی کمی بڑھی ہوئی اور اپنے حیاتکدہ یعنی کتب خانے سے کوسوں دور، ضعف، علالت وغیرہ سے بھی مجبور، حافظ مسائل مایحتاج کو دماغ کے خزانے میں محفوظ رکھنے سے معذور، پھر بھی مرقع کے بدلے خاکے کی لکیریں کھینچتا ہوں، پھول نہیں، پنکھڑی ہی ہدیہ ماحضر پیش کش ہے۔

عزیز رشید مولوی حمید صاحب مصنّف امیرالعروض[1] شہر پٹنہ محلہ لودیکٹرہ کے خاندانی رؤسا میں حضرت شاد عظیم آبادی کی بہترین یادگار، ادیب بھی ہیں مضمون نگار

---

[1] سنہ ۱۳۵۰ھ میں یہ کتاب مرتب ہو گئی تو تاریخی نام کی فکر ہو گئی فوراً "امیرالعروض" تاریخی نام مل گیا۔ لیکن اس وقت یہ کتاب شائع نہ ہو سکی۔ تھوڑے عرصے کے بعد ایک اشتہار نظر سے گزرا جس میں اسی "امیرالعروض" نام کی ایک کتاب کا ذکر تھا۔ وہ کتاب منگوا کر دیکھی تو عروض کے علاوہ معانی و بیان وغیرہ کی بحث بھی اس کتاب میں تھی۔ نام چونکہ تاریخی اور سامنے کا تھا۔ اس لئے توارد ممکن تھا۔ میں نے فوراً اپنی کتاب کا نام بدل دیا۔ گو یہ نام تاریخی نہیں لیکن اس سے جامع تر ضرور ہے۔ یہ تعارف جس وقت لکھا گیا تھا۔ اس وقت اس کا نام "امیرالعروض" ہی تھا۔ اسی لئے تعارف میں جا بجا اسی نام کا ذکر کیا گیا ہے۔ حمید عفی عنہٗ

بھی۔ شاعر بھی ہیں، عروضی بھی مؤلف بھی ہیں، مصنّف بھی۔ مؤلف اس اعتبار سے کہ اس رسالے میں انہوں نے نقل عبارت کتب عروضیہ سے کام لیا ہے۔ مصنف اِس حیثیت سے کہ اپنے خیال کا اظہار بھی عروض دانی کے معیار پر کیا ہے۔ ماشاءاللہ چشمِ بد دُور انہوں نے اپنی حد تک غور و فکر سے کام لینے میں کوتاہی نہیں کی کوشش قابلِ قدر ہو سکے یا نہ ہو سکے، وہ اپنا کام کیے جاتے ہیں "عمرش دراز باد"!

نظم کلام موزوں کو کہیے یا کلامِ موزوں کو نظم، ہر موزوں ایک موزوں بہ کا محتاج اور ہر موزوں بہ کو موزوں کی حاجت شعر کو عروض کی اور عروض کو شعر کی ضرورت سے من ندانم فاعلاتن فاعلات ٭ شعرِ می گویم بہ از آبِ حیات

حسنِ تخیل و حسنِ بیان کو عروض سے تعلق نہ سہی۔ کہنے والا "من ندانم" کے ساتھ وزنِ عروضی خود دِکھا رہا ہے۔ بہ از آبِ حیات کہنا اُس پر منحصر نہ ہو یہ اور بات فافہم

صرف کی پہلی کتاب کا نام میزان جس میں صیغوں کے اوزان، افعال کی گردان عروض کا کوئی رسالہ لیجئے اُس میں بھی مفاعیلن، فاعلاتن۔ فعولن وغیرہ کے ارکان یا اوزان، صرف میں تعلیلات تو عروض میں زحافات دونوں دوش بدوش ہو گئے یا نہیں۔ مصنفِ ممدوح نے پہلا رسالہ "رمز العروض" شائع کیا اس کو اگر پہلی کتاب یا میزان سمجھئے تو اس "امیر العروض" کو زیادہ وزنی بحثوں کا پیمانہ نقاش نقشِ ثانی بہتر کشد ز اوّل "نفسِ مقصود کارآمد ہونے کے لحاظ سے رمز العروض کو اگر ضروری کہا جائے تو خاص مباحث کو مدِّ نظر رکھتے ہوئے "امیر العروض" بھی غیر ضروری نہیں۔ کوئی عام فائدہ کوئی خاص فائدہ پہنچائے تو علیٰ قدر مراتب دونوں ہی مفید و کارآمد۔

اِس کتاب کا تاریخی نام امیر العروض جو مل گیا۔ اشارہ کر رہا تھا کہ حضرت قبلہ امیر مینائی کے کسی نام لیوا سے اس پر کچھ لکھوایا جائے۔ شاید اس بنا پر پلا مرا سم

قدیمانہ کے سبب سے اس ناچیز کی طرف مؤلف رسالہ کی توجہ مبذول ہوئی۔ عذر اوپر ہی لکھ چکا۔ تعمیل فرمائش کی بنا پر دیکھیے جو کچھ لکھ سکوں۔

اصل مضمون یعنی مسائل عروض متقدمین و متاخرین کے نقل اقوال سے کتاب میں موجود فہو المقصود، عزیز ممدوح نے مجھے زبانی و تحریری اجازت دی کہ محو و اثبات سے "امیر المعروض" میں جو تصرف مناسب ہو کیا جائے۔ یہ اجازت اُن کے ذوقِ سلیم کی شہادت کو کافی مگر ماحول کو پیش نظر رکھتے ہوئے اس وقت جو کچھ ہے اس کو کافی و وافی سمجھتا ہوں۔ احیاناً جس بحث میں مصنّف رسالہ نے کسی عروض داں سے اختلاف کیا ہے یا اپنی رائے کو اُس سے قوی سمجھا ہے۔ یہ اُن کی حوصلہ مندی کی دلیل ہے۔ اب رہا فیصلہ، اتنے فاصلے پر کوئی سبب، وتد کی طرح کیا رکن ضروری ادا کرے۔ زحافات کی بحث میں مصنّف نے ایک جگہ جناب قدرؔ بلگرامی سے اتفاق کیا ہے اور دوسری جگہ اختلاف یہ صورت بتا رہی ہے کہ محض تقلید نہیں تحقیق پر بھی نظر ہے۔ یہ کوئی بے جا بات نہیں۔ امیر المعروض کے مصنّف سے لغزش ممکن ہے تو دوسروں سے بھی محال نہیں کسی مسئلے کے جزئیات میں اُلجھنے سے "فیہ نظر" کہہ کر آگے بڑھنا بہتر ہے۔

میرے عزیز نے امیر العروض میں اُن لغزشوں کا بیان چھوڑ دیا ہے جو ناتجربہ کاری فن عروض سے فی زمانہ لاحق ہوتی ہیں۔ اُن کے بتانے کی ضرورت ہے کتابوں میں نہیں مل سکتیں۔ اس لئے کہ وہ اصل قواعد عروض سے تعلق نہیں رکھتیں۔ مشتے نمونہ از خروارے، اشارات کے عنوان سے لکھتا ہوں وقت نہیں کہ زیادہ خامہ فرسائی کرسکوں۔

اشارات

(۱) وہ کون کون سی بحریں ہیں جن کے مصرعے اکثر ذوبحرین ہو جاتے ہیں۔ یعنی دو بحروں میں پڑھے جاسکتے ہیں۔

(۲) وہ کون سی بحریں ہیں جن کے دو مصرعے دو مختلف بحروں میں ہو جانے کے باوصف برابر معلوم ہوتے ہیں۔ ایک مصرع موزوں، ایک مصرع ناموزوں ہونے کا پتہ نہیں چلتا اگر تقطیع کر کے نہ دیکھا جائے۔

(۳) وہ کون سی بحریں ہیں کہ مقررہ ارکان عروضی کے علاوہ اُن کے ارکان قیاسی بن جاتے ہیں۔ اور دھوکا دیتے ہیں۔ تینوں کی تفصیل مثالاً دیکھئے :۔

(۱)

ایک مشاعرے کی طرح میں ایسا مصرع دے دیا گیا جو ذو بحرین تھا۔ دیکھو، اب مثالاً

خواب غفلت کا گزر چشم نگہباں میں نہ تھا

(الف) خواب غفلت کے بعد کا اور گزر کے بعد چشم کی میم والی اضافت کو اشباع کے ساتھ یعنی کھینچ کر پڑھیئے تو بحر رمل مثمن محذوف یا مقصور۔ فاعلاتن۔ فاعلاتن فاعلاتن، فاعلن (فاعلات)

(ب) مذکورہ بالا اُردو، فارسی دونوں اضافتوں کو تخفیف کے ساتھ پڑھیئے تو بحر رمل مثمن مخبون مقصور یا محذوف فاعلاتن، فعلاتن۔ فعلاتن فعلن، (فعلان)

پھر غزلیں پڑھنے والوں کا کیا قصور۔ اگر دو مختلف بحروں میں غزلیں پڑھیں ایسے موقع پر بحر کے ارکان لکھ کر معین کر دینے کی ضرورت تھی۔

(۲)

بحر متقارب مثمن سالم اور متقارب مثمن محذوف دو بحریں لیکن قریب الوزن کسی نے ایک مصرع سالم دوسرا محذوف کہہ دیا تو شعر ناموزوں اور بہ ظاہر موزوں مثلاً ؎

خوشی بھی ہے غم بھی ہے اس دہر میں   زمانہ بھی یکساں رہا ہے کسی کا۔   (تقطیع کیجئے)

خوشی بھی۔ فعولن ۔ ہے غم بھی۔ فعولن ۔ ۔ د ں رہ۔ فعولن ۔ رمیں۔ فعل ۔ محذوف ۔

زمانہ ۔ ۔ یکساں ۔ ۔ رہا ہے ۔ ۔ کسی کا۔ فعولن ۔ سالم ۔

(۳)

ناسخ کی ایک غزل کا مصرع لیجئے۔ نیام تیغ تضائے مبرم لقب ہے قاتل کی آستیں کا
س کے اوزان تو یہ ہیں۔ فعول فعلن فعول فعلن۔ فعول فعلن فعول فعلن ۔ ایک صاحب
نے اس کے اوزان بتادیئے۔ مفاعلاتن۔ مفاعلاتن مفاعلاتن مفاعلاتن۔
تقطیع بھی کر کے دکھادی۔ اب ان سے کون کہے۔ حضرت یہ وزن ایجاد بندہ کسی بحر کا
نہیں۔ بات یہ ہے کہ میزان کے لیے جو باٹ یعنی سنگِ ترازو مقرر کردیا گیا ہے۔ اس سے تولا
جاتا ہے۔ یہ نہیں کہ جس پتھر کو چاہا اس کو پلے پر رکھ دیا۔ المختصر اس تعارف کا مضمون
بڑھا جاتا ہے، رات چھوٹی کہانی بڑی ہے

برائے وصف زلف وروئے لیلیٰ　　شبے می باید وخوش روزگارے

مولوی حمید صاحب مصنف امیر العروض کی خدا عمر دراز کرے، میں پیرانہ سری کے
باعث اس بیت کا مصداق ہو گیا ہوں ہے

رسم ست کہ مالکانِ تحریر　　آزاد کنند بندۂ پیر

حضرت شاد مغفور سے ملاقات کے علاوہ معاصرانہ خط وکتابت کا موقع ملا تھا۔
وقتِ آخر بھی انہوں نے یاد فرمایا تھا۔ بعد رحلت مرحوم فاتحہ سوم میں بھی شریک ہوا عزیزی
حمید صاحب سے پہلا محل تعارف وہی تھا۔ پھر اکثر ملاقاتیں ہوئیں، سال میں دو تین بار
موقع دیدار ملتا تھا۔ عرصہ دراز سے ادھر الہ آباد کا قیام فاصلے کا سبب ہو گیا۔ عمر کی رفتار
نے بھی تھک کر زیادہ چلنے پھرنے کی راہ روکی ہے۔ قلم چلتا ہے تو ہاتھ نہیں چلتا۔ بصارت ہو
یا سماعت کسی میں وہ سکت باقی نہیں رہی اور بینائی نام کو باقی ہے۔ والسلام خیر الختام

دعاگو شفق رضوی
۲۳ نومبر ۱۹۲۹ء

دیباچہ

حضرت حمید عظیم آبادی

بہارِ حسن سے گلشن ہے خاکدانِ جہاں
زہے وہ جس نے سنوارا ہے باغِ عالم کو

سرتاجِ کلام حمد اُس صانعِ اکمل کی ہے جس کی صنعتِ کاملہ نے ہر شے کو حسنِ تناسب و توازن عطا فرما کر زیورِ حسن سے آراستہ کیا اور مدحت سرائی اُس نقاشِ عدیم المثال کی وظیفۂ زبانِ قلم ہے جس کی گلکاریوں نے اس خاکدانِ عالم کو گلشنِ سدا بہار بنایا اور جس کے فضلِ سرمدی نے اپنی عطائے بے پایاں سے شعرائے نکتہ رس و سرمستانِ بادۂ سخن کو وہ شرابِ معرفت پلائی جس سے اُن کی چشمِ بصیرت کچھ ایسی منوّر ہوئی کہ انہیں ذرے ذرے میں اُس آفتابِ مخزنِ انوار کا جلوہ نظر آیا۔ تعالیٰ شانہٗ!

زیبائشِ سخن نعت اُس ذات عدیم الوجود کی ہے جس کا ذکر تازگی بخشِ کام و دہنِ خامۂ صد زباں ہے اور جس کی ثنا لازمۂ دین و ایماں۔ خوشا وہ نورِ مجسم جس نے بے صورتی اور بیرنگی کے تمام حجابوں کے باوجود بھی اُس نورِ محض کو دیکھا اور زہے وہ جو ہمیں بھی ایسا آئینۂ مجلّیٰ دے گیا کہ جس میں اُس نورِ حقیقت کا ہر پوشیدہ خط و خال اپنے صحیح رنگ میں روشن و تاباں نظر آیا۔ صَلَوٰاتُ اللّٰہِ وَسَلَامُہٗ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْن!!

جب رمز العروض کا مسودہ طیار ہو گیا اور مقدمہ لکھنے کے لئے خان بہادر مولانا سید

اولادِ حیدر صاحب فوقؔ (بلگرامی) ادام اللہ فیوضہٗ کی خدمت فیضدرجت میں پیش کیا گیا تو آپ نے مقدمہ تحریر فرمانے کے بعد یہ فرمائش کی کہ اِس کا دوسرا حصہ بھی ضرور لکھا جائے اور میں نے وعدہ بھی کر دیا۔ اِس کتاب امیر العروض کو اُس وعدے کا ایفا سمجھئے۔

میں جانتا ہوں کہ اِس دَور میں شاعروں کے لئے عموماً اکتسابِ علم و فن کوئی ضروری شئے نہیں۔ اچھے بُرے چند شعروں کا کسی جلسے یا مشاعرے میں صرف خوش آوازی سے پڑھ دینا گویا شاعری اور اُستادی کی سند حاصل کر لینی ہے۔ ایک وہ زمانہ تھا کہ بقول نظامی عروضی سمرقندی،

"اما شاعر باید کہ سلیم الفطرۃ، عظیم الفکرۃ، صحیح الطبع، جید الرویہ باشد و دقیق النظر کہ از انواع علوم متنوع باشد .... و سخنش روئے در ترقی آرد و طبعش بہ علو میل کند۔ ہر کرا طبع در نظم شعر راسخ شد و سخنش ہموار گشت روئے بہ علم شعر آورد و عروض بخواند .... تا نام اُستادی را سزاوار شود و اسم او در صحیفۂ روزگار بماند"

اور اب ایک یہ زمانہ ہے کہ شاعر قوّالؔ یا گَویّا سمجھا جاتا ہے۔ "بہ بیں تفاوت رہ از کجاست تا بہ کجا۔" اہلِ علم اور اربابِ بصیرت کو سمجھنا چاہئے کہ ترنّم گویا نقصِ کلام کی پردہ داری کے لئے ایک سامعہ نواز پردہ ہے، ورنہ موسیقی کجا اور شاعری کجا!! واقعی جس قوم میں علم کی قدر نہیں، وہاں اہلِ علم کی کیا قدر ہو سکتی ہے۔ بقول علامہ شفق مدظلہٗ ؎

بجا ہے ناز مجھے اپنی بے کمالی پر ۔۔۔ کہ قدرداں نہیں اب کوئی باکمالوں کا

ایسے دَور میں اِس کتاب کی تصنیف میں میری اتنی کوششیں اور کاوشیں واقعی کچھ عجب طرح کی بات معلوم ہوتی ہے۔ جب معمولی اور سامنے کے عروضی مسائل کی طرف کوئی توجہ نہیں کرتا تو جس کتاب میں عروض کے دقیق مسائل بیان کئے گئے ہیں، اُس کی طرف کون اعتنا کرے گا لیکن جس کا سامانِ دل بستگی ہی لکھنا پڑھنا ہو، وہ کیا کرے! میں نے اردو میں اِس چیز کی کمی محسوس کی اور یہ بھی خیال ہوا کہ اب اِس طرف توجہ کرنے والے

بہت ہی کم حضرات نظر آتے ہیں لہٰذا اِس شعبۂ شاعری کی بھی حتی الوسع خدمت کر جاؤں !

؎ ہمارا کام ہے کوشش، تلاش، خدمتِ مُلک — تمہارا کام ہے سمجھو سمجھ کے قدر کرو !!

مغرب کی اندھا دھند تقلید نے جہاں اور قدیم باتوں میں فرق ڈالا ہے، وہاں شاعری بھی پابندیوں کی زنجیر کو ہلکا کرنا چاہتی ہے لیکن بحمد اللہ کہ ان تمام آزادیوں پر بھی ابھی تک اوزان و بحور کی قید بند اُٹھا نہیں دی گئی ہے اور نہ اٹھائی جا سکتی ہے، کیونکہ جس روز یہ پابندیاں نہیں، اُس روز شاعری بھی نہیں اور نظم و نثر کا مابہ الامتیاز فرق بھی رخصت ! میں یہ دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ کیا اہلِ مغرب کے ہاں نظم کے لئے بحریں اور ارکان معین نہیں ؟ کیا وہاں اصولِ نظم کے قواعد منضبط نہیں ؟ آخر Rhetoric اور Prosody کیا ہیں ؟ جب وہاں قواعدِ زباں اور اصولِ نظم کی پابندی ضروری سمجھی جاتی ہے تو پھر یہاں تمام عروضی پابندیوں سے آزادی کا گیت کیوں گایا جاتا ہے ؟ ہر ملک کا مذاقِ شاعری جداگانہ ہے اور ملک کے مذاق کے مطابق ماہرینِ علم اللسان نے اُس زبان کے قواعدِ نظم و نثر مرتب کئے ہیں۔ اب رہا خیالات کا ترفع اور مُلکی مصلحتوں کا خیال تو یہ ملکی حالات اور دماغی و ذہنی ترقیوں کے ساتھ لازم و ملزوم ہیں۔ ہمارا مطمعِ نظر جتنا بلند ہوگا، اتنے ہی مفید تر نتائج ظہور پذیر ہوں گے۔ میں اِس جگہ یہ بھی عرض کر دینا چاہتا ہوں کہ جس طرح خیالات مائل بہ ترفع ہیں، اُسی طرح علمِ عروض میں بھی ترمیم یا ترقی کی صورت پیدا ہو سکتی ہے لیکن یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ علمِ عروض کو ہی ایک سرے سے غیر ضروری سمجھ لیا جائے۔

جس طرح شاعر کا شعر اُس کے جذبات اور محسوسات پیش کرتا ہے، اُسی طرح مصنف کی تصنیف بھی اُس کی علمی اور دماغی صلاحیتوں کی آئینہ دار ہوتی ہے اور جس طرح اُس کے اشعار اُس کی ذہنی ترفع کی ترجمانی کرتے اور اُس

کی روحانی مسرتوں کے باعث ہوتے ہیں۔ اسی طرح اِس کی تصنیف بھی اِس کے مزاج کی مظہر اور دلی شادمانی کا ایک ذریعہ ہوتی ہے۔

زمانہ گو سخت ترین سہی لیکن سب سے زیادہ غیر جانب دار ممتحن ہے کسی کی محنت رائیگاں نہیں جاتی اور کسی کا کمال مخالفوں اور بد خواہوں کے چھپانے چھپ نہیں سکتا۔ ہر باکمال شاعر اور ہر ذی علم مصنف کو لغو ہنگامہ آرائیوں کی دل شکن صداؤں سے بے پرواہ اور بے نیاز رہنا چاہئے اور راسخ عظیم آبادی کے اِس روشن مطلع کو اپنے لئے شمعِ ہدایت سمجھنا چاہئے ؎

ہنر مستغنی اِس سے ہے کہ قدر افزا میسر ہو
شناسا گو نہ ہو تیرا کوئی، پر تو تو گوہر ہو

میں نے اگر کسی مقام پر کسی اُستادِ فن کی رائے سے اختلاف کیا ہے تو اِس سے ہرگز میرا یہ مدعا نہیں کہ میں کسی طرح کی خردہ گیری یا نکتہ چینی کروں بلکہ کسی علمی مسئلے کے متعلق اپنی رائے بھی پیش کر دینی ہے، ممکن ہے کہ قابلِ قبول ہو اور ممکن ہے کہ نہ ہو۔ میں ان تمام بزرگوں کے خرمنِ علم کا خوشہ چیں اور اُن کے فیوضِ علمی کی فیض رسانی کا معترف اور منت شناس۔ خداوند کریم اُن کی روحوں کو مقاماتِ اعلیٰ عطا فرمائے اور اُن کے طفیل میں مجھ عاصی کے گناہوں کی بھی مغفرت فرمائے! آمین!!

اربابِ علم کی نگاہوں میں اگر میری کاوشیں مفید معلوم ہوں تو مجھے دعائے خیر سے یاد فرمائیں اور بہ مقتضائے بشریت اگر کسی جگہ بھول، چوک ہو گئی ہو تو از راہِ شفقتِ بزرگانہ مجھے مطلع فرمائیں کہ آئندہ اشاعت میں تصحیح کر دی جائے۔

میں دیباچے کو طول دینا نہیں چاہتا اس لئے میں اپنے محترم بزرگ

ڈاکٹر سید عظیم الدین احمد (پی-ایچ-ڈی، ہیڈ آف دی ڈیپارٹمنٹ آف عربک اینڈ پرشین پٹنہ کالج، پٹنہ) کے شکریہ کے بعد یہ باب ختم کرتا ہوں میرے محترم بزرگ نے میرے متعلق جو کچھ تحریر فرمایا ہے، وہ بزرگانہ لطف و شفقت اور مشفقانہ ہمت افزائی پر مبنی ہے۔ میں اُن خلوص بھرے لفظوں کا تہہ دل سے منت گزار ہوں ۔

رہے تادیر سایہ سر پہ اِن ایسے بزرگوں کا
حمید اِس دَور میں الفت کہاں اور شفقتیں کیسی

حمید منزل،
پٹنہ سٹی۔
۳۰ر نومبر ۱۹۳۹ء

بِسمِ اللّٰہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیم ؕ
نَحمَدُہٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُولِہِ الکَرِیم و آلہ الطیبین الطاہرین

عِلمِ عروض

اربابِ علم سے مخفی نہیں کہ دُنیا کی پڑھی لکھی قوموں نے علمِ عروض کو بھی صرفی ونحوی قاعدوں کی طرح علم ادب کا ایک ضروری جزو قرار دیا ہے۔ جب تک علم ادب میں نظم ونثر برابر کے شریک کی طرح پہلو بہ پہلو موجود ہیں، اُس وقت تک قواعد صرف ونحو کی طرح علم عروض کے قاعدوں کا جاننا بھی لازمی اور ضروری ہے۔ اگر کسی نثّار کے لئے قواعد زباں دانی کا جاننا یا سیکھنا ضروری سمجھا جاتا ہے تو پھر کیا وجہ ہے کہ اُسی طرح ایک ناظم کے لئے علم عروض کا سیکھنا یا جاننا ضروری نہ سمجھا جائے!

علمِ عروض کے جاننے کے فائدے اور نہیں جاننے کے نقصانات رمز العروض یعنی اِس کتاب کے حصہ اول میں درج کئے جا چکے ہیں، لہٰذا اُن کا اعادہ بیکار ہے۔ اس حصّے میں بہت ضروری ابتدائی مسائل تو مجبوراً درج کر دیئے گئے ہیں، ورنہ اکثر ابتدائی مسئلے قلمبند نہیں کئے جائیں گے، ناظرین رمز العروض میں ملاحظہ فرمانے کی زحمت گوارا فرمائیں! وہ حصہ مبتدی حضرات کی سہولت اور آسانی کے خیال سے لکھا گیا تھا، اِس لئے اُس حصّے میں ابتدائی مسائل لکھے گئے تھے۔ لیکن جس طرح اُس حصّے میں زبان کی سلاست اور سہل بیانی (آسان اور عام فہم عبارت) کا لحاظ رکھا گیا تھا، اُسی طرح اِس حصّے میں بھی اس کا خاص لحاظ مدّنظر ہے مشکل عبارتوں اور ترکیبوں سے خاص طور پر احتراز کروں گا۔ وَمَا تَوفِیقِی اِلَّا بِاللّٰہِ!

موجدِ فن عروض اور وجہ تسمیہ کے متعلق بھی اُسی حصّے میں عرض کیا جا چکا ہے لیکن علم

عروض کی تعریف کے ساتھ علمائے فن کی رائیں اِس حصّے میں درج کردی گئی ہیں۔

عروض وہ علم ہے جس سے نظم و نثر یعنی کلامِ موزوں اور غیر موزوں کا فرق معلوم ہو۔
جناب غلام حسنین قدرؔ (بلگرامی) قواعد العروض میں تحریر فرماتے ہیں:

"عَروض بفتحِ اول وہ علم ہے جس سے احاطۂ اوزان و تناسب و تخالف باہمی اور تصرفاتِ پسندیدہ و ناپسندیدہ دریافت ہوتے ہیں اور نظم و نثر کا فرق جس میں اہلِ ذوق عاجز ہیں اِس صناعت سے معلوم ہو جاتا ہے"۔ عربی زبان میں ایک مقام پر اس کی یہ تعریف لکھی گئی ہے
"اَلۃٌ قَانُوْنِیَّۃٌ تَعْصِمُ مُرَاعَاتُھَا الْاِنْسَانَ اَنْ یَّضِلَّ فِیْ وَزْنِ الشِّعْرِ"
یعنی ایک قاعدۂ کلیہ ہے جس کی رعایت یعنی جس کا جاننا، انسان کو وزنِ شعر میں لغزش یا غلطی سے بچاتا ہے۔ دوسری جگہ یہ تعریف بیان کی گئی ہے:- "عِلْمٌ بِقَوَانِیْنَ یُعْرَفُ بِہِ الْوَزْنُ الصَّحِیْحُ لِلشِّعْرِ مِنَ الْمُنْکَسِرِ"۔ یعنی یہ اُن قاعدوں کا علم ہے جن کے جاننے سے شعر کے صحیح اور غیر صحیح وزن کا فرق معلوم ہو جاتا ہے۔ گلستانِ سخن (۱۲۷۱ھ) میں جناب قادر بخش صابر مرحوم لکھتے ہیں:-

"عروض ایسا علم ہے کہ اُس سے شعر کا صحیح اور سقیم دریافت ہوتا ہے"۔

محمد بن قیس رازی المعجم میں تحریر فرماتے ہیں:-

"بدانکہ عروض میزانِ کلامِ موزوں منظوم است ہمچنانکہ نحو میزانِ کلامِ منثور است"۔
المختصر علم عروض شعروں کے تولنے کی ترازو ہے اور اشعار کے پرکھنے کی کسوٹی کہ جس سے کھرے اور کھوٹے سکّے پرکھے جا سکیں اور کوئی پلّہ خلافِ اصول کسی طرف جھکنے نہ پائے۔

معلوم ہونا چاہئے کہ موزونیت کی دو قسمیں ہیں۔ ایک فطری جس کو ذوق کہتے ہیں۔ دوسرے اکتسابی جو فن کے جاننے سے حاصل ہوتی ہے۔ اِس مسئلے میں اہلِ علم کے دو گروہ ہیں۔ ایک کہتا ہے کہ " اوراکِ وزن ذوق سے بھی حاصل ہو سکتا ہے

اور صاحبِ ذوق کو عروض کی چنداں ضرورت نہیں۔" دوسرے کا مختار ہے کہ" ذوق بغیر علم عروض غیر مفید ہے"۔ محقق طوسی نے معیار الاشعار میں اِس پر کافی بحث کی ہے اور جس کا خلاصہ رمز العروض میں عرض کیا جاچکا ہے۔ اسی خیال کے ضمن میں مصنفِ چہار گلزار لکھتے ہیں :-

"اما کسیکہ طبعش موزوں باشد و شعرے کہ می گوید موزوں است لیکن دستِ فکرش از تقطیعش وغیرہ کوتاہ، شاعرنمی گویند" یعنی صرف موزوں اشعار کہہ لینے سے کوئی شاعر نہیں ہوسکتا جب تک کہ فنِ شعرگوئی یعنی علمِ عروض سے بھی واقف نہ ہو۔

محمد بن قیس المعجم میں تحریر فرماتے ہیں :-

"و آنچہ بعض شاعرانِ کوتاہ نظر گویند کہ مقصود از علم عروض آنست تا مردم بر نظم کلام قادر گردند و چوں طبع راست بود در معرفت موزوں و ناموزوں سخن بداں محتاج نیست و کثر (کج) طبع را کہ در جبلت استعداد وزن و ذوقِ معرفت آں نباشد بواسطۂ عروض نمی اُفتد فنِ عروضِ علم بے منفعت و تحصیلے مستغنی عنہ باشد خطائے محض است و جہل صرف و دال است بر آنکہ قائل آں نہ از علم اسرارِ شاعری بہرہ دارد نہ از معرفتِ منافع علوم نصیبے و نتیجہ و مقدمۂ ایں دعوی غلط است۔"

بحثیں طویل ہیں۔ ہر گروہ نے اپنے اپنے دلائل پیش کئے ہیں اور اپنے اپنے دعوے کے ثابت کرنے کی کوشش کی ہے لیکن شاعر کا لفظ خود ہی صحیح محاکمہ کئے دیتا ہے۔ شعر (بالکسر) کے لغوی معنی جاننا ہے (اَلشِّعْرُ۔ دانستن) اور اِس کا اِسم فاعل شاعر یعنی جاننے والا ہے اب دیکھنا یہ ہے کہ جاننے والا کون ہوسکتا ہے؟ وہی جو علم شعرگوئی سے واقف، نکاتِ شعری کا ماہر، حسن و قبح شاعری سے آگاہ، تمام لوازمات نظم کا جاننے والا اور شاعرانہ نکتوں پر نظر رکھنے والا ہو۔ جب تک کوئی کسی فن یا علم کو نہ جانے، اُس پر جاننے والے کا اطلاق ہو ہی نہیں سکتا، لہٰذا صحیح معنی میں شاعر وہی ہے جو فنِ شاعری یعنی

علمِ عروض سے بھی واقف ہو۔ علمِ موسیقی ہی کو لے لیجئے! یوں تو گانے والے گلی گلی پائے جاتے ہیں لیکن کیا اُن کو ماہرِ فن گویّا کہا جاسکتا ہے؟ یہی نہیں بلکہ اُن میں بعض کی آواز فطرۃً ایسی دلکش ہوتی ہے کہ سننے والوں کے دل بغیر متاثر ہوئے نہیں رہ سکتے لیکن پھر بھی جس مجمع یا جلسے میں ماہرینِ فنِ موسیقی اکٹھا ہوں، ایسوں کی کیا وقعت ہو سکتی ہے اور اہلِ فن اُنہیں کب وقعت کی نظروں سے دیکھ سکتے ہیں! اسامعہ نوازی اور شئے ہے اور کسی علم یا فن کا جاننا اور شئے۔ ٹھیک اسی طرح موسیقی کی بہن (Sister art) شاعری کو بھی سمجھئے۔ چند موزوں شعر کہہ لینا اور لحن یا خوش آوازی سے نہیں جاننے والوں کی سامعہ نوازی کر دینا اور بات ہے اور اہلِ فن کے زمرے میں شامل ہونا اور بات!!

وزن

"وزن سنجیدن کلامے است بمیزان بحرے از بحرہائے شعر کہ مقرر کردہ اند، پس ہر چہ بمیزانِ بحرے از بحور راست باشد آں موزوں است و آنچہ بمیزان ہیچ بحرے راست نباشد ناموزوں است و ایں سنجیدن را تقطیع گویند در اصطلاحِ عروضیاں۔" (عروض سیفی)

وزن کے لغوی معنی اندازہ اور پیمانہ وغیرہ اور تقطیع کے معنی ٹکڑے ٹکڑے کرنا اور اصطلاحِ عروض میں دو کلموں کی حرکت اور سکون کے برابر ہونے کو تقطیع کہتے ہیں۔ تقطیع میں حرکتوں اور حرفوں کے فرق کا لحاظ نہیں کیا جاتا۔ مثلاً مُبْتَلِی۔ دُلدُلْ۔ کُلکُلْ۔ یہ سب ایک وزن فِعْلُن پر ہیں۔ اگر وہ حرکات و سکنات تلفّظِ زباں کے سوا اور کسی دوسرے عضو مثلاً آنکھ، بھوں یا ہاتھ سے ظاہر کئے جائیں تو اُسے اشارہ کہتے ہیں اگر وہ حرکت و سکون آوازِ بلا حرف پر واقع ہوں تو اُسے ایقاع کہیں گے جیسے گانے سے پہلے گُن گُنا کر آواز کو راگ کی دُھن میں لانا۔ ایقاع موسیقی کا موضوع لہٗ ہے اور اگر یہی آوازِ حرف دار پر وارد ہوں تو اجزا کہلائیں گے۔ جزو کی جمع اجزا ہے اور حرکات و سکنات تقطیعی کے باہم ملنے سے جو لفظ بنتا ہے، اُسے اصطلاحِ عروض میں جزو کہتے ہیں

علم عروض میں اجزا تین ہیں: (۱) سبب (۲) وتد (۳) فاصلہ

کم سے کم دو اجزا اور زیادہ سے زیادہ تین کے ملنے سے جو لفظ بنتا ہے، اسے اصطلاح میں رُکن کہتے ہیں۔ رُکن کی جمع ارکان ہے۔

اِس سے پہلے کہ میں اجزا اور ارکان کے متعلق تفصیل سے کچھ عرض کروں، یہ عرض کر دینا ضروری سمجھتا ہوں کہ اِن اجزا کے یہ نام کیوں رکھے گئے۔ بیت و ارکان کی وجہ تسمیہ

بَیت لغتِ عرب میں گھر کو کہتے ہیں۔ لفظ بیت بیتوتۃ[1] سے نکلا ہے جس کے معنی رات گذارنے کے ہیں اور گھر کو اسی لئے بیت کہتے ہیں کہ عموماً وہاں راتیں گذاری جاتی ہیں اور لوگ بالخصوص ایسی ہی جگہ راتیں گذارتے ہیں، جہاں گھر ہوتے ہیں۔ اسی مناسبت سے عربی میں "شعر" کو بیت[2] کہتے ہیں چونکہ عموماً اطمینان، سکون اور تنہائی راتوں کو بہ نسبت دنوں کے زیادہ ہوتی ہے اور شعروں کے کہنے کے لئے ان کی بہت زیادہ ضرورت ہے اُس وقت شاعر اپنے خیالات کو بہ اطمینان تمام نظم کر سکتا ہے اور اِس طرح راتوں کا کچھ حصّہ اِس مشغلے میں بہ لطف گذر جاتا ہے۔ بعض کا یہ قول ہے کہ جس طرح بیت یعنی گھر کی لوگوں کی نگاہوں میں وقعت ہے اور گھر رکھنے والا معزز سمجھا جاتا ہے۔ اُسی طرح صاحبِ شعر یعنی شاعر بھی، چنانچہ اہلِ عرب میں مشہور ہے کہ بہت سے ابیات یعنی اشعار سونے کے بیوت یعنی سونے کے گھروں سے بہتر ہیں۔ بعض کا یہ بھی خیال ہے کہ جس طرح صاحبِ خانہ کو اپنے گھر سے الفت ہوتی ہے، اُسی طرح شاعر کو اپنے شعروں سے محبت ہوتی ہے وغیرہ وغیرہ۔ کتابوں میں اور وجہیں بھی لکھی گئی ہیں لیکن یہ چند وجوہ زیادہ موزوں اور

---

[1] بیتوتۃ ۔ شب گذرانیدن (رات بسر کرنی) منتخب ص۹۶

[2] بیت کو جب شعر کے معنی میں لکھیں گے تو اِس کی جمع ابیات ہوگی اور گھر کے معنے میں اس کی جمع بیوت لکھی جائے گی۔

مناسب حال ہیں۔

ہر بیت یعنی گھر کے لئے دو پلٹوں کے دروازوں کی ضرورت ہوتی ہے، اسی رعایت سے بیت یعنی شعر میں بھی دو پلّے قائم کئے گئے اور ہر پلّے کا نام مصرع[1] رکھا گیا اور چونکہ عرب میں مکانات عموماً خیمے ہوتے تھے، اِس لئے بیت یعنی شعر کے ہر جزو اور مصرع کے ہر رکن کا اُسی مناسبت سے نام رکھا گیا ہے مثلاً سبب بمعنی رسّی۔ وتد بمعنی کھونٹی۔ وغیرہ۔ چنانچہ محمد بن قیس المعجم میں تحریر فرماتے ہیں:-

"و ہر بیت را دو نیمہ درست باشد کہ در متحرکات و سواکن بہ یکدیگر نزدیک باشد و ہر نیمہ را مصراع خوانند و در لغت عرب احد مصراع الباب یک پارہ باشد از درے دو لختی یعنی از درے دو پارہ ہر کدام کہ خواہند قرار تواں کرد بے دیگرے و چوں ہر دو قرار کنند یک در باشد از بیت شعر نیز ہر کدام مصراع کہ خواہند انشا و انشاد[2] تواں کرد بے دیگرے۔ چوں ہر دو بہم پیوندد یک بیت باشد۔ و نیز جہت تشبیہ بیت شعر بخانہ آنست کہ ہمچنانکہ خانۂ عرب بحدود حدود خود ممتاز باشد از دیگر خانہا بیت شعر نیز بہ عروض و قافیہ و وزن ممتاز باشد از دیگر بیتہا" المعجم ص ۲۱،۲۰ (ب) قلمی۔

"چوں گفتیم کہ بیت شعر را بہ خانہ تشبیہ کردہ اند و خانۂ عرب غالباً خیمہ و خیام و خرگاہ و امثال آں باشد کہ از موے و پشم سازند و یا از شاخ درخت بردارند و آں را لابد از ستونے کہ بداں قیام یابد و از طنابے کہ بداں کشیدہ شود و میخے کہ بداں استوار

---

[1] "مصراع بہ الف و مصرع بدون الف، ہر دو درست است بمعنی یک تختۂ در" کہ آں را لخت در و طبقۂ در نیز گویند و بہ ہندی کواڑا نامند و نیز بیت را از آں جہت مصرع خوانند کہ ہمچنانکہ از در دو طبقہ ہر کدام طبقہ را کہ خواہند باز و فراز تواں کرد بے دیگرے نتواند بود و چوں ہر دو طبقہ را بہم فراز کنند یک در باشد۔ از بیت نیز ہر کدام مصرع را خوانند بے دیگرے بیت نتواند بود" منتخب دہار عجم و عروض سیفی۔

[2] بکسر رشیم، بمعنی شعر خواندن و انشاد سرا بمعنی شعر خواں۔ غیاث اللغات ص ۵۴۔

ماند و شرحے کہ فاصلہ میانِ دامنہا باشد چارہ نبود، پس مدارِ عروض بر سہ رُکن نہادند سبب و وتد و فاصلہ۔ سبب، طناب (رسی) و وتد، میخ چوبیں (لکڑی کی کھونٹی یا کھونٹا) و فاصلہ جدائی میانِ دو دامن[1]"۔ المعجم صفحہ ۲۲،۲۲(ب) قلمی۔

خلیل ابن احمد موجد فن عروض نے چونکہ علم صرف کی پیروی کی ہے، اِس لئے ارکانِ عروض کی بنا بھی اُن ہی حرفوں پر رکھی ہے یعنی ف۔ ع۔ ل۔

المختصر بیت ارکان سے مرکب ہے اور ارکان اصول سہ گانہ یعنی سبب[1]۔ وتد[2] اور فاصلہ[3] سے۔

(۱) سبب: اصطلاحِ عروض میں کلمۂ دو حرفی کو سبب کہتے ہیں۔ اِس کی دو قسمیں ہیں

(۱) سبب خفیف (۲) سبب ثقیل

(الف) سبب خفیف: وہ کلمۂ دو حرفی جس کا پہلا حرف متحرک اور دوسرا ساکن ہو، اُسے سبب خفیف کہتے ہیں جیسے گُل۔ چَل۔ دِل وغیرہ۔

(ب) سبب ثقیل: وہ کلمۂ دو حرفی جس کے دونوں حرف متحرک ہوں، اسے سبب ثقیل کہتے ہیں جیسے دِلِ، لام بہ حالت اضافت۔

بعض عروض کی کتابوں میں سبب کی ایک قسم سبب متوسط بھی لکھی گئی ہے مثلاً یار، لیکن جب سبب کے لئے کلمۂ دو حرفی کی قید ہے تو یار یا جان، جن میں تین حروف ہیں کیونکر سبب میں اُن کا شمار ہو سکتا ہے؟ حرف موقوف گر جاتا ہے لیکن جہاں گرتا ہو وہاں، جہاں کلمۂ سہ حرفی میں حرف موقوف گر نہ سکتا ہو وہاں سبب اُس پر کیونکر صادق آئے گا۔

(۲) وتد: اصطلاحِ عروض میں کلمۂ سہ حرفی کو وتد کہتے ہیں وتد کی بھی دو قسمیں ہیں

---

[1] دامن: پہاڑ کے نیچے کی زمین یا میدان۔

وتدِ مجموع یا مقرون اور وتدِ مفروق

(الف) وتد مجموع یا مقرون : وتد مجموع وہ کلمۂ سہ حرفی ہے جس کا پہلا اور دوسرا حرف متحرک ہو اور تیسرا ساکن جیسے وَطَنْ - چَمَنْ - وغیرہ -

(ب) وتد مفروق : وتد مفروق وہ کلمۂ سہ حرفی ہے جس کا پہلا اور تیسرا حرف متحرک ہو اور دوسرا ساکن جیسے دُزْدِ ، بہ حالتِ اضافت -

اضافہ کثرت: سبب کی طرح وتد کی بھی ایک قسم وتدِ کثرت[1] ہے جس میں پہلے دو حرف متحرک اور بعد کے دونوں حرف ساکن ہوں جیسے مکاں ، نہاں وغیرہ -

(۳) فاصلہ : وہ کلمۂ چہار حرفی جس میں پہلے تین حروف متحرک ہوں اور چوتھا ساکن فاصلۂ صغریٰ کہلاتا ہے - جیسے صَنَمَا - (اجتماعِ سبب ثقیل و سبب خفیف)

(۳) (ب) فاضلہ (بہ ضاد بانقطہ) یا فاصلۂ کبریٰ اس کلمۂ پنج حرفی کو کہتے ہیں جس کے پہلے چار حروف متحرک ہوں اور پانچواں ساکن جیسے شِکَنَمَشْ (اجتماعِ وتد مجموع و سبب خفیف) -

سبب اور وتد کی طرح فاصلہ کی بھی ایک قسم فاصلۂ عظمیٰ قرار دی گئی ہے - یہ وہ ہے جس میں پانچ حروف متحرک اور چھٹا ساکن ہو مثلاً بَرَخِ صَنَمْ (اجتماعِ دو سبب ثقیل و یک سبب خفیف)

میں نے اِس کتاب کے حصۂ اوّل یعنی رمز العروض میں صرف سبب اور وتد کا ذکر کیا تھا اور یہی دو حقیقت میں ضروری بھی ہیں ، چنانچہ محمد بن قیس المعجم میں لکھتے ہیں :

" و نزدیک ابوالحسن اخفش کہ یکے از کبار ائمۂ نحو و ادب بودہ است " فاصلہ ہا ارکان نیست " و می گوید ارکانِ عروض بیش از سبب و وتد نیست "

---

[1] بہ اصطلاحِ عروضیاں جدا کنندہ باشد یعنی متحرک متوالی را بہ ساکن از دیگر متحرکات جدا کند (حاشیۂ المعجم قلمی)

۲ ۔ جب وتد کے لیے ... سہ حرفی ... سبب ... کی طرح سے ... [illegible]

اب سبب متوسط، وتد کثرت اور فاصلۂ عظمیٰ کے متعلق بھی اُن ہی کے قلم کی زبانی سنئے لکھتے ہیں۔

"و اما آنکہ یکے از ثقلائے عروضیانِ عجم گفتہ است کہ اسباب ستہ اند مفرد و، مفروق و مجتمع و فواصل سہ اند صغریٰ، کبریٰ و عظمیٰ و مثالِ سبب متوسط یک متحرک و دو ساکن آوردہ است چنانچہ کار و بار و مثالِ وتد مجتمع (کثرت) دو متحرک و دو ساکن چنانکہ بہار و نگار و مثالِ فاصلۂ عظمیٰ پنج متحرک و ساکن چنانکہ شکرک ما و پسرک ما۔ و ایں محض نہ بر کیفیت ترکیب افاعیل عروضی واقف بودہ است و نہ از دقائق علم تقطیع خبر داشتہ۔"

(اردو میں سبب ثقیل، وتد مفروق اور فاصلوں کی مثالیں نہیں ہیں۔ اِس لئے فارسی کی مثالیں دی گئی ہیں)

اب اگر یہ سوال کیا جائے کہ سبب کو سبقت دینے کی وجہ

اور وتد و فاصلہ کو اُن کے بعد، تو اِس کا جواب المعجم میں نہایت ہی وضاحت سے لکھا گیا ہے، اربابِ علم کی لطف اندوزی کے خیال سے وہی عبارت درج کی جاتی ہے۔

"اما علت آنکہ در ارکانِ عروض سبب خفیف را مقدم داشتند آنست کہ اقلِ حرفے کہ مردم بداں ناطق توانند شد دو حرف است، اولین آں متحرک تا بداں ابتدائے کلام کنند و دوم آں ساکن تا برآں وقف کنند و خاموش گردند۔ چہ ابتدائے کلام جز بہ متحرک نتوانند کرد، از بہر آنکہ نطق نقل کردن است از حالِ خاموشی بہ حالِ گویائی و ایں نباشد الا بہ تحریکِ آلتِ نطق و حرفِ متحرک را متحرک از برائے آں می گویند کہ ادات نطق ورآں متحرک است و حرفِ ساکن را ساکن از برائے آں می گویند کہ ادات نطق ورآں ساکن است و وقف جز بہ حرفِ ساکن ممکن نہ گردد از بہر آنکہ وقف خاموش شدن

است و خاموشی فنائے صوت و سکون آلتِ نطق است و بہ ہیچ وجہ فنائے
صوت و سکونِ آلتِ نطق و حرکت نتواند بود۔ اما علت آنکہ ارکانِ عروض از فاصلۂ
کبریٰ نگذشتند و برآں ہیچ نیفزودند آنست کہ وزن از لوازمِ کلامِ منظوم است
و اعتدال میانِ متحرکات و سواکن حروف از لوازم کلام موزون است و چوں بنائے
کلام بر ادراج و اتصال نہادہ اند و مقصود از سخن تتمیمِ معانی مختلف است و ایں
مراد جز بہ وصلِ حروف و اتصالِ کلمات میسر نہ شود و حرکت از امارتِ[1] وصل
است و سکون از علاماتِ وقف پس لابد آمد کہ متحرکاتِ کلام بیش از سواکن باشد
و در صناعتِ شعر رعایت اعتدال دریں زیادتی نیز لازم تواند بود و چوں شاعر در نظم
خویش از سببِ خفیف کہ متحرکے و ساکنے است درگذشت و بہ وتدِ مجموع کہ دو متحرک
و ساکنے است پیوست و از وتد نیز تدرّج[2] کرد و بفاصلۂ صغریٰ کہ سہ متحرک و
ساکنے است رسید و در زیادتی متحرکات شعری و سواکن آں بہ حدِ اعتدال رسیدہ
باشد و ہر چہ برآں زیادت کنند تجاوز بود از حدِ اعتدال، چہ حدِ اعتدال فزونی
چیزے بر چیزے بیش از آں نتواند بود کہ سہ چند او شود و چوں فاصلۂ کبریٰ
بہ یک متحرک بر فاصلۂ صغریٰ بیش افزوں نبود و در تجاوز بہ حدِ افراط نہ
رسیدہ بود بہ سبب قرابت او بہ حدِ اعتدال طبع۔ شعرائے عرب از قبول آں
نفرتِ کلی ننمودند و آں را در بعضے اشعار مستعمل داشتند و عروضیاں بضرورت
استعمالِ عرب آں را از ارکانِ عروض شمردند تا ہر رکنے دو نوع باشد چنانکہ
پیش ازیں بیان کردیم۔ اما چوں حرکات متواترِ پنج شود تجاوز از حدِ اعتدال

---

[1] امارت۔ بالفتح اول بمعنی نشان و علامت۔

[2] تدرج۔ مرتبہ مرتبہ سوئے چیزے رفتن۔ رفتہ رفتہ کسی چیز کی طرف جانا۔

بہ حد کثرت رسد و ازیں جہت طبعِ مستقیم بہ کلی ازآں نفور گردد، لاجرم دریچ شعر مستعمل نیست"۔

یہی وجہ ہے کہ ارکانِ عروضی کا سبب، وتد اور فاصلہ پر انحصار کیا گیا ہے۔ ان ہی اصول یا اجزائے سہ گانہ (سبب، وتد، فاصلہ) کو مختلف طور پر ترتیب دے کر آٹھ ارکان یا دوسرے قول کے مطابق دس ارکان قائم کئے گئے ہیں اور ان ہی ارکان سے مختلف بحریں بنائی گئی ہیں۔

از روئے اصل ارکان آٹھ ہیں اور از روئے اعتبار دس

اِن آٹھ ارکان کو "ارکانِ ہشت گانہ" یا "افاعیلِ ہشت گانہ" کہتے ہیں اور دس ارکان کو ارکانِ دہ گانہ

رمز العروض میں صرف آٹھ ارکان کی توضیح کی گئی تھی۔ لیکن اِس کتاب میں دسوں ارکان کی تفصیل اور ترکیب اور مابہ الامتیاز فرق بہ وضاحت بیان کیا جائے گا۔

دس ارکان میں دو پانچ حرفی اور آٹھ سات حرفی ہیں:۔

پانچ حرفی

(۱) فَاعِلُنْ: سببِ خفیف اور وتدِ مجموع سے مرکب ہے۔ سبب، وتد سے مقدم ہے۔

(۲) فَعُوْلُنْ: وتدِ مجموع اور سببِ خفیف سے مرکب ہے۔ اِس رکن میں وتدِ مجموع مقدم ہے اور سببِ خفیف اُس کے بعد۔ یہ رُکن فاعلن کا برعکس ہے یہ دونوں دو دو اجزاء سے مرکب ہیں۔

سات حرفی

(۱) مُفَاعِیْلُنْ: وتدِ مجموع اور دو سببِ خفیف سے مرکب ہے۔ وتدِ مجموع پہلے اور دو سبب خفیف اُس کے بعد ہیں۔

(۲) مُسْتَفْعِلُنْ : دو سبب خفیف اور ایک وتد مجموع سے مرکب ہے دو سبب خفیف پہلے اور وتد مجموع اُن کے بعد ہے - یہ رکن مفاعیلن کا برعکس ہے -

(۳) مُتَفَاعِلُنْ : فاصلۂ صغریٰ اور وتد مجموع سے مرکب ہے یا سبب ثقیل ، سبب خفیف اور وتد مجموع سے -

(۴) مُفَاعَلَتُنْ : وتد مجموع اور فاصلۂ صغریٰ سے مرکب ہے یا وتد مجموع اور سبب ثقیل و سبب خفیف سے - یہ متفاعلن کا بالکل الٹ ہے -

(۵) مَفْعُوْلَاتُ : دو سبب خفیف اور ایک وتدِ مفروق سے مرکب ہے - اسباب مقدم ہیں -

(۶) فَاعِ لَاتُنْ : وتد مفروق اور دو سبب خفیف سے مرکب ہے - اِس رکن میں وتد مفروق مقدم ہے اور یہ رکن مفعولات کا بالکل برعکس ہے -

(۷) فَاعِلَاتُنْ : سبب خفیف پھر وتد مجموع اور آخر میں دوبارہ ایک سبب خفیف سے مرکب ہے

(۸) مُسْ تَفْعِ لُنْ : ایک سبب خفیف پھر وتد مفروق اور بعدہٗ سبب خفیف ہے - فاعلاتن اور مُس تفع لن میں یہ فرق ہے کہ فاعلاتن میں دو سبب خفیف کے درمیان ایک وتد مجموع ہے اور اسی لئے اِس رکن کو مجموعی کہتے ہیں اور مُس تفع لن میں دو سبب خفیف کے درمیان ایک وتد مفروق ہے اور اسی لئے اس کو مفروقی کہتے ہیں -

(دوسرے صفحہ پر اِن ارکانِ دہ گانہ کا شجرہ ملاحظہ ہو)

ارکانِ دہ گانہ

پانچ حرفی — ۲

(۱) فَاعِلُنْ ———— (۲) فَعُوْلُنْ

سبب خفیف + وتد مجموع ———— وتد مجموع + سبب خفیف

سات حرفی — ۸

(۳) مَفَاعِیْلُنْ ———— (۴) مُسْتَفْعِلُنْ

وتد مجموع + دو سبب خفیف ———— دو سبب خفیف + وتد مجموع

(۵) مُتَفَاعِلُنْ ———— (۶) مُفَاعَلَتُنْ

فاصلۂ صغریٰ + وتد مجموع ———— وتد مجموع + فاصلۂ صغریٰ

(۷) مَفْعُوْلَاتُ ———— (۸) فَاعِ لَاتُنْ

دو سبب خفیف + وتد مفروق ———— وتد مفروق + دو سبب خفیف

(۹) فَاعِلَاتُنْ: سبب خفیف + وتد مجموع + سبب خفیف (مجموعی)

(۱۰) مُسْ تَفْعِ لُنْ: سبب خفیف + وتد مفروق + سبب خفیف (مفروقی)

۱۰

مندرجۂ بالا دس ارکان کے دیکھنے سے پتہ چلتا ہے کہ پہلے آٹھ ارکان تو ایک دوسرے کے برعکس ہیں۔ پانچ حرفی دونوں ارکان میں ایک میں سبب خفیف پہلے ہے تو ایک میں وتد مجموع۔ اسی طرح سات حرفی ارکان کو دیکھئے تو ایک میں وتد مجموع پہلے ہے اور دو سبب خفیف بعد تو دوسرا رکن اس کا برعکس ہے اگر کسی میں فاصلۂ صغریٰ سے ابتدا کی گئی ہے تو کوئی فاصلۂ صغریٰ پر ختم ہوتا ہے۔ کسی رکن میں دو سبب خفیف پہلے ہے اور وتد مفروق اُس کے بعد ہے تو دوسرا اِس کے برعکس ہے اب دو آخری رکن فاعلاتن اور مس تفع لن کو لیجئے تو دونوں میں ابتدا اور آخر میں سبب خفیف ہے لیکن ایک کے بیچ میں وتد مجموع ہے تو ایک کے وسط میں وتد مفروق۔ اِن ارکان کی ترکیب اور ترتیب اس طرح کی گئی ہے کہ کوئی وزن یا بحر ایسی نہ بچ رہے کہ جس میں ان ارکان کے ذریعہ سے اشعار نہ کہے جاسکیں بلکہ موجدنے ہر پہلو کو مدنظر رکھ کر اِن ارکان کو مرتب کیا ہے حرکت اور سکون اوزان پر گویائی کا دارومدار ہے اور جن پر ترنم اور موسیقی بھی مبنی ہے کی اس اصول سے اِن ارکان میں ترتیب قائم کی گئی ہے کہ کوئی بحر یا وزن ایسا نہ بچ رہے کہ جس میں اِن ارکان کے اُلٹ پھیر سے شاعر اشعار کہنے سے قاصر رہے۔

بحریں کس طرح بنتی ہیں

اِن ارکانِ دہگانہ میں ایک قسم کے رکن کی تکرار یا دو قسموں کے ارکان کے باہم ملا دینے سے بحریں بنتی ہیں۔ اس کی تین صورتیں ہیں۔

(۱)۔ ایک ہی رکن واحد کے تعداد مقررہ تک پہونچنے سے اگر بحر مرتب ہوجائے تو ایسے ارکان کو بسیط کہتے ہیں مثلاً فعولن ، فعولن ، فعولن ، فعولن = ۲ بار۔ (بحر متقارب مثمن سالم)

(۲)۔ اگر ایک رکن پانچ حرفی اور ایک رکن سات حرفی کو تعداد مقررہ تک لے جائیں تو ایسے ارکان کو "متشابہ مخالف بہ کم" کہتے ہیں مثلاً فعولن مفاعیلن فعولن مفاعیلن = ۲ بار (بحر طویل مثمن سالم)

(۳) ایسے ارکان کہ جن کے باہم ملنے میں تعداد حرفی یعنی حرفوں کی تعداد تو ایک سی ہو لیکن

کیفیت جداگانہ ہو مثلاً ایک رکن مجموعی ہو تو دوسرا مفروقی "متشابہ مخالف بہ کیف" کہلاتے ہیں مثلاً مفاعیلن فاع لاتن مفاعیلن فاع لاتن - ۲ بار - (بحر مضارع مثمن سالم)

بحروں کا مختصر ذکر۔

تکرارِ ارکانِ بسیط سے جو بحریں بنتی ہیں انہیں بحر مفرد کہتے ہیں اور وہ سات ہیں۔

۱- بحر متقارب ۲- بحر متدارک ۳- بحر ہزج ۴- بحر رجز

۵- بحر کامل ۶- بحر وافر ۷- بحر رمل

تکرارِ ارکانِ مخلوط سے جو بحریں بنتی ہیں وہ مرکب کہلاتی ہیں - اُن میں تین "متشابہ مخالف بہ کم" ہیں اور وہ یہ ہیں:

۱- بحر طویل ۲- بحر مدید ۳- بحر بسیط

اور نو متشابہ مخالف بہ کیف ہیں، اور وہ یہ ہیں:

۱- بحر سریع ۲- بحر جدید ۳- بحر قریب ۴- بحر منسرح ۵- بحر خفیف

۶- بحر مضارع ۷- بحر مقتضب ۸- بحر مجتث ۹- بحر شاکل یا متشاکل

یہ تمام بحریں ملاکر انیس بحریں ہوتی ہیں - ان میں چار عربی کے لئے مخصوص ہیں اور تین فارسی کے لئے، باقی بارہ بحریں عربی، فارسی اور اردو میں مشترک ہیں۔

(تفصیل مع نام اور اوزان دوسرے صفحے پر ملاحظہ ہو)

بحروں کے نام مع اوزان

مختص عرب — ۴

۱- بحرِ طویل : فعولن مفاعیلن فعولن مفاعیلن = ۲ بار = متشابہ مخالف بہ کم
۲- بحرِ مدید : فاعلاتن فاعلن فاعلاتن فاعلن = ۲ بار = 〃 〃 〃
۳- بحرِ بسیط : مستفعلن فاعلن مستفعلن فاعلن = ۲ بار = 〃 〃 〃
۴- بحرِ وافر : مفاعلتن مفاعلتن مفاعلتن = ۲ بار = تکرارِ ارکانِ بسیط

مختص اہلِ فارس — ۳

۵- بحرِ جدید : فاع لاتن فاع لاتن مستفعلن = ۲ بار = متشابہ مخالف بہ کیف
۶- بحرِ قریب : مفاعیلن مفاعیلن فاع لاتن = ۲ بار = 〃 〃 〃
۷- بحرِ مشاکل : فاع لاتن مفاعیلن مفاعیلن = ۲ بار = 〃 〃 〃

(متاخرین نے مثمن بھی نظم کیا ہے یعنی فاع لاتن مفاعیلن فاع لاتن مفاعیلن - ۲ بار)

عربی، فارسی اور اردو میں مشترک ہیں — ۱۲

۸- بحرِ متقارب : فعولن فعولن فعولن فعولن = ۲ بار = تکرارِ ارکانِ بسیط
۹- بحرِ متدارک : فاعلن فاعلن فاعلن فاعلن = ۲ بار = 〃 〃 〃
۱۰- بحرِ ہزج : مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن = ۲ بار = 〃 〃 〃
۱۱- بحرِ رجز : مستفعلن مستفعلن مستفعلن مستفعلن = ۲ بار = 〃 〃 〃
۱۲- بحرِ کامل : متفاعلن متفاعلن متفاعلن متفاعلن = ۲ بار = 〃 〃 〃
۱۳- بحرِ رمل : فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن = ۲ بار = 〃 〃 〃
۱۴- بحرِ سریع : مستفعلن مستفعلن مفعولاتُ = ۲ بار = متشابہ مخالف بہ کیف
۱۵- بحرِ منسرح : مستفعلن مفعولاتُ مستفعلن مفعولاتُ = ۲ بار = 〃 〃 〃
۱۶- بحرِ خفیف : فاعلاتن مس تفع لن فاعلاتن = ۲ بار = 〃 〃 〃
۱۷- بحرِ مضارع : مفاعیلن فاعِ لاتن مفاعیلن فاعِ لاتن = ۲ بار = 〃 〃 〃
۱۸- بحرِ مقتضب : مفعولاتُ مستفعلن مفعولاتُ مستفعلن = ۲ بار = 〃 〃 〃
۱۹- بحرِ مجتث : مس تفع لن فاعلاتن مس تفع لن فاعلاتن = ۲ بار = 〃 〃 〃

۱۹

ہر ملک کا مذاق الگ الگ ہے اور ذوق سمع جداگانہ۔ اِس لئے جو بحریں عرب یا ایران میں مستعمل ہیں، ضروری نہیں کہ ہندوستان میں بھی اُسی طرح سامعہ نواز سمجھی جائیں۔ انیس ۱۹ بحروں میں سے چار بحریں صرف عربی میں مستعمل ہیں، ہندی اور ایرانی شعراء نے اُن بحروں میں اشعار نہیں کہے ہیں اور اگر کہے بھی ہیں تو اِس قدر کم کہ اُن کا شمار گویا نہیں میں ہے۔ تین بحریں اہلِ فارس نے ایجاد کی ہیں اور وہ اُن ہی تک مخصوص ہیں۔ بارہ بحریں ایسی ہیں جو عربی، فارسی اور ہندی تینوں زبانوں میں رائج ہیں۔ میں چونکہ یہ کتاب صرف ہندوستانیوں[1] کے لئے لکھ رہا ہوں اِس لئے اُن غیر مستعمل بحروں کی تفصیل مع امثال و تقطیع بیان کرکے ناظرین کا وقت برباد کرنا نہیں چاہتا۔ کتاب لکھوں تو ہندوستانی[1] شعراء کے لئے اور ہندوستانی[1] زبان میں لیکن بے موقع عرب یا عجم کا راگ چھیڑ دوں تو یہ کچھ اچھا سا نہیں معلوم ہوتا۔ مقصد اور مدعا کا خیال رکھنا ہر مصنف کا فرض ہے۔ میں نے جو بعض بعض جگہ عربی کے جملے یا فارسی کی عبارتیں درج کر دی ہیں وہ صرف اربابِ علم و فن کی لطف اندوزی اور وسعتِ معلومات کی ذوق آمیزی کے خیال سے لیکن اُن سے اصل مدعا یا مضمونِ زیرِ بحث میں کوئی اُلجھاؤ نہیں پیدا ہوتا بلکہ اُن عبارتوں سے بیانات اور زیادہ مدلّل ہو جاتے ہیں۔

اجزائے بیت

ہر بیت کے دو۲ حصّے ہوتے ہیں اور ہر حصّے کو مصرع کہتے ہیں اِس لئے دو مصرعوں کا ایک شعر ہوا یا ایک بیت ہوئی۔ پہلے مصرع کے پہلے رُکن کو صدر یا مطلع اور آخری رُکن کو عروض کہتے ہیں اور بیچ کے جز یا اجزاء کو حشو۔ دوسرے مصرع کے پہلے رُکن کو ابتدا اور آخری رکن کو ضرب یا عجز کہتے ہیں اور بیچ کے جز یا اجزاء کو وہی حشو۔ آٹھ رُکن والے شعروں کے ہر مصرع کے بیچ میں دو۲ دو۲ حشو ہوتے ہیں اور چھ ارکان والے شعروں میں ایک ایک حشو ہوتا ہے مثلاً:-

---

[1] یہ کتاب ۱۹۳۹ء میں تصنیف ہوئی تھی (ناشر)

بیت مثمّن : صدر + حشو + حشو + عروض // ابتدا + حشو + حشو + ضرب

بیت مسدّس : صدر + حشو + عروض // ابتدا + حشو + ضرب

بیت کے اقسام و القاب

جس شعر میں آٹھ ارکان ہوتے ہیں اسے مثمّن (آٹھ والا) کہتے ہیں اور جس میں چھ ارکان ہوتے ہیں، اُسے مسدس۔ اُردو میں زیادہ تر یہی دو طریقے رائج تھے۔

۱۔ مضاعف الارکان : وہ شعر جس کے ارکان دو گنے کر کے ایک شعر بنایا جائے اُسے مضاعف کہتے ہیں۔ اس صورت میں وہ شعر آٹھ رکنی کی جگہ سولہ رکنی ہو جائے گا۔ اُردو میں عموماً بحر متدارک مضاعف اور بحر متقارب مضاعف یہی دو صورتیں زیادہ تر استعمال میں ہیں۔

۲۔ مجزو : اُس بیت کو مجزو کہتے ہیں جس کے دو ارکان کم کر دیئے گئے ہوں یعنی مثمّن مجزو ہو کر مسدس ہو جائے گی۔

۳۔ مشطور : وہ بیت جو پوری بیت سے آدھی نکال کر باقی نصف کو ایک بیت کے برابر استعمال کرتے ہیں، مشطور کہلاتی ہے۔ اس صورت میں مشطور اپنی اصل کے ایک مصرع کے برابر ہوتی ہے۔

۴۔ وافی : اُس بیت کو کہتے ہیں جس کے ارکان کی تعداد واضع کے مقرر کردہ ارکان کی اصلی تعداد سے کم نہ ہو۔

۵۔ تام : تام وہ بیت ہے جس کے ہر مصرع کے ارکان اتنے ہی اور ویسے ہی یعنی جتنے اور جیسے ہیں مستعمل ہوں۔

۶۔ سالم : سالم وہ رکن ہے جس میں کوئی تبدیلی یعنی کمی یا زیادتی نہ ہو۔ ایسے ارکان جس بحر میں ہوں اُس بحر کو بھی سالم کہتے ہیں۔

۷۔ مزاحف : مزاحف وہ بحریں ہیں جن کے کسی رکن یا ارکان میں کسی طرح کی کمی یا زیادتی

یعنی تبدیلی واقع ہوئی ہو۔

۸۔ اصول: اصول اور سالم دونوں کی ایک ہی تعریف ہے لیکن یہ بحر کا نام نہیں، صرف ارکان کا نام ہے۔

۹۔ فروع: فرع کی جمع فروع ہے بمعنی شاخ (خلاف اصل) لیکن اصطلاحِ عروض میں فرع اُس رکن کو کہتے ہیں جس میں کوئی تغیر یا تبدیلی واقع ہوتی ہو، خواہ کم یا زیادہ، خواہ ایک بار یا کئی بار۔

۱۰۔ علت: علت اُس تغیر کو کہتے ہیں جو اسباب کے حرف دوم کے سوا اور کسی جگہ واقع ہو۔ (علت کی جمع علل ہے) (بعض کا خیال ہے کہ سبب کے آخر حرف کو ساکن یا حذف کر دینا زحاف ہے اور باقی تغیرات علل اور بعض کل تغیرات کو زحاف کہتے ہیں اور جو تغیر صرف سبب کے حرف دوم میں واقع ہو، اُسے علت کہتے ہیں)

۱۱۔ زحاف: جس طرح ارکان کی تعداد میں کمی یا زیادتی ہوتی ہے، اُسی طرح ارکان کے حروف و حرکات میں بھی تغیرات ہوتے ہیں اور وہی تغیرات زحافات کہلاتے ہیں (لفظ زحاف اگرچہ زحف کی جمع ہے اور زحافات جمع الجمع لیکن عروضیوں کے یہاں زحاف لفظ واحد کی طرح مستعمل ہے۔ محمد بن قیس زحاف کی جمع ازاحیف لکھتے ہیں زحافات کے ناموں کی رعایت سے بحروں کے بھی وہی نام ہوتے ہیں۔ مثلاً جس بحر میں خبن کا زحاف آئے گا۔ وہ مخبون کہلائے گی)

زحاف کے متعلق صاحب معجم کی تحریر ملاحظہ ہو جو معلومات کے بہت سے پہلو اپنے دامن میں لئے ہوئے ہے:

"بدانکہ ہر تغیرے کہ بہ اصولِ افاعیل عروض در آید آں را زحاف خوانند و معنی زحف در ایں فن دوری است از اصل چنانکہ در لغت عرب "سہم زاحف" تیرے را گویند کہ از نشانہ بہ یک سوئے اُفتد و بحکم آنکہ عادِ شعرا ہر تغیرے

راکہ در نفس کلام منظوم واقع شود از نقصان حرفے محتاج الیہ یا زیادت حرکتے یا حرفے مستغنی عنہ یا تخفیف مشددے یا تسکین متحرکے کہ شعر بداں متکرر د مختل شود و در وزن آں نقصانے پدید آید، آں را زحف می خوانند وچوں گویند کہ ایں بیت زحفے دارد یا مزحوف است، عامہ مردم چناں فہم کنند کہ ناموزون است و در نظم آں خللے ہست۔ عروضیاں اصطلاح کردہ اند کہ تغیرات جائز راکہ در اصول بحور از لوازم تنوع اشعار است وازآں ہیچ گرانی در شعر پدید نہ آید بلکہ شعر را در بعضے بحور مستقل الاصل مستعذب گرداند، زحاف خوانند بصفت جمع و لفظ زحف بہ لفظ واحد و جمع زحاف را ازاحیف گویند۔ تاہم دریں تسمیہ معنی دوری از اصل حاصل باشد و ہم لفظاً میانِ تغیرات جائز و ناجائز فرق بود و گویند بیت مزاحف درست است و بیت مزحف متکرر۔"

زحافات میں بعض وہ ہیں جو شعر میں ہر جگہ آتے ہیں اور انہیں زحافاتِ عام کہتے ہیں اور بعض وہ ہیں جو صدر و ابتدا سے مخصوص ہیں اور بعض عروض و ضرب سے یا حشو سے تو انہیں زحافات خاص کہتے ہیں۔ زحافات یعنی تغیرات کی تین صورتیں ہیں:۔

۱۔ کسی حرف کو کم کر دینا ۲۔ کوئی حرف زیادہ کر دینا ۳۔ کسی حرف متحرک کو ساکن کرنا۔

پھر ان زحافات کی بھی دو قسمیں ہیں (۱) منفردہ یعنی کسی رکن میں ایک ہی تغیر کا واقع ہونا (۲) مزدوجہ (مرکب) یعنی کسی رکن میں ایک سے زیادہ تغیرات کا واقع ہونا۔ اس مرکب کی بھی دو قسمیں ہیں۔

(الف) ایک وہ جن کے نام مقرر ہیں مثلاً خبل و شکل وغیرہ۔

(ب) دوسرے وہ جن کے خاص نام نہیں ہوتے بلکہ جن زحافوں کا اُن پر عمل ہوتا ہے وہ اُن ہی کے نام سے موسوم ہوتے ہیں مثلاً فَاعِلَاتُنْ مخبون ہو کر فَعِلَاتُنْ ہوا اور پھر مخبون مسکن ہو کر مَفْعُوْلُنْ ہوگا۔

زحافات کی تفصیل اور توضیح دوسرے صفحے سے ملاحظہ ہو:۔

زحافات کی تفصیل اور توضیح

زحافات کے نام مع اعراب	لغوی معنی	بحر یا رکن مزاحف کے نام	اصطلاحی معنی اور تغیر کے بعد کی صورت	کن کن بحروں میں یہ زحاف آتا ہے	شعر کے کس حصے کے لئے مخصوص ہے
۱۔ اذالہ (بالکسر)	دامن دراز کرنا	مذال	اگر رکن کے آخر میں وتد مجموع ہو تو حرف آخر کے پہلے الف زیادہ کرنا جیسے فاعلن سے فاعلان۔	بحر متدارک۔ بحر رجز۔ بحر کامل بحر سریع	صدر و ابتدا میں ناجائز حشو میں کمتر اور عروض و ضرب میں بیشتر۔
۲۔ اضمار (بالکسر)	گھوڑے کو دبلا کرنا	مضمر	سبب ثقیل کے دوسرے متحرک کو ساکن کرنا بشرطیکہ وہ متحرک رکن کا دوسرا حرف ہو جیسے مُتَفاعِلُن سے مُسْتَفعِلُن۔	بحر کامل	عروض و ضرب میں نہیں آتا ہے
(۳) بتر (بالفتح)	دُم کاٹنا	ابتر	اجتماع حذف و قطع مثلاً فعولن سے محذوف ہو کر فعو اور پھر مقطوع ہو کر فع ہوا۔	بحر متقارب۔ بحر رمل۔ بحر ہزج	عروض و ضرب کے لئے مخصوص ہے۔

زحافات کے نام مع اعراب	لغوی معنی	بحر یا رکن مزاحف کے نام	اصطلاحی معنی اور تغیر کے بعد کی صورت	کن کن بحروں میں یہ زحاف آتا ہے	شعر کے کس حصے کے ساتھ مخصوص ہے
(۴) تجبیق یا تخنیق (ج ۔ ب) (خ ۔ ن) (محمد بن قیس المعجم میں لکھتے ہیں کہ جب خرم کو صدر و ابتدا کے سوا اور کہیں لائیں تو اُس کا نام تجبیق ہے)	گلے کا چھپانا	مُجَبَّق یا مُخَنَّق (بہ تشدید سوم)	جب وتد مجموع رکن کے شروع میں ہو اور وہ رکن صدر یا ابتدا میں نہ ہو بلکہ حشو یا عروض و ضرب میں واقع ہو اور اُس رکن کے پہلے ایک حرف متحرک ہو، جس سے تین متحرک ایک جگہ ہو جائیں تو اُس وتد کے حرف اول کا حذف کر دینا تجبیق ہے جیسے مفاعیلن سے مفعولن ۔	بحر ہزج	حشو یا عروض و ضرب کے لئے مخصوص ہے ۔
(۵) تسبیغ	تمام کرنا	مسبّغ (بہ تشدید با)	اگر رکن کے آخر میں سبب خفیف ہے تو حرف آخر کے قبل الف زیادہ کرنا جیسے مفاعیلن سے مفاعیلان ۔	بحر متقارب ۔ بحر ہزج ۔ بحر رمل ۔ بحر مضارع ۔	عروض و ضرب کے لئے مخصوص ہے ۔
(۶) تسکین	ساکن کرنا	مسکّن (بہ تشدید کاف)	جس رکن میں تین متحرک ایک ہو جائیں خواہ ایک رکن کے ہوں خواہ دو کے پس درمیان والے متحرک کا ساکن کر دینا ۔ بشرطیکہ بحر نہ بدلنے پائے ۔		

زحافات کے نام مع اعراب	لغوی معنی	بحر یا رکن مزاحف کے نام	اصطلاحی معنی اور تغیر کے بعد کی صورت	کن کن بحروں میں یہ زحاف آتا ہے	شعر کے کس حصے کے ساتھ مخصوص ہے؟
(۷) تشعیث	منتشر کرنا	مشعّث (عین مشدد)	اجتماعِ خبن و تسکین مثلاً فاعلاتن سے مخبون ہو کر فعلاتن اور پھر مسکن ہو کر مفعولن ہوا۔	بحر رمل۔ بحر خفیف۔ بحر مجتث	
(۸) ثرم (بالفتح)	آگے کے دانت توڑنا	اثرم	اجتماعِ قبض و ثلم مثلاً فعولن سے مقبوض ہو کر فعولُ اور پھر اثلم ہو کر فعلُ ہوا۔	بحر متقارب۔	مخصوص بہ صدر و ابتدا
(۹) ثلم (بالفتح)	سوراخ کرنا	اثلم	رکن فعولن سے پہلا حرف گرانا جیسے فعولن سے فعْلن (عین ساکن)	بحر متقارب	
(۱۰) جبّ (جیم تازی) (بالفتح و تشدید)	خصی کرنا	مجبوب	مفاعیلن کے دونوں سبب خفیف کا ساقط کرنا مثلاً مفاعیلن سے مفا ہو کر مبدل بہ فعَلْ ہوا۔	بحر ہزج	مخصوص بہ عروض و ضرب

زحافات کے نام مع اعراب	لغوی معنی	بحر یا رکن مزاحف کے نام	اصطلاحی معنی اور تغیّر کے بعد کی صورت	کن بحروں میں یہ زحاف آتا ہے	شعر کے کس حصے کے ساتھ مخصوص ہے
(۱۱) جحَف (بالفتح) (جیم تازی و حائے حطی)	ناقص کرنا	مجحوف	جس رکن میں ایک وتد مجموع دو سبب خفیف کے درمیان ہو تو پہلے اس کا سبب آخر گرا دینا اور پھر وتد مجموع کو ساقط کر دینا مثلاً فاعلاتن سے فَا ہو کر مبدل بہ فَعْ ہوا۔	بحر رمل	مخصوص بہ عروض و ضرب
(۱۲) جدْع یا جذْع (دال مہملہ یا ذال معجمہ)	ناک، کان اور ہاتھ کاٹنا	مجدوع یا مجذوع	جس رکن کے شروع میں دو سبب خفیف متواتر ہوں تو ان سببوں کا ساقط کر دینا اور اس رکن کے آخر حرف کو پھر ساکن کر دینا جیسے مفعولات سے فاع۔	بحر سریع۔ بحر منسرح۔ بحر مقتضب	ایضاً
(۱۳) حذَذ	کاٹنا	احذ	رکن کے آخر سے وتد مجموع کا گرا دینا بشرطیکہ اس کے بعد پھر کوئی جزو نہ ہو مثلاً فاعلن سے فعْ	بحر متدارک۔ بحر رجز۔ بحر کامل	ایضاً

زحافات کے نام مع اعراب	لغوی معنی	بحر یا رکن مزاحف کے نام	اصطلاحی معنی اور تغیر کے بعد کی صورت	کن بحروں میں یہ زحاف آتا ہے	شعر کے کس حصے کے ساتھ مخصوص ہے
(۱۴) حذف	ڈالنا - پھینکنا	محذوف	رکن کے آخر سے سبب خفیف کا گرا دینا مثلاً فعولن سے فَعَلُ ۔	بحر متقارب - بحر ہزج بحر رمل بحر خفیف - بحر مضارع، بحر مجتث	ایضاً
(۱۵) خبن (بالفتح)	دامن کو لپیٹنا اور اس کا لینا	مخبون	اگر رکن میں پہلے سبب خفیف ہے تو دوسرے حرف ساکن کا گرا دینا مثلاً فاعلن سے فَعِلُن (عین کو زیر)	بحر متدارک - رمل رجز - مدید - بسیط سریع - خفیف - مجتث - منسرح - مقتضب	زحاف عام
(۱۶) خرب (بالفتح)	دونوں کان کاٹنا	اخرب	اجتماع کف وخرم بسبب صدر یا صدر وابتدا میں کوئی ایسا رکن ہو کہ اس کے شروع میں وتد مجموع اور جزو دوم وسوم اسباب خفیف ہوں تو اس رکن کا ساتواں اور پہلا حرف گرا دینا مثلاً مفاعیلن سے مفعولُ (لام کو پیش)	بحر ہزج	صدر وابتدا کے لئے خاص ہے

زحافات کے نام مع اعراب	لغوی معنی	بحر یا رکن مزاحف کے نام	اصطلاحی معنی اور تغیر کے بعد کی صورت	کن بحروں میں یہ زحاف آتا ہے	شعر کے کس حصے کے ساتھ مخصوص ہے
(۱۷) خرم (بالفتح ورائے مہملہ)	ناک کے سوراخ کو چیرنا	اخرم	جس رکن کے شروع میں وتد مجموع ہو اُس کے پہلے حرف کو گرا دینا یہ زحاف تین رکنوں میں آتا ہے اور ہر جگہ اس کا نام بدل جاتا ہے مثلاً مفاعیلن سے مفعولن لیکن یہی اگر صدر و ابتدا کے سوا اور کہیں آئے تو تخنیق ہے۔ اگر فعولن میں آئے گا تو ثلم کہلائے گا۔ اور مفاعلتن میں عضب۔ عضب مخصوصات عرب میں سے ہے۔	بحر متقارب۔ ہزج۔ وافر	بقول محقق طوسی یہ زحاف صدر و ابتدا کے لئے مخصوص ہے لیکن اخفش اس کو ہر جگہ جائز سمجھتا ہے۔
(۱۸) خزل (بالفتح)	کاٹا جانا	مخزول	اجتماع اضمار و طے مثلاً متفاعلن سے مضمر ہو کر مستفعلن اور پھر مطوی ہو کر مفتعلن ہوا۔	بحر کامل	عروض و ضرب میں نہیں آتا ہے

زحافات کے نام مع اعراب	لغوی معنی	بحر یا رکن مزاحف کے نام	اصطلاحی معنی اور تغیر کے بعد کی صورت	کن بحروں یا ارکان میں یہ زحاف آتا ہے	شعر کے کس حصے کے لیے خاص ہے
(۱۹) درس (بالفتح)	کہنہ یعنی پرانا ہونا	مدروس	جب عروض و ضرب میں وتد مجموع ایک سبب خفیف کے بعد ہو تو پہلے سبب خفیف کے حرف ساکن کو گرانا اور پھر وتد مجموع کے ایک متحرک کو مع حرکت گرا دینا اور پھر دوسرے متحرک کو بھی ساکن کر دینا اور اگر وتد کے بعد ایک سبب خفیف اور ہو تو اس صورت میں پہلے حذف بھی ضروری ہوگا جیسے فاعلاتن سے فاع۔	بحر رمل	عروض و ضرب کے لئے خاص ہے (یہ زحاف فارسی میں مستعمل ہے عجمی نے صرف عربی کے مستعمل زحافات کو ترک کر دیا ہے اور فارسی کے مستعمل زحافات درج کر دیئے گئے ہیں کیونکہ اردو شعراء فارسی ہی کا اتباع کرتے ہیں)
(۲۰) ربع (بالفتح)	چار ہونا	مربع	اجتماع خبن و حذف و قطع۔ جس رکن میں وتد مجموع دو سبب خفیف کے درمیان ہو۔ اُس میں پہلے سبب خفیف کا حرف ساکن حذف کرنا اور از روئے حذف آخر کا سبب خفیف گرا دینا اور پھر وتد مجموع کے الف ساکن کو گرا کر اس کے پہلے کے حرف کو ساکن کر دینا جیسے فاعلاتن سے فَعلْ۔	بحر رمل	ایضاً (ربع کا لقب رکھنے والے شمس ابن قیس ہیں)

زحافات کے نام مع اعراب	لغوی معنی	بحر یا رکن مزاحف کے نام	اصطلاحی معنی اور تغیر کے بعد کی صورت	کن بحروں یا ارکان میں یہ زحاف آتا ہے	شعر کے کس حصے کے لئے خاص ہے
(۲۱) رَفع	اُٹھانا	مرفوع	جس رکن کے شروع میں دو سبب خفیف مسلسل ہوں تو اُن دو اسباب سے ایک کا ساقط کردینا مثلاً مستفعلن سے فاعلن	مستفعلن۔ مفعولات	(لیکن یہ زحاف وہاں جائز ہے جہاں اس کی وجہ سے بحر دوسری نہ ہو جائے محققین نے اسی وجہ سے اِس کو ترک کر دیا ہے)
(۲۲) زَلَل (بفتحتین)	ران کا دُبلا ہونا یا بے گوشت ہونا۔	ازل	اجتماع ہتم و تجبیق مثلاً مفاعیلن سے فاع	بحر ہزج	
(۲۳) سلخ یا مسخ (بالفتح)	چمڑا کھینچنا	مسلوخ یا ممسوخ	جب رکن کے آخر میں دو سبب خفیف وتد مفروق کے بعد واقع ہو تو اُن دونوں کو نکال کر وتد کے حرف آخر کو ساکن کرنا مثلاً فاع لاتن سے فاعْ۔ (عین ساکن)	فاع لاتن	عروض و ضرب کے لئے خاص

زحافات کے نام مع اعراب	لغوی معنی	بحر یا رکن مزاحف کے نام	اصطلاحی معنی اور تغیر کے بعد کی صورت	کن بحروں یا ارکان میں یہ زحاف آتا ہے	شعر کے کس حصے کیلئے خاص ہے
(۴۴) شتر (بالفتح)	پلک کا اکھاڑنا	اشتر	اجتماع قبض و خرم مثلاً مفاعیلن سے مقبوض ہو کر مفاعلن اور پھر اخرم ہو کر فاعلن ہوا۔	بحر ہزج	مخصوص برائے صدر و ابتدا۔
(۴۵) شکل (بالفتح)	چارپائے کے پاؤں کو رسی سے باندھنا۔	مشکول	اجتماع کف و خبن۔ مثلاً فاعلاتن سے مکفوف ہو کر فاعلاتُ اور پھر مخبون ہو کر فعلاتُ ہو گیا۔	بحر رمل، جدید، خفیف، مجتث، مقتضب۔	
(۴۶) صلم (بالفتح)	جڑ سے کاٹنا	اصلم	رکن کے آخر میں جو وتد مفروق ہو اس کا ساقط کر دینا جیسے مفعولاتُ سے فعْلُن (عین ساکن)	مفعولاتُ	
(۴۷) طمس	مٹانا	مطموس	جب وتد مجموع دو سبب خفیف کے بعد ہو تو اس وتد کا فقط ساکن بحال رکھنا اور باقی کو گرا دینا مثلاً مستفعلن سے فعلان (عین ساکن)	مستفعلن	عروض و ضرب کیلئے مخصوص ہے (فارسی کا زحاف ہے)

زحافات کے نام مع اعراب	لغوی معنی	بحر یا رکن مزاحف کے نام	اصطلاحی معنی اور تغیر کے بعد کی صورت	کن بحروں یا ارکان میں یہ زحاف آتا ہے	شعر کے کس حصے کے لئے خاص ہے
(۲۸) طَیّ	لپیٹنا	مطوی	اگر رکن کے شروع میں دو سبب خفیف ہوں تو دوسرے سبب کے دوسرے حرف کا گرا دینا مثلاً مستفعلن سے مفتعلن۔	بحر بسیط۔ رجز۔ سریع۔ منسرح مقتضب۔	
(۲۹) عَرَج	لنگڑا ہونا	اعرج	جو وتد مجموع کہ رکن کے آخر میں واقع ہو۔ اُس کے متحرک دوم کو ساکن کر دینا مثلاً مستفعلن سے مفعولان	مستفعلن	عروض و ضرب میں آتا ہے۔ (فارسی کے لئے مخصوص ہے)
(۳۰) قبَض	پکڑنا	مقبوض	اگر رکن میں پانچواں حرف سبب خفیف کا ساکن ہو تو اس کا ساقط کر دینا مثلاً مفاعیلن سے مفاعلن۔	بحر طویل۔ ہزج۔ متقارب۔ مضارع۔	
(۳۱) قصَر	چھوٹا کرنا	مقصور	اگر رکن کے آخر میں سبب خفیف ہو تو آخر حرف کو گرا کر اس کے پہلے کے حرف متحرک کو ساکن کر دینا مثلاً مفاعیلن سے مفاعیلْ (لام ساکن)	بحر ہزج۔ متقارب۔ رمل۔ مضارع۔ مجتث۔ خفیف۔	عروض و ضرب کے لئے مخصوص ہے۔

زحافات کے نام مع اعراب	لغوی معنی	بحر یا رکن مزاحف کے نام	اصطلاحی معنی اور تغیر کے بعد کی صورت	کن بحروں یا ارکان میں یہ زحاف آتا ہے	شعر کے کس حصے کے لیے مخصوص ہے
(۴۲) قطع	کاٹنا	مقطوع	اگر رکن کے آخر میں وتد مجموع ہو تو حرف آخر کو گرا کر اُس کے پہلے کے حرف متحرک کو ساکن کر دینا مثلاً فاعلن سے فعْلن (عین ساکن)	بحر متدارک۔ رجز۔ کامل رمل سریع	ایضاً
(۴۳) کسف یا کشف	اونٹ کے پاؤں کے کھُر تراشنا۔ ننگا کرنا۔	مکسوف یا مکشوف	رکن کے آخر میں جو وتد مفروق ہو۔ اُس کے دوسرے متحرک کو گرا دینا مثلاً مفعولاتُ سے مفعولن۔	بحر رجز۔ رمل۔ سریع	ایضاً
(۴۴) کفّ (بالفتح)	باز رکھنا	مکفوف	اگر رکن کا ساتواں حرف سبب خفیف کا ساکن ہو تو اُس کا گرا دینا مثلاً مفاعیلن سے مفاعیلُ (لام کو پیش)	بحر طویل و مدید۔ ہزج۔ رمل خفیف۔ مجتث۔ مضارع	

زحافات کے نام مع اعراب	لغوی معنی	بحر یا رکن مزاحف کے نام	اصطلاحی معنی اور تغیر کے بعد کی صورت	کن بحروں یا ارکان میں آ زحاف آتا ہے	شعر کے کس حصے کے لئے مخصوص ہے
(۳۵) نحر	گلا کاٹنا	منحور	اجتماع صلم و حذف جس رکن کے آخر میں وتد مفروق ہو اُس کو گرا دینا اور پھر اُس رکن باقی سے ایک سبب خفیف کا بھی گرا دینا مثلاً مفعولاتُ سے فع۔	بحر منسرح	عروض و ضرب کے لئے مخصوص ہے
(۳۶) وقص	چھوٹا ہونا یا کسی کام میں کوتاہی کرنا۔	موقوص	اجتماع اضمار و خبن جس رکن میں پہلے سبب ثقیل پھر سبب خفیف اور بعدہٗ وتد مجموع ہو تو اُس رکن کے دوسرے متحرک کو ساکن کرنا اور پھر اُس کا گرا دینا جیسے متفاعلن سے مفاعلن۔	بحر کامل	عروض و ضرب میں ممنوع۔
(۳۷) وقف	ٹھہرنا	موقوف	اگر رکن کے آخر میں وتد مفروق ہو تو اُس کے آخر کے حرف متحرک کو ساکن کر دینا مثلاً مفعولاتُ سے مفعولان۔	بحر سریع۔ منسرح۔ مقتضب۔	عروض و ضرب کے لئے خاص ہے

زحافات کے نام مع اعراب	لغوی معنی	بحر یا رکن مزاحف کا نام	اصطلاحی معنی اور تغیر کے بعد کی صورت	کن بحروں یا ارکان میں یہ زحاف آتا ہے	شعر کے کس حصے کے لئے مخصوص ہے
(۳۸) ہَتَم	اگلے دانت توڑنا	اہتم	اجتماعِ حذف و قصر۔ مفاعیلن کے دو سبب خفیف میں سے آخری سبب کو گرا دینا اور دوسرے باقی سبب کے ساکن کو گرا کر جو متحرک بچے، اُس کو ساکن کر دینا مثلاً مفاعیلن سے فعول۔ (لام ساکن)	بحر ہزج	

مندرجۂ بالا اڑتیس ۳۸ زحافات میں اکیس ۲۱ زحافات جو عربی، فارسی اور اُردو میں مشترک ہیں وہ دے دیئے گئے ہیں اور بارہ ۱۲ زحافات جو اہل فارس کے ایجاد کئے ہوئے ہیں وہ بھی درج کر دیئے گئے ہیں لیکن عربی کے چودہ ۱۴ زحافات میں صرف تین ۳ جو بعد میں ایجاد کئے گئے ہیں اور جو فارسی میں بھی مستعمل ہیں لکھ دیئے گئے ہیں لیکن عربی کے خاص الخاص گیارہ زحافات چھوڑ دیئے گئے ہیں۔ دو ۲ زحافات یعنی تخنیق اور تسکین بھی ضروری سمجھ کر قلمبند کر دیئے گئے ہیں۔(۲۱+۱۲+۳+۲ = ۳۸)

عربی، فارسی اور اُردو کے مشترک اکیس ۲۱ زحافات حسب ذیل ہیں:۔

(۱) اذالہ (۲) بتر (۳) تسبیغ (۴) تشعیث (۵) ثرم (۶) ثلم (۷) حذذ
(۸) حذف (۹) خبن (۱۰) خرب (۱۱) خرم (۱۲) شتر (۱۳) شکل (۱۴) صلم
(۱۵) طے (۱۶) قبض (۱۷) قصر (۱۸) قطع (۱۹) کسف (۲۰) کف (۲۱) وقف

اہل عرب کے مخصوص زحافات چودہ ۱۴ ہیں۔ جن میں تین بعد میں ایجاد کئے گئے ہیں۔ اور وہ تین ۳ فارسی میں بھی مستعمل ہیں اور وہ یہ ہیں:

(۱) اضمار (یہ اُردو میں بھی مستعمل ہے) (۲) خزل (۳) وقص۔ باقی گیارہ ۱۱ مخصوص عربی کے زحافات یہ ہیں:۔ (۱) ترفیل (۲) جمم (۳) خبل (۴) خلع (۵) عصب (۶) عضب (۷) عقص (۸) عقل (۹) قصم (۱۰) قطف (۱۱) نقص۔

اہل فارس کے ایجاد کردہ بارہ ۱۲ زحافات حسب ذیل ہیں:۔

(۱) جب (۲) جحف (۳) جدع (۴) درس (۵) ربع (۶) رفع (۷) زلل
(۸) سلخ (۹) طمس (۱۰) عرج (۱۱) نحر (۱۲) ہتم۔

اِن بارہ ۱۲ زحافات میں بعض بعض زحاف اُردو میں بھی مستعمل ہیں مثلاً (۱) جب (۲) جدع (۳) زلل (۴) نحر (۵) ہتم باقی زحافات یا تو اُردو میں مستعمل ہی نہیں یا اگر ہوں گے تو شاذ۔ اِن مذکورۂ بالا پانچ میں سے (۱) جب (۲) زلل

اور (۳) ہتم یہ تمیش رباعی کے اوزان کے ساتھ مخصوص ہیں، لہٰذا ان کو خاص طور پر ذہن نشین کر لینا چاہیئے ؛

اِن زحافات کے علاوہ عربی میں خال خال اور بھی زحافات استعمال کئے گئے ہیں لیکن جیسا کہ میں قبل عرض کر چکا ہوں کہ میں اُردو کے سوا عربی کے زحافات یا فارسی کے مخصوص اوزان یا بحور مستعملہ کے متعلق نہیں لکھوں گا - لہٰذا اُن کو میں نے ترک کر دیا ہے عربی اور فارسی میں اِس فن کی بہتر سے بہتر اور جامع جامع کتابیں موجود ہیں - اُردو کا دامن البتہ ایک حد تک اِن علمی جواہر ریزوں سے خالی تھا ، اِسی لئے اُس کمی کو پورا کرنے کی کوشش کی گئی ہے - اِس وقت تک اِس فن کی جتنی کتابیں اُردو میں لکھی گئی ہیں، اُن میں عموماً فارسی کے اشعار سند میں پیش کئے گئے ہیں اور بعض میں اِس طرح عربی، فارسی اور اُردو کے زحافات اور اشعار و امثال ملا دیئے گئے ہیں کہ کتاب بہت ہی زیادہ طویل ہو گئی ہے اور صرف اُردو داں اُس سے حسب خواہ فائدہ نہیں اٹھا سکتا۔ بعض کتاب کی زبان اتنی مغلق اور مشکل ہے کہ اُس کی عبارتوں ہی کا سمجھنا ایک اُردو داں کیلئے دشوار ہو جاتا ہے اور بعض کتابیں اِس قدر مختصر ہیں کہ تمام عروضی مسائل و نکات کی واقفیت محال - لہٰذا اِن تمام باتوں کو پیش نظر رکھتے ہوئے اِس امر کی کوشش کی گئی ہے کہ یہ کتاب ہر طرح کافی ہو۔ طرز بیاں بھی عام فہم اور سہل ہو اور حتی الوسع کوئی بات چھوٹنے نہ پائے - وَ بِاللّٰہِ التَّوفِیق !

ارکانِ دہگانہ اور اُن کے فروع

(۱) فَاعِلُنْ : اِس کے فروع نو ۹ ہیں

فَعِلُنْ (عین مکسور) مخبون م۵	فِعْلُنْ (عین ساکن) مقطوع م۳	فَاعِلَانْ - مذال م۲
فَعَلْ (عین کو زبر، لام ساکن) مخلوع ۶	فَعِلَانْ (عین کو زیر) مخبون مذال (مرکب)	فِعْلَانْ (عین ساکن) مقطوع مذال (مرکب)
فَعْ - احذ م۳	فَاعِلَاتُنْ - مرفل ۲	فَعِلَاتُنْ (عین کو زیر) مخبون مرفل ۸ (مرکب)

سید مظفر علی اسیر شجرۃ العروض میں فاعلن کے آٹھ فروع لکھتے ہیں۔ فعلاتن، مخبون مرفل، کو مصنفِ موصوف نے ترک کر دیا ہے اور صاحبِ قواعد العروض اس کی دو^۲ فرعیں اور لکھتے ہیں (۱) فِعْلُنْ (بہ سکون دوم و سوم) یا فَاعْ بہ تسکینِ آخر بقولِ فر^۳ ۱۰ احذ مذال مگر فقید اس کو احذ مسبغ کہتے ہیں۔ وہ فرماتے ہیں کہ حرف ساکن اب سبب میں بڑھا ہے نہ کہ وتد میں؛ عِلُنْ تو حذذ میں ساقط ہو چکا، پھر وتد کہاں سے آئے گا۔ (میں اسی رائے کا ہم خیال ہوں)
۲۔ مَفْعُولُنْ، مرفل مخبون مخنق۔ محقق کو مانئے تو یہاں ترفیل ندارد اور اخفش کو معتبر جانئے تو تسکین بالائے طاق، لہٰذا یہ فرع طرفین سے غلط ہے۔

اس رکن کے زحافات مستعملہ اذالہ، تسکین، حذذ، خبن اور قطع ہیں۔

نوٹ: مُ سے مدعا یہ ہے کہ یہ زحاف مشترک ہے اور نمبروں سے یہ مطلب ہے کہ "زحافات کی تفصیل و توضیح" میں اس زحاف کا یہ نمبر ہے تاکہ دیکھنے والا بہ سہولت دیکھ سکے مشترک کے یہ معنی ہیں کہ یہ زحاف اور ارکان میں بھی آیا ہے۔ ع سے عربی اور ف سے فارسی مقصود ہے۔ مرکب سے یہ غرض ہے کہ اس فرع میں دو زحافوں کا اجتماع ہے۔

(۲) فَعُولُن : اس کے فروع آٹھ ہیں			
۱ فَعُولُ ـ مقبوض مُ ۳ (لام کو پیش)	۲ فَعُولْ ـ مقصور مُ ۳۱ (لام ساکن)	۳ فَعَلْ ـ محذوف مُ ۱۳ (عین کو زبر اور لام ساکن)	۴ فِعْلُ یا فَلْعُ ـ اثرم (عین ساکن اور لام کو پیش)
۵ فِعْلُن ـ اثلم (عین ساکن)	۶ فَعُولَانْ ـ مسبغ مُ	۷ فَعْ ـ ابتر مُ ۳	۸ فِعْلَانْ ـ اثلم مسبغ (عین ساکن) (مرکب)

زحافات مستعملہ بتر، تسبیغ، ثرم، ثلم، حذف، قبض اور قصر ہیں۔

(۳) مُفَاعِیلُنْ : فروع پندرہ ہیں ۱۵

۱ مُفَاعِلُنْ - مقبوض م۳۰	۲ مُفَاعِیلُ (لام کو پیش) مکفوف م۳۴	۳ مُفَاعِیلْ (لام ساکن) مقصور م۳۱
۴ مَفْعُولُنْ - اخرم ؎ م۱۴	۵ فَعُولُنْ - محذوف م۱۳	۶ فَعَلْ - مجبوب
۷ مَفْعُولُ - اخرب	۸ مُفَاعِیلَانْ - مسبغ م۵	۹ فَاعِلُنْ - اشتر
۱۰ فَعُولْ (لام ساکن) اہتم	۱۱ فَاعْ - ازل	۱۲ فع - ابتر ؎ م۳
۱۳ فِعْلَانْ (عین ساکن) مجبق مقصور (مرکب)	۱۴ فِعْلُنْ (عین ساکن) مجبق محذوف (مرکب)	۱۵ مفعولان - مجبق مسبغ (مرکب)

؎ اگر خرم کا زحاف صدر و ابتدا میں آئے گا تو خرم کہلائے گا اور یہی اگر صدر و ابتدا کے علاوہ اور کہیں آئے گا تو تجبیق کہیں گے -

؎ بتر کے زحاف میں اہل فن کا اختلاف ہے عموماً عروض کی کتابوں میں اِس زحاف کو بتر ہی لکھا گیا ہے لیکن قدر بلگرامی اِس سے اختلاف رکھتے ہیں میں بھی اُن کی رائے کو مرجح سمجھتا ہوں تفصیل سے اِس کی بحث رباعی کے بیان میں ملاحظہ کی جائے !

بعض اہل فن نے سولہ فروع بھی لکھے ہیں - زحافات مستعملہ تجبیق - تسبیغ - جب - حذف خرب - خرم - زلل - شتر - قبض - قصر - کف اور ہتم ہیں -

(۴) مُسْتَفْعِلُنْ (متصل) : فروع انیس ہیں ۱۹

(۱) مفاعلن - مخبون م۵	(۲) مفتعلن - مطوی م۲۸	(۳) فعلن - احذ م۳ (عین ساکن)	(۴) فاعلن - مرفوع م۲۱
(۵) مفعولن - مقطوع م۳۲	(۶) مستفعلان - مذال م۱	(۷) مستفعلاتن - مرفل ع	(۸) مفعولان - اعرج ف
(۹) فعلان - مطموس ف (مخبون مقطوع مذال)	(۱۰) فعولن - مخلع ع	(۱۱) فَعِلَتُنْ - مخبول ع	(۱۲) فاع - احذ مقصور (مرکب)
(۱۳) فع - احذ محذوف (مرکب)	(۱۴) مفاعلان - مخبون مذال (مرکب)	(۱۵) مفتعلان - مطوی مذال (مرکب)	(۱۶) فاعلان - مرفوع مذال (مرکب)
(۱۷) فعلتان - مخبول مذال (مرکب)	(۱۸) مفاعلاتن - مخبون مرفل (مرکب)	(۱۹) مفتعلاتن - مطوی مرفل (مرکب)	

؎ فعولان - محذوف - مسبغ

مستفعلن کے فروع انیس ہیں لیکن زحافات گیارہ ہیں۔ آٹھ فروع میں دو زحافوں کا اجتماع ہے۔ گیارہ زحافات میں اذالہ، خبن، حذذ، رفع، طے اور قطع زیادہ تر اردو میں مستعمل ہیں۔ ترفیل، خبل اور خلع خاص عربی کے زحافات ہیں اور طمس و عرج خاص فارسی کے۔ عربی اور فارسی کے زحافات اردو میں مستعمل نہیں ہیں۔

	(۵) متفاعلن : فروع پندرہ ہیں	
(۱) مستفعلن - مضمر	(۲) فعلاتن - مقطوع م۳۲	(۳) فَعِلن (عین متحرک) احذ م۱۳
(۴) مستفعلان - مذال م۱	(۵) مستفاعلاتن - مرفل ع	(۶) مفاعلن - موقوص ف
(۷) مفتعلن - مخزول ف	(۸) مفعولن - مضمر مقطوع (مرکب)	(۹) فعلن (عین ساکن) مضمر احذ (مرکب)
(۱۰) مستفعلان - مضمر مذال (مرکب)	(۱۱) مستفعلاتن - مضمر مرفل (مرکب)	(۱۲) مفاعلان - موقوص مذال (مرکب)
(۱۳) مفاعلاتن - موقوص مرفل (مرکب)	(۱۴) مفتعلان - مخزول مذال (مرکب)	(۱۵) مفتعلاتن - مخزول مرفل (مرکب)

متفاعلن کے فروع پندرہ ہیں اور زحافات سات۔ آٹھ فروع میں دو دو زحافات مرکب ہیں۔ اردو میں زحافات مستعمل اذالہ، اضمار، حذذ اور قطع ہیں:

	(۶) مفاعلتن : فروع آٹھ ہیں		
(۱) مفاعیلن - معصوب ع	(۲) مفتعلن - اعضب ع	(۳) مفاعلن - معقول ع	(۴) مفاعیلُ - منقوص ع (لام [illegible])
(۵) فعولن - مقطوف ع	(۶) مفعولن - اقصم ع	(۷) فاعلن - اجم ع	(۸) مفعول - اعقص ع

مندرجہ بالا فروع اور زحافات عربی کیلئے مخصوص ہیں۔ مفاعلتن سے بحر وافر بنی ہے اور یہ عربی کی خاص بحر ہے

	(۷) مفعولاتُ : فروع پندرہ ہیں	
(۱) فعولاتُ - مخبون م ۵ (ت کو پیش)	(۲) فاعلاتُ - مطوی م ۳ (ت کو پیش)	(۳) مفعولُ - مرفوع م ۲
(۴) مفعولان - موقوف	(۵) مفعولن - مکسوف	(۶) فعلن - اصلم (عین ساکن)
(۷) فاع - مجدوع	(۸) فع - منحور	(۹) فعلاتُ - مخبول ع
(۱۰) فعولان - مخبون موقوف (مرکب)	(۱۱) فاعلان - مطوی موقوف (مرکب)	(۱۲) فعِلان - مخبون موقوف (عین متحرک) (مرکب)
(۱۳) فعولن - مخبون مکسوف (مرکب)	(۱۴) فاعلن - مطوی مکسوف (مرکب)	(۱۵) فَعِلُن - مخبون مکسوف (عین کو زیر) (مرکب)

مفعولاتُ کے فروع پندرہ ہیں اور زحافات نوؔ۔ چھ فروع میں دو دو زحافات کا اجتماع ہے۔ اردو میں آٹھ زحافات مستعمل ہیں۔

(۸) فاع لاتن - فروع چھ ہیں (متصل)	
(۱) فاع لاتُ (تے کو پیش) مکفوف م ۳	(۲) فاع لاتْ (تے ساکن) مقصور م ۳
(۳) فاع لن - محذوف م ۴	(۴) فاع - مسلوخ
(۵) فاع لیان - مسبغ م ۵	(۶) فعلن (عین ساکن) محذوف مقصور (مرکب)

سید مظفر علی اسیر اپنی تصنیف شجرۃ العروض میں فاع لاتن کی ایک اور فروع "فع" مطموس بھی تحریر فرماتے ہیں۔ زحافات مستعملہ تسبیغ - حذف - سلخ - قصر اور کف ہیں۔

(۹) فاعلاتن، فروع سولہ۱۶ ہیں (متصل)

(۱) فعلاتن - مخبون م۵ (عین کو زیر)	(۲) فاعلاتُ - مکفوف م۳۳ (ت کو پیش)	(۳) فاعلات - مقصور م۳۱ (ت ساکن)	(۴) فاعلن - محذوف م۱۴
(۵) مفعولن - مشعث	(۶) فاعلیان - مسبغ م۵	(۷) فعل - مربوع ف	(۸) فاع - مدروس ف
(۹) فع - مجحوف	(۱۰) فَعِلاتُ - مشکول م۲۵ (عین اور تے متحرک)	(۱۱) فعلن - ابتر م۳ (عین ساکن)	(۱۲) فَعِلات - مخبون مقصور (عین متحرک) (مرکب)
(۱۳) فَعِلن - مخبون محذوف (عین کو زیر) (مرکب)	(۱۴) فعلیان - مخبون مسبغ (مرکب)	(۱۵) فعلان - مشعث مقصور (عین ساکن) (مرکب)	(۱۶) مفعولان - مشعث مسبغ (مرکب)

فاعلاتن کے فروع سولہ۱۶ اور زحافات گیارہ۱۱ ہیں۔ ان میں دو۲ یعنی درس اور ربع فارسی کے لئے مخصوص ہیں۔

(۱۰) مس تفع لن - فروع پانچ ہیں (منفصل)

(۱) مفاع لن - مخبون م۵	(۲) مس تفع لُ (لام کو پیش) - مکفوف م۳۳	(۳) مفعولن - مقصور م۳۱
(۴) مفاعلُ - مشکول م۲۵	(۵) فعولن - مقصور مخبون (مرکب)	

مس تفع لن (منفصل) کے فروع پانچ ہیں اور زحافات مستعملہ چار یعنی خبن، شکل، قصر اور کف
تمام ارکان اور فروعات میں تیرہ۱۳ عام ہیں یعنی شعر کے صدر و ابتدا، حشو اور عروض و ضرب ہر جگہ آسکتے ہیں اور گیارہ۱۱ صرف صدر و ابتدا کے لئے خاص ہیں اور اکیس۲۱ صرف عروض و ضرب کے لئے مخصوص ہیں لیکن ان میں بعض بعض ابتدا و صدر اور حشو میں بھی آجاتے ہیں۔ لیکن کمتر۔ میں نے زحافات کے تفصیلی بیان میں اس طرف بھی اشارہ کر دیا ہے۔

تیرہ۱۳ ارکانِ عام حسب ذیل ہیں:-

(۱) فاعلن (۲) فعولن (۳) مستفعلن (۴) مفاعیلن (۵) متفاعلن (۶) مفاعلتن (۷) فاعلاتن

(۸) فَعِلن (۹) فِعْلُن (۱۰) فعلاتن (۱۱) مفاعلن (۱۲) مفعولن (۱۳) مفتعلن

وہ گیارہ[11] ارکان جو ابتدا و صدر سے مخصوص ہیں، حسبِ ذیل ہیں:

(۱) مفعولاتُ (۲) فعولاتُ (۳) فاعلات (۴) فعولُ (۵) مفاعیلُ (۶) مستفعلُ

(۷) فعلاتُ (۸) مفاعلُ (۹) مفعولُ (۱۰) فَعِلُ (۱۱) فَعِلَتُنْ[1]

(۱؎ فَعِلَتُنْ کے علاوہ سب متحرک الآخر ہیں، اس لئے شعر کے آخر میں نہیں آسکتے)

اکیس[21] ارکان جو عروض و ضرب کے لئے مخصوص ہیں، وہ یہ ہیں: فَعْ[1] - فاعْ[2] - فعَل[3] فعولْ[4] - فعولان[5] - فعلان[6] - فعِلان[7] - فاعلان[8] - فعلتان[9] - فعلیان[10] - فاعلیان[11] - مفاعلان[12] مفاعیلان[13] - مستفعلان[14] - متفاعلان[15] - مفعولان[16] - مفتعلان[17] - مفاعلاتن[18] - مفتعلاتن[19] - مستفعلاتن[20] متفاعلاتن[21] - لیکن کبھی کبھی ان میں سے بعض شروع اور بیچ میں بھی آجاتے ہیں۔

ارکانِ مذکورۂ بالا میں عربی، فارسی اور اُردو تینوں زبانوں کے مستعمل ارکان ہیں لیکن میں نے صرف اُن مضاحف ارکان کی بحث کی ہے جو صرف اُردو زبان میں مستعمل ہیں اور فارسی کی تقلید اُردو نے کی ہے، اس لئے فارسی کے زحافات بھی بیان کر دیئے گئے ہیں۔

یہ بات بھی ذہن نشین کر لینی چاہئے کہ ایک ہی زحاف کا ایک رُکن میں کچھ نام ہے اور دوسرے رکن میں کچھ اور مثلاً فعولن، بحرِ متقارب، میں وتدِ مجموع کے پہلے حرف کے گرا دینے کو ثلم کہتے ہیں اور اسی کو مفاعیلن، بحرِ ہزج، میں خرم اور مفاعلتن، بحرِ وافر میں عضب۔ اب یہی خرم صدر و ابتدا کے علاوہ اگر اور کسی جگہ یعنی حشو یا عروض و ضرب میں آئے گا تو تجنیق کہیں گے۔

تقطیع

تقطیع کے لغوی معنی ٹکڑے ٹکڑے کرنا اور اصطلاح عروض میں شعروں کے لفظوں کو اتنے ٹکڑوں یعنی رکنوں میں تقسیم کرنا جتنے اُس بحر کے ارکان ہیں جس میں وہ شعر کہا گیا ہے۔ یعنی شعر کے حروف ارکان کے حروف سے اس طرح مطابق ہوں کہ متحرک کے مقابل متحرک اور ساکن کی جگہ ساکن رہے۔

۱۔ تقطیع میں تغیر حرکات کا لحاظ نہیں کیا جاتا یعنی زبر، زیر اور پیش سے کوئی فرق نہیں آتا مثلاً دَلدَل۔ دِلکِل۔ دُلدُل یہ تینوں ایک ہی وزن فَعْلُن پر ہیں۔

۲۔ تقطیع میں لازمی نہیں کہ ایک رکن واحد کے مقابل لفظ واحد ہی آئے بلکہ ایک رکن کی جگہ ایک سے زیادہ لفظیں بھی آسکتی ہیں جیسے "خدا جانے" مفاعیلن کے وزن پر ہے اور اگر کسی لفظ کا ایک حصہ ایک رکن میں ہو اور دوسرا دوسرے رکن میں تو کوئی مضائقہ نہیں مثلاً ؎ "وہ عالمگیر جلوہ اور وہ حسنِ مشترک تیرا"۔ وُ عالم گی۔ مفاعیلن، رَ جلوہ اَو۔ مفاعیلن، وُ حسنِ مُش۔ مفاعیلن، ترک تیرا۔ مفاعیلن۔ گیر میں گی، ایک رکن میں ہے اور 'رے' دوسرے رکن میں۔

۳۔ کسی لفظ کے حرف ساکن کو تقطیع میں متحرک بنا لینا جائز ہے جس طرح اوپر کی مثال میں عالمگیر کی ساکن 'ر' متحرک ہوگئی لیکن واضح ہو کہ لفظ عالمگیر کی رائے مہملہ موقوف ہے لیکن وہ حرفِ موقوف نہیں جو گرا ہوا ور گرایا جاسکے، اس لئے تقطیع میں آکر متحرک صورت پیدا ہوئی۔

۴۔ ملفوظی یعنی جو حروف پڑھے جاتے ہیں، وہ تقطیع میں گنے جاتے ہیں اور مکتوبی یعنی جو حروف لکھے جاتے ہیں لیکن پڑھے نہیں جاتے، وہ تقطیع میں نہیں آتے مثلاً کانٹا بروزنِ فَعْلُن یعنی کاتا کی طرح تقطیع میں آئے گا۔ جو حرف تقطیع میں نہیں آتا، وہ تقطیع

کرنے میں لکھا بھی نہیں جاتا۔ آئندہ مثالیں واضح کر دیں گی۔

۵۔ حروف مشدّد یعنی وہ حروف جو دوبار پڑھے جاتے ہیں۔ دو حرفوں کی جگہ شمار کئے جاتے ہیں مثلاً پتّا (پت تا) بروزن فعلن (حرف مشدّد زبان سے ساکن نکلتا ہے اور دوسرے تلفظ میں متحرک ہو جاتا ہے)

۶۔ تنوین یعنی دو زبر "، دو زیر ٍ یا دو پیش (ٌ) کو ایک حرف یعنی نون کی جگہ شمار کرتے ہیں چونکہ اس کا تلفظ نون کی طرح ہوتا ہے مثلاً یقیناً (یقی نن) فعولن کے وزن پر ہے۔

۷۔ الف ممدودہ یا الف مدّہ (آ) دو الف کی جگہ لیا جاتا ہے یعنی تقطیع میں ایک سبب خفیف کی جگہ لیا جائے گا مثلاً ؎

خیالِ وصل کو اب آرزو جھولا جھلاتی ہے قریب آنا دلِ مایوس کے پھر دور ہو جانا (شاد)

خیالِ وص۔ مفاعیلن، ل کو اب آ۔ مفاعیلن، رزو جھولا۔ مفاعیلن، جُھلاتی ہے۔ مفاعیلن۔

۸۔ الف جب مصرع کے شروع میں آتا ہے تو قطعی نہیں گرتا مثلاً ؎

اسے باور کرائے غمخوار کب کے مر گئے ہوتے پیامِ وصل جب سے سن لیا ہے تب سے جیتے ہیں (شاد عظیم آبادی)

اسے باور۔ مفاعیلن، کرے غمخا۔ مفاعیلن، رکب کے مر۔ مفاعیلن، گئے ہوتے۔ مفاعیلن

۹۔ الف جب دو ساکنوں کے درمیان واقع ہوتا ہے تو اس کی حرکت اس کے پہلے والے حرفِ ساکن کو دے دی جاتی ہے اور وہ الف تقطیع میں نہیں لیا جاتا مثلاً ؎

نقاب اک دن اُلٹ دینا تھا اس روئے دل آرا کو ہم اپنا سا بنا لیتے کبھی تو اہلِ دنیا کو (شاد عظیم آبادی)

نقابک دن۔ مفاعیلن، اُلٹ دینا۔ مفاعیلن۔ تھا اس روئے۔ مفاعیلن، دلارا کو۔ مفاعیلن،
ہمپنا سا۔ " ، بنا لیتے " " ، کبھی تو اہ۔ " ، لِ دنیا کو۔ "

۱۰۔ الف اگر رکن کے بیچ میں ہو اور "تلفظ میں آئے" تو تقطیع میں لیا جائے گا ورنہ نہیں مثلاً

؎ یوں ہی راتوں کو تڑپیں گے یوں ہی جان اپنی کھوئیں گے تری مرضی نہیں اے مدعو دل اچھا نہ سوئیں گے (شاد عظیم آبادی)

ئ ہی را تو - ک تڑپے گے - ئ ہی جا آپ - ن کو ٹے گے
مفاعیلن - مفاعیلن - مفاعیلن - مفاعیلن
تری مرضی - نہی آے در - د دل اچ چا - ن سوٹے گے ۷۰

۱۱- واو مدّہ - واؤ کا پیش جب کھنچ کر آتا ہے تو دو واؤ کی جگہ تقطیع میں لیا جاتا ہے لکھنے میں اس واؤ پر ہمزہ (ٔ) دے دیا جاتا ہے مثلاً ؎ - بتاؤ کہ اس کا مداوا ہے کیا -

بتاؤ - فعولن، کہ اس کا - فعولن، مداوا - فعولن، ہ کیا - فعَل -

۱۲- واوِ عاطفہ - یہ دو عربی یا فارسی کے کلموں کے درمیان آتا ہے - دو کلمۂ ہندی یا ایک فارسی یا عربی اور ایک ہندی کے درمیان لانا غلط ہے - واو عاطفہ جب پڑھنے میں کھنچ کر آتا ہے تو تقطیع میں لیا جاتا ہے اور جب پڑھنے میں کھنچ کر نہیں آتا تو تقطیع میں بھی نہیں لیا جاتا مثلاً

؎ زمانہ آرزو کا جا چکا اب آرزو کیسی خزاں سے دل لگا اے گل! تلاشِ رنگ و بو کیسی (شاد)

گ و بو کیسی - مفاعیلن - (واو عاطفہ تقطیع میں نہیں آیا)

؎ اپنی ہستی کو غم و رنج و مصیبت سمجھو موت کی قید لگا دی ہے غنیمت سمجھو (شاد عظیم آبادی)

کُ غمو رن - فعلاتن (واو عاطفہ تقطیع میں لیا گیا)

۱۳- واوِ بیانِ ضمہ - یہ واؤ لفظ کے آخر میں ہوتا ہے اور اس کے پہلے ہمیشہ پیش ہوتا ہے اور یہ فارسی اور اردو، دونوں زبانوں میں معروف اور مجہول دونوں طرح آتا ہے لیکن جب اس کا پیش کھینچ کر آئے گا تو تقطیع میں لیا جائے گا، ورنہ نہیں - مثالیں ملاحظہ ہوں:-

؎ ملے آرام شاید شاد دل کو دشتِ غربت میں ارادہ ہے کہ چندے دیکھ لوں ترکِ وطن کرکے (شاد)

دَ دل کو دش - مفاعیلن (واؤ تقطیع میں لیا گیا)

؎ جہاں چاہے لگے جس دل کو چاہے چور کر ڈالے زباں سے پھینک مارا بات بھی تا صبح کر ڈھیلا تھا (شاد)

کُ چاہے چو - مفاعیلن (واؤ تقطیع میں نہیں لیا گیا)

اسی طرح جو۔ تو وغیرہ کو بھی سمجھنا چاہئے۔ لیکن واو اصلی فارسی جو اُردو میں بھی مستعمل ہے اُس کے گرانے سے احتراز کرنا چاہئے۔ گرچہ اساتذہ نے اس کی پابندی نہیں کی ہے لیکن احتیاط بہتر ہے مثلاً

؎ تھی کبھی پہلو میں میرے کوئی شے اب تو یہ عالم ہے گویا دل نہیں (ناچیز مؤلف)

تی کبھی پہ۔ فاعلاتن، لو م میرے۔ فاعلاتن، کوئی شے۔ فاعلن (واؤ تقطیع میں لیا گیا)

۱۴۔ واو اشمام ضمہ: یہ واؤ تقطیع میں نہیں لیا جاتا۔ مثلاً خواب۔ خویش۔ وغیرہ۔ فارسی لفظوں میں خائے مفتوح (زبر) یا مکسور (زیر) کے بعد آتا ہے اور اس میں پیش کی جھلک پائی جاتی ہے۔ مثال:

؎ بہت جب سوچتا ہوں شادؔ کچھ کچھ یاد آتا ہے مزا اس زندگی کا خواب تھا جیسے لڑکپن کا (شادؔ)

مزا اس زن۔ مفاعیلن، دگی کا خا۔ مفاعیلن، ب تا جیسے۔ مفاعیلن، لڑکپن کا۔ مفاعیلن واؤ تقطیع میں نہیں آیا)۔

۱۵۔ واو لین[1]: اِس واؤ کے پہلے ہمیشہ زبر ہوتا ہے اور یہ درمیانِ لفظ اور آخر لفظ میں آتا ہے۔ عربی، فارسی اور اُردو تینوں زبانوں میں پایا جاتا ہے۔ عربی اور فارسی میں اس ساقط کرنا روا نہیں۔ اُردو میں بھی لفظ "اور" کے سوا اور کسی لفظ میں اِس کا گرانا درست نہیں۔ مثلاً جوَر۔ موج۔ فوج۔ فی الفور۔ وغیرہ۔

؎ نار فی الفور پہنچ جاتا ہے باِس ہمہ ضعف قصد جلنے کا دِیار پہ جب کرتا ہے (شادؔ عظیم آبادی)

نار فی الفو۔ فاعلاتن۔ (واؤ تقطیع میں آیا)

؎ چلے آئے موج میں اِس طرف کہ فقیر طالب دید تھے نہیں سنتے میری بلا سے تو اتو خدا تمہارا بھلا کرے (شادؔ)

چلے آئے تو۔ متفاعلن، جِ م اس طرف۔ متفاعلن۔۔۔۔۔۔ (واؤ تقطیع میں لیا گیا)

---

[1] لین بالکسر نرمی، ضد خشونت از منتخب و حروف لین واؤ و الف و یائے تحتانی ساکن ما قبل مفتوح۔ غیاث اللغات۔

لیکن لفظ "اور" دونوں طرح مستعمل ہے مثلاً

؎ خوشی سے مصیبت اور بھی سنگین ہوتی ہے ترپ اے دل تڑپنے سے ذرا تسکین ہوتی ہے (شاد)

خوشی سے - مفاعیلن ، مصیبت او - مفاعیلن ، ربی سنگی - مفاعیلن ، ن ہوتی ہے - مفاعیلن (واؤ تقطیع میں آیا)

؎ وہ اور قاصد سے میری حال پرسی ہیں زمانوں گا میں سمجھا اے خیال یار! تو باتیں بناتا ہے (شاد عظیم آبادی)

دُ اَر قاصد - مفاعیلن ، یہاں واؤ تقطیع میں نہیں آیا۔ لیکن جب یہ واؤ لفظ کے آخر میں آتا ہے تو پڑھا بھی جاتا ہے اور تقطیع میں بھی لیا جاتا ہے۔ اِس کا سقوط خلافِ فصاحت ہے اور ناجائز جیسے تَو ۔ ضَو ۔ پرتَو وغیرہ۔

؎ پرتو پڑا جو اُس رخ روشن کا باغ پر گل نخل دفعتہً شجر طور ہو گئے (شاد عظیم آبادی)

پرتوپ - مفعولُ ، ڑاج اُس رُ - فاعلاتُ ، خ روشن ک - مفاعیلُ ، باغ پر - فاعلن

؎ یہ لگن اور یہ لَو کام ہے دشوار حمید سوزشِ دل کو تصدق کرو پروانوں پر (مؤلف)

یہ لگن او - فاعلاتن ، ری لَو کا - فعلاتن ، م ہ دشوا - فعلاتن ، رحمید - فعلات

۱۶ - یائے بطنی - حرف کی اضافت کھینچنے سے کسرۂ اضافی سے یائے تحتانی کی صورت پیدا ہو جاتی ہے یہ یائے تحتانی چونکہ حرف سے نکلتی ہے۔ اِس لئے اسے بطنی کہتے ہیں مثلاً

؎ لباسِ اہلِ تقویٰ پر نہیں کچھ منحصر واعظ کہیں کیا ہم نے کس کس بھیس میں دیکھا ہے دنیا کو (شاد)

لباسے اہ - مفاعیلن ، لِ تقوا پر - مفاعیلن ، نہی کچھ مُن - مفاعیلن ، حصر واعظ - مفاعیلن -

اسی طرح یائے اضافی کے بطن سے بھی (اضافت کے کھینچ کر آنے میں) دوسری یائے تحتانی پیدا ہو جاتی ہے مثلاً ع وصالِ یار کا وعدہ ہے فردائے قیامت پر۔

وصالے یا - مفاعیلن ، رکا وعدہ - مفاعیلن ، ہ فردائے - مفاعیلن ، قیامت پر - مفاعیلن

(ہندی لفظوں میں یائے بطنی نہیں ہوتی)

۱۷ - یائے ہندی - یہ یائے تحتانی ہندی لفظوں کے آخر میں معروف و مجہول دونوں

صورتوں میں آتی ہے اور حسبِ ضرورت گرا دی جاتی ہے مثلاً

ع "سمجھ لینے کو یہ بھی کم نہیں جو ہم نے سمجھا ہے"

سمج لینے - مفاعیلن ، کُ یہ بی کم - مفاعیلن ، نہی جو ہم - مفاعیلن ، نِ سمجا ہے - مفاعیلن

۱۸ - دو یائے تحتانی - یائے تحتانی بعد یائے تحتانی جب اُردو میں آتی ہے تو پہلی متحرک اور دوسری ساکن ہو جاتی ہے - پہلی یا ہمیشہ پڑھنے میں آتی ہے اور رسم الخط میں اس کے عوض ہمزہ (ء) لکھ دیا جاتا ہے جیسے کوئی - کئے - وغیرہ لیکن یائے دوم کبھی پڑھی جاتی ہے اور کبھی نہیں جب پڑھنے میں آئے گی تو تقطیع میں لی جائے گی ورنہ نہیں مثلاً

ع پھر پرسشِ جراحتِ دل کو چلا ہے عشق   سامانِ صد ہزار نمکداں کئے ہوئے   (غالب)

سامانِ - مفعولُ ، صد ہزار - فاعلاتُ ، نمکداک - مفاعیلُ ، یئے ہوئے - فاعلن

(دوسری یا تقطیع میں لی گئی)

ع حقا شریک کوئی نہیں تیری ذات کا (رند) (یہاں دوسری یا تقطیع میں نہیں لی گئی)

حق قاش - مفعولُ ، ریک کوئی - فاعلات ، نہی تیر - مفاعیلُ ، ذات کا - فاعلن -

۱۹ - تین یائے تحتانی : کبھی ہندی میں مسلسل تین یائے تحتانیاں آتی ہیں - پہلی یا الف واو ساکن کے بعد آتی ہے اور متحرک رہتی ہے اور ہمزے کی طرح پڑھی جاتی ہے ، دوسری متحرک اور تیسری ساکن رہتی ہے جیسے سنائیے - دکھائیے - مفاعلن کے وزن پر ہیں اور سوئیے ماکوئیے فاعلن کے وزن پر - تیسری یا بھی کبھی پڑھنے میں آتی ہے اور تقطیع میں بھی لی جاتی ہے مثلاً "جانیے جائیے خدا حافظ"

جای یے جا - فاعلاتن ، ی یے خدا - مفاعلن ، حافظ - فعلُن -

۲۰ - یائے تحتانی مخلوطی - یہ یائے تحتانی ہندی لفظوں کے درمیان زیر والے حرفوں کے بعد آتی ہے - اس کے بعد ہمیشہ الف ساکن ہوتا ہے اور زیر و زبر دونوں کے درمیان مل کر یہ یائے تحتانی نکلتی ہے اور خود پڑھی نہیں جاتی جیسے کیا - دھیان ، پیاس

پیار وغیرہ مثلاً :

ع۔ "کیا کیا نہ مرے دھیان میں تھا پیاس کا خیال"۔

کا کا نہ ۔مفعولُ ،میرے دان ۔فاعلاتُ ،متا پاس ۔مفاعیلُ ، کا خیال ۔فاعلات ۔

۲۱۔ یائے عربی و فارسی جو اردو میں مستعمل ہے ۔ اساتذہ نے ایسی یائے تحتانی کا بغیر الفِ وصل کے بھی گرانا جائز رکھا تھا لیکن اب فصحائے حال احتراز کرتے ہیں اور یہی بہتر ہے۔ مثلاً

ے طلب کرتے نہیں ساقی سے گو افزا سمجے ہے   زباں روکے ہوئے ہیں رنگ محفل دیکھنے والے (شاد)

ہی ساقی ۔ مفاعیلن ، (ساقی کی یا گرائی نہیں گئی اور یہی فصیح ہے)

۲۲۔ یائے معروف نون غنہ ہندی کے پہلے ۔ یہ ہندی لفظوں میں نون غنہ سے پہلے آتی ہے ۔ اگر یہ پڑھی جائے گی تو تقطیع میں لی جائے گی جیسے اوپر کی مثال میں نہیں کی یا اور اگر پڑھی نہیں جائے گی تو تقطیع میں بھی نہیں لی جائے گی مثلاً :۔

ے نہیں رہتی تری کسی بر میں   خشک کرتی ہے کپڑے دم بھر میں (ناسخ)

نَ رہتی ۔ فَعِلاتُنْ (یہاں یا تقطیع میں نہیں لی گئی)

۲۳۔ یائے مجہول نونِ غنہ سے پہلے ۔ یہ بھی اردو زبان کے لئے خاص ہے۔ اس کے پہلے ہمیشہ کسرہ مجہول ہوتا ہے اور بعدہٗ نون غنہ ۔ مصرعوں کے درمیان اس کا نون پڑھنے میں نہیں آتا اور یہ کئی طرح کی ہوتی ہے :۔

(الف) اسمائے جمع مؤنث کی علامت جیسے آنکھیں ۔ وغیرہ مثلاً :۔

ع۔ آنکھیں بیکار ہیں دیکھیں جو نہ صورت تیری (اسیر)

آکھ بیکا ۔ فاعلاتن ، رہ دیکھے ۔ فعلاتن ، جُ نَ صورت ۔ فعلاتن ، تیری ۔ فعلن

(آنکھیں کی یا تقطیع میں نہیں آئی)

(ب) جمع افعال کی علامت جیسے جھانکیں ۔ دیکھیں ۔ وغیرہ ۔ مثلاً :۔

؎ وہ اگر جھانکیں جھروکے سے تو آشنا پوچھوں بستر اپنا پسِ دیوار کروں یا نہ کروں

وہ اگر جا - فاعلاتن، ک جھروکے - فعلاتن، س ت آشنا - فعلاتن، پوچھوں - فعلن

(ج) یاؔ نونِ نسبتی جیسے چودھویں - پندرھویں دن - مثلاً

ع - آتے ہیں وہ چودھویں پندرھویں دن "

آتے ہ وہ - مفتعلن، چودویں پند - مفتعلن، درویں دن - فاعلن - یاؔ اور نونؔ دونوں تقطیع میں نہیں آئے لیکن یاؔ اگر کھنچ کر آئے گی تو تقطیع میں لی جائے گی جیسے چودھویں کا چاند - مثلاً :-

؎ سدھاری تیرہ بختی منزلوں تک چاندنی چھٹکی مرے گھر چودھویں کا چاند بن کر وہ حسیں آیا (شادؔ)

مرے گر چو - مفاعیلن، دویں کا چا - مفاعیلن، د بن کر وہ - مفاعیلن، حسی آیا - مفاعیلن -

(د) کبھی یائے تحتانی اور نون دونوں اصلی ہوتے ہیں اور غیر ملفوظ ہو کر تقطیع میں غیر محسوب - مثلاً :-

؎ ہوا نگاہ کے پردے میں جلوہ گر کیا کیا نہ پوچھ کہہ گئی وہ شرمگیں نظر کیا کیا (شادؔ)

"م جلوگر - مفاعلن" - یاؔ اور نونؔ دونوں تقطیع میں نہیں آئے -

کبھی یاؔ تقطیع میں آتی بھی ہے مثلاً :-

؎ جو بے نوا ہیں تری راہ میں اُنہیں سے پوچھ کہ دل کو ہوتی ہیں خوشیاں لٹا کے گھر کیا کیا (شادؔ)

"ہ تے ہیں - مفاعلن" یہاں یاؔ تقطیع میں لی گئی -

٢٤ - یائے لین ہندی - یہ ہندی لفظوں کے آخر میں اردو زبان میں آتی ہے اور اِس کے پہلے ہمیشہ زبر رہتا ہے - جب پڑھی جاتی ہے تو تقطیع میں بھی لی جاتی ہے ورنہ نہیں مثلاً :-

؎ کس خوشی سے تہنیت دیدے کے یہ کہتا ہے دل وصل کی شب ہے مبارک دوست کو پہلے دوست (شادؔ)

"تماۃ دل - فاعلن"۔ "ہے مبارک - فاعلاتن" پہلے مصرع میں یائے لین نہ پڑھنے میں آئی اور نہ تقطیع میں لیکن دوسرے مصرع میں 'ہے' کی یا پڑھنے میں بھی آئی اور تقطیع میں بھی۔

۲۵- یائے لین نون غنہ کے پہلے - یہ بھی ہندی لفظوں کے لئے خاص ہے۔ اس یائے تحتانی کے قبل زبر ہوتا ہے - جب یہ پڑھی نہیں جاتی تو تقطیع میں نہیں آتی ہے اور جب پڑھی جاتی ہے تو تقطیع میں بھی لی جاتی ہے - جیسے مَیں - ہَیں - مثلاً :-

؎ حباب آسا مَیں دم بھرتا ہوں تیری آشنائی کا
نہایت غم ہے اِس قطرے کو دریا کی جدائی کا (آتش)

حبابا سا - مفاعیلن ، مَ دم بھرتا - مفاعیلن ، ہُ تیری آ - مفاعیلن ، شنائی کا - مفاعیلن -
مَیں کی یا تقطیع میں نہیں آئی -

؎ ہوں وہ پیاسا اشک بھر کر اپنی آنکھوں میں پیوں ہاتھ پھیلاؤں نہ مَیں آبِ بقا کے واسطے (وزیر)

ہات پھیلا - فاعلاتن ، ؤ نہ مَے آ - فاعلاتن ، بے بقا کے - فاعلاتن ، واسطے - فاعلن -
یہاں مَیں کی یا تقطیع میں لی گئی ہے -

۲۶- ساکن بعد الف و واؤ و یائے تحتانی تقطیع میں آئے گا :-

(الف) حرف ساکن بعد الف جیسے پاس - راگ وغیرہ

ذوقؔ ؎ مجھ میں کیا باقی ہے جو دیکھے ہے تو آن کے پاس بدگمان وہم کی دارو نہیں لقمان کے پاس
"ن کے پاس - فعِلات"

(ب) ساکن بعد واو معروف جیسے پھُول - طُول وغیرہ

مثلاً ع - تیری آنکھوں کا ہوں کشتہ رکھ دے دو نرگس کے پھول
"رگس کپھول - فاعلات"

(ج) ساکن بعد واو مجہول جیسے چوٹ - گوٹ وغیرہ -

ع - گھٹا اور بجلی میں ہے آج چوٹ

گھ ٹا اَوْ - فعولن ، رَ بجلی - فعولن ، م ہے آ - فعولن ، ج چوٹ - فعول۔

(د) ساکن بعد واو لین جیسے اَور - طَور - وغیرہ

؎ بدلی وہ وضع طور سے بے طور ہو گئے تم تو شباب آتے ہی کچھ اور ہو گئے (شاق)

بدلی و - مفعولُ ، وضع طور - فاعلاتُ ، س بے طور - مفاعیلُ ، ہو گئے - فاعلن۔

(س) ساکن بعد یائے معروف جیسے چیل - نیل وغیرہ

؎ ہوتے سیرت سے ہیں مردانِ دلاور ممتاز ورنہ صورت میں تو کچھ کم نہیں شہباز سے چیل (ذوق)

" زِ سے چیل - فعلاتُ "

(ط) ساکن بعد یائے مجہول - جیسے ڈھیر - گھیر - وغیرہ

؎ اُس کا اک گوشہ ہے دامانِ بہار دو جہاں جس پیرہن کا گھیر ہے (مؤلف)

" گھیر ہے - فاعلن "

(ع) ساکن بعد یائے لین - جیسے مَیل - بَیل - غَیر - صید وغیرہ

؎ غیر پر تیر چلیں اور یہاں دل تڑپے ہم تو یوں بھی ہدفِ ناوکِ بیداد رہے (مؤلف)

" غیر پہ تی - فاعلاتن "

۲۷ - حرف ساکن بعد حرف ساکن - جب حرف ساکن کے بعد دوسرا حرف ساکن الف، واؤ، یائے تحتانی، نون غنہ اور نونِ معلن کے علاوہ آخر مصرع میں ہو تو بحالِ سکون رہتا ہے اور تقطیع میں لیا جاتا ہے جیسے ٹھنڈ - مرچ - وغیرہ

؎ نہ دے سکے گی زمستاں میں مجھکو ایذا ٹھنڈ
لپٹ کے سوئے گا وہ گل رہے گی تنہا ٹھنڈ (آتش)

" ا ٹھنڈ - فعلان "

۲۸ - اگر تین ساکن مصرع کے بیچ میں ہوں تو پہلا اپنی حالت پر رہے گا، دوسرا متحرک

اور تیسرا ساقط ہو جائے گا اور تقطیع میں نہیں لیا جائے گا اور اگر مصرع کے آخر میں ہوں تو پہلے دو اپنی حالت پر رہیں گے اور تیسرا ساقط ہو جائے گا مثلاً :-

؎ کس خوشی سے تہنیت دیتے کے یہ کہتا ہے دل　　وصل کی شب ہے مبارک دوست کو پہلوٹے دوست

وصل کی شب۔ فاعلاتن ، ہے مبارک ۔ فاعلاتن ، دوس کو پہ ۔ فاعلاتن ، لوٹے دوس ۔ فاعلات ۔

۲۹۔ اگر الف کے پہلے دو ساکن ہوں تو الف کو گرا کر دوسرے ساکن کو متحرک کر دیتے ہیں مثلاً

؎ نہیں کرتا گوارا راہرو کے دل پہ میل آنا　　اڑا کرتا ہے رستے سے الگ ہٹ کر غبار اپنا (شاد)

" پہ میلانا ۔ مفاعیلن "

۳۰۔ اگر الف کے قبل تین ساکن ہوں تو الف کو گرا کر تیسرے ساکن کو متحرک کر دیں گے اور تقطیع میں دوسرا ساکن بھی متحرک ہو جائے گا اور پہلا اپنی حالت پر رہے گا مثلاً :-

؎ نہ دوست اور نہ کسی کا کوئی عدو نکلے　　اگر یہ نقش شادیں تو تو ہی تو نکلے (شاد)

" نہ دوستر ۔ مفاعلن " نہ کسی کا ۔ فعلاتن ، کُ ئی عدو ۔ مفاعلن نکلے ۔ فعلن ۔

۳۱۔ نونِ غنہ بعد حرف مدّہ ۔ (الف ، واو معروف و یائے معروف حروف مدّہ ہیں) جب تک نون میں اضافت نہ ہو یا اس کے بعد واو عاطفہ نہ ہو یا خود موصول نہ ہو تو یہ ناک میں بولا جاتا ہے اور پڑھنے میں نہیں آتا ، اسی کو نونِ غنہ کہتے ہیں ، یہ تقطیع میں نہیں لیا جاتا اور اگر آخر مصرع میں ہو تو حرف ساکن کی جگہ لیا جاتا ہے جیسے کہاں ۔ کہوں ۔ کہیں یا چاند ۔ مانند ۔ گونگا ۔ چھینکا وغیرہ ۔ مثالیں ملاحظہ ہوں :-

؎ جہاں چاہے لگے جس دل کو جاہے چھید کر ڈالے　　زباں سے پھینک مارا بات تھی ناصح کہ ڈھیلا تھا (شاد)

" جہاں چاہے ۔ مفاعیلن " " زباں سے پے ۔ مفاعیلن "

؎ کہیں سے جب صدائے نالۂ و فریاد آتی ہے　　تڑپ جاتا ہے دل اپنی مصیبت یاد آتی ہے (شاد)

" کہیں سے جب ۔ مفاعیلن "

؎ سدھاری تیرہ بختی منزلوں تک چاندنی چھٹکی مرے گھر چودھویں کا چاند بن کر وہ حسیں آیا (شاد)

سداری تی - رہ بختی من - زلوں تک چا - دنی چھٹکی ÷ مرے گر چو - دوی کا چا - دبن کر وہ - حسی آیا
مفاعیلن - مفاعیلن - مفاعیلن - مفاعیلن ÷ مفاعیلن - مفاعیلن - مفاعیلن - مفاعیلن

۳۲ - (الف) نونِ غنہ[1] بعد حرف مفتوح - اس نون کے پہلے زبر ہوتا ہے جیسے اندھیرے

آتش ؎ رُخ و زلف پر جان کھو یا کیا اندھیرے اجالے میں رویا کیا

ادیرے - فعولن، اُجالے - فعولن، م رویا - فعولن، کیا - فَعَل -

(ب) نونِ غنہ بعد حرف مکسور - اِس نون کے پہلے زیر ہوتا ہے جیسے مِنہ وغیرہ -

ناسخ ؎ ابر سے مِنہہ جو ہے برس چکتا کرتی ہے ٹکڑے ابر کے پہ جدا

"ابر سے مِہ - فاعلاتن، جُ ہے برس - مفاعلن، چکتا - فِعْلُن -

(ج) نونِ غنہ بعد حرف مضموم - اِس نون کے پہلے پیش ہوتا ہے جیسے مُنہ -

---

[1] اس قسم کے الفاظ میں لفظ رنگریز کے متعلق اساتذہ کا اختلاف ہے - بعض رنگنا کو بروزن فِعْلُن (رگنا) اور بعض بروزن فاعِلُن (رنگنا) نظم کر گئے ہیں - آتش ؎

بے رنگ زمین ہو تو اسے کیا کرے شاعر ÷ رنگی ہو تو رنگریز کی تدبیر سے ٹپکے (رنگریز - مفاعیلُ) ناسخ

؎ دل ملکِ انگریز میں جینے سے تنگ ہے ÷ قیدِ حیات بھی مجھے قیدِ فرنگ ہے (انگریز - فاعلاتُ)

قدر بلگرامی مرحوم تحریر فرماتے ہیں کہ "ہمارے اُستاد مرحوم جناب نجم الدولہ دبیر الملک مرزا محمد اسد اللہ خاں بہادر نظام جنگ

غالب دہلوی نور اللہ مرقدہٗ کا اعتبار رنگنا کے لفظ میں وہی تھا جو آتش کا لہجہ رنگریز کے لفظ میں ہے وہ ہمارے

سوال کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں کہ رنگنا کو بروزن "چند جا" نہ سمجھنا چاہئے بلکہ بروزن "ہر جا" جانو

اس سے یہی مراد ہے کہ اس کا نون غنہ ہے رہا رنگریز کا لفظ وہ فقیر مؤلف کے نزدیک ویسا ہی صحیح ہے جیسا آتش نے کہا

"ناچیز حمید عرض کرتا ہے کہ سنگ، تنگ، رنگ وغیرہ اس طرح کے تمام الفاظ میں جہاں نون کے بعد ساکن ہے نون

تقطیع میں لیا جائے گا - میں اِس مسئلے میں حضرت ناسخ کا معتقد ہوں - غالب مرحوم خود بھی لفظ رنگ کا نون تقطیع میں

کنواں - وغیرہ -

شاد ؎ وہ ذبح کر کے یہ کہتے ہیں میرے لاشے سے   تڑپ رہا ہے کہ منہ دیکھتا ہے تو میرا

"تڑپ رہا - مفاعلن، وہ کہ منہ دے - فعلاتن، کتا ہے تو - مفاعلن، میرا - فعلن"۔

اِس طرح کے نون نہ پڑھنے میں آتے ہیں اور نہ تقطیع میں۔

۳۳ - نونِ شبہ غنہ - یہ نون گرچہ ساکن ہوتا ہے اور نونِ غنہ سے ملتا جلتا ہوا ہوتا ہے لیکن پڑھنے میں نہ تو نون کی طرح پڑھا جاتا ہے اور نہ نونِ غنہ کی طرح اور تقطیع میں قائم رہتا ہے جیسے ہنگام، ڈنکا، لنگ، لنگ - سنگ وغیرہ مثلاً - ع

ہے اقلیم وحشت میں ڈنکا ہمارا -   (بحر)

"ہ اقلی - فعولن، م وحشت - فعولن، مڈنکا - فعولن، ہمارا - فعولن"۔

غالب ؎ وفا کیسی کہاں کا عشق جب سر پھوڑنا ٹھہرا   تو پھر اے سنگدل تیرا ہی سنگِ آستاں کیوں ہو

"تُ پر اے سن - مفاعیلن، گدل تیرا - مفاعیلن، ہِ سنگے آ - مفاعیلن، ستا کو ہو - مفاعیلن"۔

۳۴ - نونِ معلن - وہ نون جو اعلان کے ساتھ اُردو زبان میں آتا ہے جیسے جان - دون (واو معروف) بین - تین (یائے معروف) لین - دین (یائے مجہول) کون (واو لین) چین (یائے لین) وغیرہ - اِن سب صورتوں میں نون اعلان کے ساتھ پڑھا جاتا ہے اور اِس لئے اِس کا تقطیع میں آنا بھی لازمی ہے - مثالیں ملاحظہ ہوں :-

(الف) بعد الف ساکن ؎

جس ہاتھ سے مجکو قتل کیا اُس ہاتھ کا کلمہ پڑھا یا   لی جان تو خیر احسان کیا قاتل نے مگر ایمان لیا

(شاد عظیم آبادی)

---

۴ - لیتے ہیں - ملاحظہ ہو :

؎ قرض کی پیتے تھے مے لیکن سمجھتے تھے کہ ہاں   رنگ لاوے گی ہماری فاقہ مستی ایک دن

"رنگ لاوے" فاعلاتن" - رنگ کا نون تقطیع میں لیا گیا تو رنگتا کا نون کیوں تقطیع میں نہیں لیا جائے گا۔

"لی جا۔ فِعلُنْ، ن تُ شُئے۔ فَعِلُن، احسا۔ فِعلُنْ، ن کیا۔ فَعِلُن، قاتل۔ فِعلُنْ، نِ نگہ۔ فعلُن،
ایما۔ فِعلُن، ن لیا۔ فِعلُن"۔

(ب) بعد واو معروف۔ ع۔ آج کل آپ کو ہر وقت سمائی ہے دون۔
"آج کل آ۔ فاعلاتن، پ کُ ہر وق۔ فعلاتن، ت سمائی۔ فعلاتن، ہے دون۔ فِعلان"

(ج) بعد یائے معروف ۔ تسخیر کریں گیسو تیرے عالم کے دلوں کو چار طرف
اس فتح نمایاں کا ڈنکا اِس بندے نے تا چین بجے (شادؔ)
"اس فت فعلن، حِ نما۔ فعلن، یا کا۔ فعلن، ڈنکا فعلن، اِسں بن۔ فعلن، دِس نے۔ فعلن،
تا چی۔ فعلن، ن بجے۔ فِعلن"

(د) بعد یائے مجہول۔ ع۔ کسی سے وہ کرتے نہیں لین دین۔
"کسی سے۔ فعولن، وُ کرتے۔ فعولن، نہی نے۔ فعولن، ن دین۔ فعُول"۔

(س) بعد واو لین ۔ خم شراب کے سجدے کا حکم دے ساقی
وہ مست کون ہے ایسا جو بے وضو ہوگا
"وَ مست کو۔ مفاعلن، ن ہ ایسا۔ فعلاتن، جُ بے وضو۔ مفاعلن، ہو گا۔ فِعلُن"

(ط) بعد یائے لین ۔ میں جو حاصل ترے کوچے کی گدائی کرتا
چین سے بیٹھ کے تا عمر خدائی کرتا
چین سے بَےْ۔ فاعلاتن، ٹ کِ تا عُم۔ فعلاتن، رخدائی۔ فعلاتن، کرتا۔ فِعلُن،

۳۵۔ ہائے بیان حرکت ۔ یہ ہائے ہوز مختفی ہوتی ہے اور الفاظ کے آخر میں آتی ہے ۔ اِس کے قبل کبھی زبر ہوتا ہے اور کبھی زیر ۔ جب مصرع کے درمیان میں اِس کے قبل کی حرکت پر کھنچ کر نہ آئے ۔ تو سمجھنا چاہئے کہ ہائے مذکورہ ساقط ہو گئی مثلاً :۔

۔ وہ شاخ جس پہ کہ رکھا تھا آشیاں ہم نے نشانہ بن گئی آفاتِ آسمانی کی (بحرؔ)
"نشانَ س۔ مفاعلن، گئی آفا فعلاتن، تِ آسما۔ مفاعلن، نی کی۔ فعلن"۔ اور جب

اِس کے قبل کی حرکت کھینچ کر آئے تو ساقط نہ ہوگی لیکن اِس کا اشباع یعنی کھینچ کر آنا محال بامر ہے۔

۳۶۔ ہائے مختفی ۔ یہ کبھی تقطیع میں لی جاتی ہے اور کبھی نہیں۔ اگر کھینچ کر آتی ہے تو تقطیع میں لی جاتی ہے ورنہ نہیں۔ مثال ہائے مختفی کی جو کھینچ کر آئی ہے اور تقطیع میں لی گئی ہے لیکن یہ صورت زیادہ تر اُس حالت میں ہوتی ہے۔ جب یہ مصرع کے آخر میں ہوتی ہے مثلاً:

؎ قیامت کر رہی ہیں وہ نگاہیں شرم آلودہ ہوئے جاتے ہیں بے شمشیر گھائل دیکھنے والے (شاد)

"قیامت کر ۔ مفاعیلن ، رہی ہے وہ ۔ مفاعیلن ، نگاہے شر ۔ مفاعیلن ، م آلودہ ۔ مفاعیلن"۔

مثال ہائے مختفی کی جو کھینچ کر نہیں آئی ہے اور تقطیع میں بھی نہیں لی گئی ۔ مثلاً:-

؎ تکلف تب ہے اے مشاطہ زلفوں کے بنانے کا کہ سلجھیں گتھیاں اور بال بیکا ہو نہ شانے کا (شاد)

"تکلف تب ۔ مفاعیلن ، ہ اے مشا ۔ مفاعیلن ، طہ زلفو کے ۔ مفاعیلن ، بنانے کا ۔ مفاعیلن"

۳۷۔ ہائے مخلوطی ۔ اِس کو ہائے ثقیلہ بھی کہتے ہیں۔ یہ تقطیع میں نہیں لی جاتی مثلاً: دیکھ ۔ بھر ۔ گھر ۔ کچھ وغیرہ ۔ شاد ؎ ملے آرام شاید شاد دل کو دشتِ غربت میں

ارادہ ہے کہ چندے دیکھ لوں ترکِ وطن کر کے

"ارادا ہے ۔ مفاعیلن ، کِ چندے دے ۔ مفاعیلن ، ک لوں ترکے ۔ مفاعیلن ، وطن کر کے ۔ مفاعیلن"۔

۳۸۔ ہائے ملفوظۂ ساکن ۔ اِس کو ہائے مظہرہ بھی کہتے ہیں۔ یہ ساکن ہوتی ہے لیکن جب یہ پڑھنے میں نہیں آتی تو ہائے مختفی کا حکم رکھتی ہے یعنی تقطیع میں نہیں آتی اور جب پڑھی جاتی ہے تو تقطیع میں بھی آتی ہے مثلاً ؏ "گرفتارِ آہنی زنجیر کا یہ وہ طلائی کا"

"گرفتارا ۔ مفاعیلن ، ہنی زنجی ۔ مفاعیلن ، رکا یہ وہ ۔ مفاعیلن ، طلائی کا ۔ مفاعیلن"

یہ اور وہ دونوں کی ہ پڑھنے میں بھی آتی اور تقطیع میں بھی۔

؎ واں وہ غرورِ حسن و نازیاں یہ حجابِ پاسِ وضع راہ میں ہم ملیں کہاں، بزم میں وہ بلائے کیوں

(غالب)

وآو غزو ۔ ہِ حُسن ناز ۔ یاں حجا ۔ ب پاس وضع ؛ راہِ ہم ۔ ملے کہا ۔ بزم م وہ ۔ بلائے کوں
مفتعلن ۔ مفاعلان ۔ مفتعلن ۔ مفاعلان ؛ مفتعلن ۔ مفاعلن ۔ مفتعلن ۔ مفاعلان

پہلے مصرع میں وہ اور یہ دونوں کی ہا تقطیع میں نہیں آئی اور دوسرے مصرع میں وہ کی ہا تقطیع میں لی گئی ۔

۳۹ ۔ ہمزۂ متحرک ۔ یہ حروف تہجی میں کوئی الگ حرف نہیں ہے بلکہ اکثر ہائے مختفی، واؤ اور یائے تحتانی کے مرکز پر ہوتا ہے ، مثالیں عرض کی جا چکی ہیں ۔

۴۰ ۔ الف لام ۔ جب لام پڑھنے میں آئے گا تو تقطیع میں لیا جائے گا ، ورنہ نہیں مثلاً
ع لحاظِ حرمتِ بنت العنب کرتے نہیں اصلا وہ میکش ہاتھ میں جو بے وضو کے جام لیتے ہیں (شاد)
" متے بِنْتُل ۔ مفاعیلن " لام تقطیع میں لیا گیا ۔

ع رہے بھی ہم تو سریع الزوال ہو کے رہے بتوں کے دل میں خیالِ وصال ہو کے رہے (شاد)
" رہے ب ہم ۔ مفاعلن ، تُ سریعُز ۔ فعلاتن ، زوال ہو ۔ مفاعلن ، کِ رہے ۔ فَعِلُن ۔

لام تقطیع میں نہیں لیا گیا ۔

مختصر یہ کہ جو حرف تلفظ میں آئے گا وہ تقطیع میں بھی لیا جائے گا ۔

بحریں

اُردو کی مستعملہ بارہ ۱۲ بحروں میں چھ ۶ بحریں سالم اور چھ ۶ مزاحف مستعمل ہیں ۔

(سالم بحروں کے نام)	(ارکان)
۱ ۔ متدارک مثمن سالم	آٹھ بار ، فاعلن ۔ (قلیل الاستعمال)
۲ ۔ متقارب مثمن سالم	ایضاً ، فعولن ۔
۳ ۔ ہزج مثمن سالم	ایضاً ، مفاعیلن ۔
۴ ۔ رجز مثمن سالم	ایضاً ، مستفعلن

۵- کامل مثمن سالم	ایضاً - متفاعلن
۶- رمل مثمن سالم	ایضاً - فاعلاتن (قلیل الاستعمال)

اُن بحروں کے نام جو سالم مستعمل نہیں ہیں:-

۱- مضارع مثمن سالم	"مفاعیلن - فاع لاتن" - چار بار۔
۲- منسرح مثمن سالم	"مستفعلن مفعولاتُ" چار بار۔
۳- مقتضب مثمن سالم	"مفعولاتُ مستفعلن" چار بار۔
۴- مجتث مثمن سالم	"مس تفع لن فاعلاتن" چار بار۔
۵- سریع مسدس سالم	"مستفعلن مستفعلن مفعولاتُ" دو بار۔
۶- خفیف مسدس سالم	"فاعلاتن مس تفع لن فاعلاتن" دو بار۔

یہ بحریں سالم ارکان کی صورت میں اردو میں مستعمل نہیں ہیں۔

---

(۱) بحرِ متدارک

بحرِ متدارک کو غریب اور رکض بھی کہتے ہیں۔ احمد عروضی اس بحر کو بحرِ غریب لکھتے ہیں۔ قدر بلگرامی نے بھی اُن ہی کی تقلید کی ہے۔ قادر بخش صابر گلستانِ سخن میں جو ۱۲۷۱ھ کی تصنیف ہے، اس کو رکض بھی لکھتے ہیں لیکن یہ بحر عموماً بحرِ متدارک ہی کے نام سے مشہور ہے۔ تدارک کے لغوی معنی معلوم کرنا اور ملانا ہے اور چونکہ ابوالحسن اخفش نے اس بحر کو ایجاد کیا اور خلیل بن احمد کی نکالی ہوئی بحروں سے ملایا ہے۔ اس لئے اسے متدارک کہتے ہیں۔ بعض کا یہ خیال ہے کہ چونکہ اس بحر کے سببوں سے وتدوں کا پتا چلتا ہے، اس لئے اسے متدارک کہتے ہیں۔ یہ بحر مثمن ہی مستعمل ہے

اس کا اصلی وزن فاعلن آٹھ بار ہے۔ ارکان سالم میں اشعار بہت کم کہے جاتے ہیں۔ زحاف لگانے کے بعد اردو میں آٹھ رکنوں کا ایک مصرع کہتے ہیں یعنی دونوں

مصرعوں میں سولہ ارکان ہوتے ہیں۔ اِس صورت میں اسے مضاعف کہیں گے۔ فروع اِس کے نو ہیں جن کا بیان قبل آ چکا ہے۔ اُردو میں زحافات مستعملہ حذذ، خبن اور قطع ہیں۔

بحروں کے نام مع ارکان	مثالیں	تقطیع			
۱۔ بحر متدارک مثمن سالم	؎ کیا کروں میں گلہ یار نے کیا کیا	کا کرو	مے گلہ	یار نے	کا کیا
فاعلن آٹھ بار	دل مرا چھین کر مفت ہی لے لیا	فاعلن	فاعلن	فاعلن	فاعلن
(قلیل الاستعمال)	(طالب دہلوی)	دل مرا	چھین کر	مفت ہی	لے لیا
(عروض و ضرب کا مذال آنا بھی درست ہے)					
۲۔ بحر متدارک مثمن مخبون	؎ مرا دشمن اگرچہ زمانہ رہا	مردش	م نگر	چزما	نہ رہا
فَعِلُن (عین کو زیر) آٹھ بار	ترا تو بھی میں دوست یگانہ رہا	فعلن	فعلن	فعلن	فعلن
(قلیل الاستعمال)	(ظفر)	ترتو	ب مِ دو	س یگا	نہ رہا
عروض و ضرب کا مذال آنا	؎ غم دل کی کسی کو خبر ہی نہیں	غم دل	کِ کسی	کِ خبر	رِ نہیں
بھی درست ہے۔	اُسے حال پہ میرے نظر ہی نہیں	فَعِلُن	فَعِلُن	فَعِلُن	فَعِلان
	(ہوس)	اُسِ حا	لِ پمے	ر نظر	ہ نہیں
۳۔ بحر متدارک مثمن مقطوع یا	؎ ہر دم کرتا ہوں میں زاری	ہردم	کرتا	ہومے	زاری
مخبون مسکن۔ فِعْلُن آٹھ بار۔	دیکھی بس بس تیری یاری	فِعْلُن	فِعْلُن	فِعْلُن	فِعْلُن
(عین ساکن)	(طالب دہلوی)	دیکھی	بس بس	تیری	یاری
(قلیل الاستعمال)					
مخبون و مقطوع کا اجتماع بھی	؎ کوئی اُن کو پکارے باہر سے	کئی اُن	کُ پکا	رِ با	ہر سے
جائز ہے۔ عروض و ضرب	مری جان چلی ہے اندر سے	فَعِلُن	فَعِلُن	فَعِلُن	فِعْلُن
کا مذال آنا بھی روا۔	(کاوش)	مرجا	ن چلی	ہے ان فِعْلُن	در سے

بحروں کے نام مع ارکان	مثالیں	تقطیع
۴۔ بحر متدارک مثمن عروض وضرب احذ باقی سالم۔ (قلیل الاستعمال) فاعلن۔فاعلن۔فاعلن۔فع ۲ بار۔ **فع کی جگہ فاع بھی جائز ہے**	؎ آنسو بہنے لگے دیکھتے ہی زلفِ محبوب ہے یاد جواں ہے (مجتسر)	

آنسو بہ	نے لگے	دیکھتے	ہی
فاعلن	فاعلن	فاعلن	فع
زلفِ مح	بوب ہے	یاد وا	ہے

بحروں کے نام مع ارکان	مثالیں
۵۔ بحر متدارک مخبون یا مقطوع شانزدہ رکنی۔ اُردو میں اکثر یہ بحر مضاعف ہی مستعمل ہے۔ فِعْلن یا فَعِلن سولہ بار۔ اس وزن میں مخبون اور مقطوع یعنی مخبون مسکن کا اجتماع جائز ہے۔ اذالہ بھی روا ہے۔	؎ ہے دل کی حکایت حیرت زا کیا اول و آخر اس کا کہیں اک خاک کا تودہ لاشے تھے ہم صحرائے قیامت لے کے چلے (شاد) (اس کو اگر مسمط و چہار خانہ کی طرح نظم کریں تو شعر زیادہ خوشس آئند ہو جاتا ہے) ؎ رہی صبر و ستم میں ذرا نہ کمی، ہوئی خوب فراغت تازہ دمی رہا تسمہ لگا تو چھری نہ تھی، وہ چھری جو تھی تو گلا نہ رہا (قدر بلگرامی)

ہے دل	ک حکا	یت حے	رت زا	کا او	وَلُ آ	خراس	ک کہے
فعلن	فعلن	فعلن	فعلن	فعلن	فَعِلن	فعلن	فعلن
اک خا	کک تو	دہ لا	شے تھے ہم	صحرا	ءِ قیا	مت لے	ک چلے
رہ صبر	رستم	رم ذرا	بھی	ہ کو خو	بفرا	غتِ تا	زہ دمی
فَعِلن	فعلن	فَعِلن	فعلن	فَعِلن	فعلن	فَعِلن	فعلن
رہ تس	م لگا	تُ چھری	نہ تھی	وہ چھری	ج تھی	تُ گلا	نہ رہا

بحروں کے نام مع ارکان	مثالیں	تقطیع		
۶- بحر متدارک مخبون یا مقطوع احذ، مضاعف (شانزدہ رکنی) فِعْلُنْ فِعْلُنْ فِعْلُنْ فِعْلُنْ فِعْلُنْ فِعْلُنْ فِعْلُنْ فَعْ - ۲ بار	قطرہ قطرہ آنسو جس کی طوفاں طوفاں شدت ہے پارہ پارہ دل ہے جس میں تودہ تودہ حسرت ہے (ذوق)	قطرہ	فعلن	پارہ
		قطرہ	فعلن	پارہ
		آنسو	فعلن	دل ہے
		جس کی	فعلن	جس مے
		طوفا	فعلن	تودہ
		طوفا	فعلن	تودہ
		شدت	فعلن	حسرت
		ہے	فع	ہے

۷- بحر متقارب

اس بحر کو تقارب بھی کہتے ہیں اور یہ بھی آٹھ ہی ارکان کے ساتھ مستعمل ہے اور اردو میں یہ بھی مضاعف استعمال میں ہے۔ اس کا اصلی وزن فعولن آٹھ بار ہے۔ اس کے فروع آٹھ ہیں لیکن اردو میں زحافات مستعملہ تحنیق، تسبیغ، ثلم، حذف، قبض اور قصر ہیں۔ تقارب لغت میں ایک دوسرے سے نزدیک ہونے کو کہتے ہیں اور اس بحر میں چونکہ اسباب اور اوتاد ایک دوسرے کے نزدیک ہیں۔ اس لئے اس کو بحر متقارب کہتے ہیں۔

بحروں کے نام مع ارکان	مثالیں	تقطیع			
۱- بحر متقارب مثمن سالم فَعُوْلُنْ آٹھ بار۔ اگر عروض و ضرب مسبغ ہوں تو جائز ہے	ترے ہجر میں زندگی جاں گسل ہے یہی ہو اساول کلیجے پہ سل ہے (شاد)	ترے ہج فعولن یہی ہو	رِ مے زن فعولن اساول	دگی جا فعولن کلیجے	گسل ہے فعولن پسل ہے

بحروں کے نام مع ارکان	مثالیں	تقطیع			
محقق طوسی نونِ غنہ کے علاوہ اور کسی حرف کو روا نہیں رکھتے لیکن اساتذہ نے محقق کی رائے کی پابندی نہیں کی ہے۔	؎ لبِ گنگ جیتا بی ایسی ہے بے یار کبھی وار رہیں ہو کبھی پار رہیں ہوں (ناسخ)	بے گن فعولن کبی وا	گ جیتا فعولن رہے ہو	ب ایسی فعولن کبی پا	ہ بے یار فعولان رہے ہو (فعولن)
(۲) بحر متقارب مثمن مقصور یا محذوف (اجتماعِ قصر و حذف جائز ہے) فعولن۔فعولن۔فعولن۔فعول یا فَعَل - ۲ بار۔	؎ وہ آڑی نگاہیں خدا کی پناہ چھری بن کے دل میں اتر جائیں گی (شاد)	وا آڑی فعولن چری بن	نگاہے فعولن کدل مے	خدا کی فعولن اتر جا	پناہ فعول ی گی (فَعَلْ)
۳- بحر متقارب مثمن اثلم فَعْلن فعولن فَعْلن[1] فعولن ۲ بار	؎ لب تشنہ مرنا احساں سے بہتر دیکھا کیا منہ دریا ہمارا	لب تش فعلن دیکا	نہ مرنا فعولن کیا منہ	احسا فعلن دریا	ں بہتر فعولن ہمارا
۴- بحر متقارب مثمن اثلم مسبغ- فعلن فعولن فعلن فعولان ۲ بار	؎ اب حال اپنا اس کے ہے دل خواہ کیا پوچھتے ہو الحمد للہ (میر)	اب حا فعلن کا پو	ل اپنا فعولن چتے ہو	اس کے فعلن الحم	ہ دلخواہ فعولان د للہ

لہ قدر بلگرامی حشو دوم و چہارم کو مجتنب کہتے ہیں اور   دلیل یہ پیش کرتے ہیں کہ ثلم دراصل خرم ہے اور وہ حشو و عروض و ضرب میں جائز نہیں۔ محمد بن قیس رازی المعجم میں لکھتے ہیں کہ جب خرم کو صدر و ابتدا کے علاوہ اور کہیں لائیں تو اس کا نام تجنیق ہے میں نے تجنیق کے بیان میں اس طرف اشارہ کر دیا ہے یہ باریک نکتہ ہے۔ اربابِ فن کو اختیار ہے کہ لحاظ کریں یا نہ کریں کیونکہ اس سے وزن میں فرق نہیں ہوتا، صرف اصولی بحث ہے لیکن اصول کی پابندی جہاں تک کی جائے بہتر ہے   حمید عفی عنہ

بحروں کے نام مع ارکان	مثالیں	تقطیع			
اگر ایک مصرع میں عروض یا ضرب سالم ہو اور دوسرے میں مسبغ تو جائز ہے۔ فارسی میں رکن درمیانی بھی مسبغ ہوتا ہے لیکن قدر بلگرامی فرماتے ہیں کہ یہ ٹکسال باہر ہے فارسی میں جب اہل زبان اور حافظؒ سے مستند شاعر کا شعر موجود ہے تو فارسی میں حافظؒ کے مقابلے میں قدر بلگرامی کا لکھنا تو مستند ہو ہی نہیں سکتا۔ اب رہی اردو تو میرے خیال میں اگر اردو میں بھی اِس التزام کے ساتھ کوئی غزل لکھی جائے تو مضائقہ نہیں۔	؎ چند انکہ گفتیم غمہا طبیباں درماں نکردند مسکیں غریباں (حافظؒ)	چندا فعلن درما	کہ گفتیم فعولان نکروند	غمہا فعلن مسکی	طبیباں فعولان غریباں
۵۔ بحر متقارب مثمن مقبوض مخنّق یا اثلم۔ فعولُ فعلن فعولُ فعلن ۲ بار۔ میں مخنّق ہی لکھنا مرجح سمجھتا ہوں اور اصول کے مطابق بھی یہی ہے ارباب فن کو اختیار ہے جو چاہے لکھیں میں قدر بلگرامی کا ہمنوا ہوں۔	؎ ادھر بھی لٹ شد بھیر کے دیکھو دلوں میں نشتر چبھونے والو (شادؔ) (قلیل الاستعمال)	اودرب فعول دلوم	لٹ شد فعلن نشتر	دہ پرک فعول چبون	دیکھو فعلن والو

بحروں کے نام مع ارکان	مثالیں	تقطیع
۶۔ بحر متقارب مقبوض مجبق یا مقبوض اثلم مضاعف (شانزدہ رکنی) فعول فعلن فعول فعلن فعولُ فعلن فعولُ فعلن ۔ ۲ بار۔	سے گلوں نے خاروں کے چھیڑنے پر سوا خموشی کے دم نہ مارا شریف الجھیں اگر کسی سے تو پھر شرافت کہاں رہے گی (شاد عظیم آبادی)	گلوں / فعولُ / شریف خارو / فعلن / اُلجے کِ چھیڑ / فعولُ / اگر ک نے پر / فعلن / سی سے سوا خَ / فعولُ / ت پِر ش موشی / فعلن / رافت کِ دم نَ / فعولُ / کہاں رَ مارا / فعلن / ہے گی
۷۔ بحر متقارب مثمن، رکن اول اثرم و رکن سوم مقبوض مجبق یا متقارب مثمن اثرم سلہ فعلُ فعولن فعلُ فعولن ۔ ۲ بار (قلیل الاستعمال)	سے چاند کی رنگت زرد ہے پیارے صبح کے دیکھو آثار ہیں سارے (شاد)	چاد / فعلُ / صبح کی رنگت / فعولن / کدیکھو زرد / فعلُ / ثار ہ پیارے / فعولن / ہ سارے
۸۔ بحر متقارب اثرم مضاعف (شانزدہ رکنی)		

سلہ بعض اہل فن کا خیال ہے کہ چونکہ اثرم صدر و ابتدا کے ساتھ مخصوص ہے اس لئے حشو میں اسے کیونکر لائیں گے لہٰذا مصرع کے حشو دوم کو اثرم نہیں بلکہ مقبوض مجبق کہئے یعنی فعولن مقبوض ہو کر فعول اور پھر مجبق ہو کر عولُ بدل بہ فعلُ ہوا۔

بحروں کے نام مع ارکان	مثالیں	تقطیع
؎ فعلُ فعولن فعلُ فعولن فعلُ فعولن فعلُ فعولن۔ ۲ بار	؎ پچھلے پہر اُٹھ اُٹھ کے نمازیں ناک رگڑنی سجدے پہ سجدے جو نہیں جاتی اُس کی دعائیں، اُف ری جوانی ہائے زمانے (شادؔ عظیم آبادی)	پچھل فعلُ جو نَ پہر اُٹ فعولن ہ جاتہ اُٹھ ک فعلُ اُس ک نمازے فعولن دعائے ناک فعلُ اُف ر رگڑنی فعولن جوانی سجد فعلُ ہائے پہ سجدے فعولن زمانے
۹۔ بحر متقارب مثمن رکن اول اثرم، دوم و سوم مقبوض مجبق، چہارم محذوف مجبق فعلن فعلن فعلن فع ۲ بار	؎ تل عارض کا دکھلا دو مرغِ نگہ کو دانا دو (اسیرؔ)	تل عا فعلن مرغ فعل رض کا فعلن نگہ کو فعولن دکھلا فعلن دانا دو فع دو
۱۰۔ بحر متقارب مثمن رکن اول اثرم دوم و سوم مقبوض، چہارم محذوف فعلُ فعولُ فعولُ فعَل ۲ بار نارِع	؎ روتے ہیں دیدۂ تر سے لہو بہتے ہیں خون کے دریا دو	روت فعلُ بہت بدیۂ فعولُ ہ خون ہو ترس فعولُ کِ دریا فعولن لہو فعَل دو فع

؎ اس وزن میں فعلُ فعولن کی جگہ فعلن فعلن جہاں چاہے لا سکتے ہیں اور عروض و ضرب میں فعلن فع بھی لا سکتے ہیں۔ اس بحر میں سالم و سبغ، مقصور و محذوف کا اجتماع بھی جائز ہے۔ یہ بحر سہ رکنی چہار رکنوں کے ساتھ بھی فارسی میں مستعمل ہے لیکن اُردو میں رائج نہیں۔

۳- بحرِ ہزج

اِس بحر کا اصلی وزن مفاعیلن آٹھ بار ہے ۔ یہ بحر عربی ، فارسی اور اُردو تینوں زبانوں میں مروج ہے۔ مثمن کے علاوہ مسدس بھی مستعمل ہے۔ اِسی بحر میں زحافات لگا کر رباعیوں کے اوزان بنائے گئے ہیں۔ اُن اوزان کی بحث بالتفصیل رباعی کے بیان میں آئے گی۔ اِس کے پندرہ زحافات ہیں لیکن اُردو میں زحافاتِ مستعمل تحبیق، تسبیغ ، حذف ، خرب ، خرم ، شتر ، قصر ، قبض اور کف ہیں۔ لغت میں ترنم ریز آواز کو ہزج کہتے ہیں اور چونکہ اہلِ عرب خوش آوازی سے جو اشعار گاتے ہیں وہ زیادہ تر اِسی بحر میں ہوتے ہیں ، اِس لئے اِس بحر کو بھی بحر ہزج کہتے ہیں ۔

بحروں کے نام مع ارکان	مثالیں	تقطیع			
۱- بحر ہزج مثمن سالم ۔ مفاعیلن آٹھ بار ۔ اِس وزن میں اگر عروض و ضرب مسبغ آئیں تو جائز ہے ۔ قدر بلگرامی فرماتے ہیں کہ " بشرطیکہ نونِ غنہ ہو ورنہ خارج از دائرہ ہو جائے گی۔ مَیں اس قید کو ضروری نہیں سمجھتا ۔	؎ مریضانِ محبت کی خدا آساں کرے مشکل کئی راتوں سے مُنہ اترا ہوا ہے ردِ منزل کا (شاد)	مریضا ن مفاعیلن کئی را تو	محبت کی مفاعیلن سِ مُنہ اترا	خدا آسا مفاعیلن ہوا ہے رو	کرے مشکل مفاعیلن دِ منزل کا
	؎ دکھا دے بے ستوں چرخ کا عالم تجھے فرہاد جو حل جانے ہیں بھی کارفرما کوئی شیریں کا (لطف)	دکھا دے بے مفاعیلن جو حل جانے	ستوں چر مفاعیلن ہیں بھی کا	خ کا عالم مفاعیلن رفرما کو	تجھے فرہاد مفاعیلان ئی شیریں کا مفاعیلن
۲- بحر ہزج مثمن مقبوض ۔ مفاعلن ۔ آٹھ بار ۔ (قلیل الاستعمال)	؎ یہ توڑی توبہ نے شب کلائی موڑ موڑ کر جلا ہو تیرا ساقیا پلا دے خُم نچوڑ کر (کلام بدایونی)	یہ توڑ تو مفاعلن جلا ہو تے	بہ نے شب مفاعلن رساقیا	کلائی مو مفاعلن پلا دخم	ڑ موڑ کر مفاعلن نچوڑ کر

بحروں کے نام مع ارکان	مثالیں	تقطیع			
۲۔ بحر ہزج مثمن اخرب مکفوف مجبق (حشو و ابتدا اخرب تیسرا اور ساتواں رکن مکفوف مجبق) مفعولُ مفاعیلن مفعولُ مفاعیلن ۲ بار۔	سہ توبہ بھی کر کے ہم پھر توڑ بھی ڈالیں گے جب دل پہ نہیں قابو ہر بار یہی ہوگا (شاد)	توبب مفعولُ جب دل پ	کر کے ہم مفاعیلن نہی قابو	پر توڑ مفعولُ ہر بار	ب ڈالے گے مفاعیلن ی ہی ہوگا
اس بحر میں تسبیغ بہ نونِ غنہ بھی جائز ہے اور بلا قیدِ نونِ غنہ بھی۔ عروض و ضرب کے علاوہ حشووں میں بھی یہ زحاف فارسی میں پایا جاتا ہے لیکن	سہ ہوشم بنگاہے برد جانانہ چنیں باید یک جرعہ خرام کردہ پیمانہ چنیں باید (عرفی)	ہوشم ب مفعولُ یک جرع	نگاہے برد مفاعیلان خرام کرد	جانان مفعولُ پیمان	چنی باید مفاعیلن چنی باید
قدر بلگرامی مصنف کی رائے سے اتفاق فرماتے ہوئے لکھتے ہیں کہ یہ زحاف جب عروض و ضرب کے ساتھ مخصوص ہے تو حشو میں اس کا لانا اصولاً کس طرح درست ہو سکتا ہے اور عرفی کے شعر مذکور کی تقطیع اپنے اصول پر قائم رہتے ہوئے کرتے ہیں۔ دونوں صورتیں لکھی جاتی ہیں ارباب فن کو اختیار ہے جو صورت چاہیں اختیار کریں۔	نوٹ: قدر بلگرامی اس شعر کی یوں تقطیع کرتے ہیں اور میں اس مسئلے میں قدر بلگرامی کی رائے کو مرجح سمجھتا ہوں۔ حمید۔	ہوشم ب مفعولُ یک جرعہ	نگاہے بر مفاعیلن خرام کر	دجانان مفاعیلُ دپیمان	چنی باید مفاعیلن چنی باید
۳۔ بحر ہزج مثمن اخرب مکفوف مقصور یا محذوف۔ مفعولُ مفاعیلُ مفاعیلُ مفاعیلُ یا فعولن۔ ۲ بار۔	سہ لیتا ہے مرا زخم جگر بوسے پہ بوسے پیکاں پہ کہیں نام تمہارا نہ کھدا ہو (شاد)	لیتا ہ مفعولُ پیکاں پ	مرا زخم مفاعیلُ کہی نام	جگر بوس مفاعیلُ تمہارا ن	پہ بوسے فعولن کھدا ہو

بحروں کے نام مع ارکان	مثالیں	تقطیع			
(ایک شعر میں قصر و حذف کا اجتماع جائز ہے)	ع دیکھا یہ نگاہِ غلط انداز بصد ناز اک تیر چلا اور بھی ابرو کی کماں سے (شادؔ)	دیکھا ب مفعولُ اک تیر	نگاہے غ مفاعیلُ چلا اور	لطِ انداز مفاعیلُ بِ ابرو ک	بصد ناز مفاعیلُ کماں سے (فعولن)
اِس بحر میں اگر ایک مصرع مفعولُ مفاعیلُ مفاعیلُ مفاعیلُ اور دوسرا مصرع مفعولن مفعول مفاعیل فعولن کے وزن پر ہو تو جائز ہے یا اگر ایک مصرع مفعول مفاعیلن مفعول مفاعیل یا فعولن ہو تو بھی جائز ہے۔ مثالیں ملاحظہ ہوں:۔	ع اس بزم سے اے شادؔ سخن فہم سدھارے بستا ہے غزل میں جمع کریں کس کے لئے ہم (شادؔ)	اس بزم مفعول بستا ہے غز (مفعولن)	سے اے شادؔ مفاعیل ل میں جمع (مفعول)	سخن فہم مفاعیل کریں کس ک	سدھارے فعولن لیے ہم
	ع جم مرتبہ خانِ خاناں کز اثرِ لطف چوں گل بگل گوش کند جیدِ راہم را [illegible] (عرفیؔ)	جم مرت مفعول چوں گل ہ	بہ خانے خا مفاعیلن بگل گوش (مفاعیل)	ناں کزا مفعولُ کند جید (مفاعیل)	ثرِ لطف مفاعیل راہم را (فعولن)
۵۔ بحر ہزج مثمن مکفوف یا مقصور محذوف۔ اس وزن میں اگر مقصور کی جگہ مکفوف یا اگر سب مقصور ہوں تو جائز ہے۔ مفاعیل مفاعیل مفاعیل فعولن - ۲ بار۔ (قلیل الاستعمال)	ع اگر دل ہے ترا صاف تو کیوں مجھ سے خفا ہے مجھے صاف یہ بتلادے کہ کیا میری خطا ہے (سحر بدایونی)	اگر دل ہ مفاعیلُ مجھے صاف مفاعیلُ	ترا صاف مفاعیلُ یہ بتلادے مفاعیلُ	تُ کیوں مجھ سے مفاعیلُ کِ کیا میر	خفا ہے فعولن خطا ہے
۶۔ ہزج مثمن اشتر۔ فاعلن مفاعیلن فاعلن مفاعیلن					

بحروں کے نام مع ارکان	مثالیں	تقطیع			
۲ - بار (قلیل الاستعمال) اس بحر کو اشتر کہتے ہیں لیکن یہ زحاف صدر و ابتدا کے لئے مخصوص ہے لہٰذا اس کو اشتر مقبوض اخرم کہنا چاہئے! "و فیہ نظر" کہہ کر قدر بلگرامی نے بھی اس طرف توجہ دلائی ہے۔ اس وزن میں عروض و ضرب مسبغ بھی آتے ہیں۔ لیکن فارسی میں مسبغ بلا قید نون غنہ حشو میں بھی آتا ہے جیسا کہ بعض نے حافظؒ کے شعر مذکور کی تقطیع کی ہے لیکن قدر بلگرامی اس شعر کی دوسری طرح تقطیع کرتے ہیں۔ اس تسبیغ کی بحث بحر ہزج میں تفصیل سے آچکی ہے۔	نخل وادیٔ ایمن کردے بید مجنوں کو تیرے رنگ میں لیلیٰ بانگ لن ترانی ہے (ناسخ) (ناقوس)	نخل وا فاعلن تیرے رن	دیٔ ایمن مفاعیلن گ میں لیلی	کر دے بے فاعلن بانگ لن	د مجنوں کو مفاعیلن ترانی ہے
	ازدرم در آ مست تا ز نم بشادی دست روشنی بیا پیوست راستی بہ ہمسانی (حافظؔ)	ازدرم فاعلن روشنی	در آ مست مفاعیلان بیا پیوست	تا ز نم فاعلن راستی	بشادی دست مفاعیلان بہ ہمسانی (مفاعیلن)
	نوٹ: (بحر ہزج مثمن کے باقی اوزان کا بیان رباعی کی بحث میں آئے گا)	ازدرم فاعلن روشنی	در آ مس مفاعیلن بیا پیوس	ت تا ز نم مفاعلن ت راستی	بشادی دست مفاعیلان بہ ہمسانی (مفاعیلن)
۵ - بحر ہزج مسدس مقصور یا محذوف (قصر و حذف کا اجتماع درست ہے) مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلْ یا فعولن - ۲ بار	تمناؤں میں الجھایا گیا ہوں کھلونے دے کے بہلایا گیا ہوں (شادؔ)	تمنا ؤ مفاعیلن کھلونے دے	ں میں الجھایا مفاعیلن کے بہلایا	گیا ہوں فعولن گیا ہوں	

بحروں کے نام مع ارکان	مثالیں	تقطیع			
۸- بحر ہزج مسدس اخرب مقبوض مقصور یا محذوف مفعولُ مفاعلن مفاعیل یا فعولن - ۲ بار	س مؤمن ہے زبانِ عرضِ احوال میں نے تجھے بے خرد جتایا	مومن ہ مفعولُ مے نے تُ	زبانِ عر مفاعلن جِ بے خرد	ضِ احوال مفاعیل جتایا (فعولن)	
۹- بحر ہزج اخرب حشو مقبوض مخبق وضرب مقصور۔ مفعولن فاعلن مفاعیل ۲ بار۔	س میرے پیرو ہیں قیس و فرہاد میرا قصہ ہے نل دمن میں (میر علی اوسط رشک)	میرے پے مفعولن میرا قص	رو ہ قے فاعلن صہ ہے نل	س و فرہاد مفاعیل دمن میں	
۱۰- بحر ہزج اخرب حشو مقبوض مخبق وضرب محذوف۔ مفعولن فاعلن فعولن- ۲ بار ۸+۹+۱۰ کا ایک شعر میں اجتماع جائز ہے۔	س مارا ابرو نے سیکڑوں کو قاتل تلوار کا دھنی ہے (ناسخ)	مارا اب مفعولن قاتل تل	رو نے سے فاعلن وار کا	کڑوں کو فعولن دھنی ہے	

۴- بحر رجز

اس کا اصلی وزن مستفعلن آٹھ بار ہے۔ اس بحر کے فروع انیس ہیں لیکن اردو میں عموماً اذالہ، حذذ، خبن، طے اور قطع مستعمل ہیں۔ یہ بحر عربی، فارسی اور اردو تینوں زبانوں میں مستعمل ہے۔ اردو میں صرف مثمن ہی مستعمل ہے۔ رجز کے لغوی معنی اضطراب اور سرعت کے ہیں اور اہل عرب لڑائیوں میں اپنی قوم یا اپنی شجاعت کی تعریف میں جو اشعار پڑھتے ہیں وہ زیادہ تر اسی بحر میں ہوتے ہیں اور ایسے موقعوں پر

آواز میں گھبراہٹ اور تلفظ میں جلدی ہوتی ہے اسی لئے اِس بحر کو رجز کہتے ہیں۔

بحروں کے نام ارکان	مثالیں	تقطیع			
۱۔ بحر رجز مثمن سالم مستفعلن آٹھ بار ایک ہی شعر میں سالم اور مذال کا اجتماع جائز ہے۔	؎ تڑپے کہ خوں ہو جائے دل اپنے کئے کی ہے سزا کیوں دیر تک دیکھا کیا اُس چشم سحر آلود کو (شاؔد) ہے جی سے وہ بیزار زبوں ہے گی وہ کار زبوں (ناسخؔ)	تڑپے کہ خو مستفعلن کو دیر تک جی سے وہ بے مستفعلن	ہو جائے دل مستفعلن دیکھا کیا زار زبوں مستفعلان	اپنے کئے مستفعلن اُس چشم سح ہے گی وہ مستفعلن	کی ہے سزا مستفعلن ر آلود کو کار زبوں مستفعلان
۲۔ بحر رجز مثمن مطوی مفتعلن ۔ آٹھ بار	؎ عشق میں جو تیز ہوا مرغ سحر خیز ہوا چشم سے خوں ریز ہوا دل سے غم انگیز ہوا (طالبؔ دہلوی)	عشق میں جو مفتعلن چشم سے خو	تیز ہوا مفتعلن ریز ہوا	مرغ سحر مفتعلن دل سے غم ان	خیز ہوا مفتعلن گیز ہوا
(۳) بحر رجز مثمن مطوی مخبون۔ مفتعلن مفاعلن مفتعلن مفاعلن۔ ۲ بار	؎ شاد خلش جو دل میں تھی اُس کو بیاں کروں میں کیا اُن کے گلے میں صبح کو رات کا ہار دیکھ کر (شاؔد)	شاد خلش مفتعلن اُن کے گلے	جو دل میں تھی مفاعلن میں صبح کو	اُس کو بیا مفتعلن رات کا ہا	ں کروں میں کیا مفاعلن ر دیکھ کر
۴۔ بحر رجز مثمن مطوی مخبون مذال۔ مفتعلن مفاعلن مفتعلن مفاعلان۔ ۲ بار۔ مطوی مخبون اور مطوی مخبون مذال ایک شعر میں	؎ وصل و فراق کی خبر کون پڑھے کے دماغ بڑھ گئی اور بے خودی نامۂ یار دیکھ کر (شاؔد)	وصل و فرا مفتعلن بڑھ گئی او	ق کی خبر مفاعلن ر بے خودی	کون پڑھے مفتعلن نامۂ یا	کے دماغ مفاعلان ر دیکھ کر (مفاعلن)

بحروں کے نام مع ارکان	مثالیں	تقطیع			
جائز ہے۔ فارسی اور اُردو کے اساتذہ نے اِس زحاف یعنی ازالہ کو حشو میں بھی استعمال کیا ہے۔ مثالوں کے خانے میں مثالیں لکھ دی گئی ہیں۔	؎ دل ہی تو ہے نہ سنگ و خشت درد سے بھر نہ آئے کیوں روئیں گے ہم ہزار بار کوئی ہمیں ستائے کیوں (غالب)	دل ہی تو ہے مفتعلن روئیں گے ہم	نہ سنگ و خشت مفاعلان ہزار بار	درد سے بھر مفتعلن کوئی ہمیں	نہ آئے کیوں مفاعلان ستائے کیوں
لیکن قدر بلگرامی تحریر فرماتے ہیں کہ "ازالہ سوائے عروض و ضرب اور کہیں جائز نہیں پس ان مفاعلات درمیانی کو ہرگز	؎ تنگ آن کر خدا کو جان اے مرے دل گرفتگی جاؤں گا میں قفس میں خند اب کے بہار دیکھ کر (شاد)	تنگ آن کر مفتعلن جاؤں گا میں	خدا کو جان مفاعلان قفس میں خند مفاعلن	اے مرے دل مفتعلن اب کے بہا	گرفتگی مفاعلن ر دیکھ کر
مذال نہیں کہہ سکتے بلکہ یہ کہو کہ وزن مشطور یعنی مربع کو مذال بنا کر مضاعف کر لیا ہے" بدیں صورت ازالہ بجز آخر ہو جائے گا"۔ مَیں عرض کرتا ہوں کہ ازالہ حشو	؎ تیغ نگاہِ یار کا جب سے ہوا ہے غلغلہ خوف سے مثلِ شاخِ بید رہتی ہے بیقرار شمع (ناسخ)	تیغ نگا مفتعلن خوف سے مث	ہِ یار کا مفاعلن لِ شاخِ بید مفاعلان	جب سے ہوا مفتعلن رہتی ہے بے	ہے غلغلہ مفاعلن قرار شمع مفاعلان
میں بھی آتا ہے لیکن بکثرت۔ شجرۃ العروض صـ۲ " وایں در صدر و ابتدا ممنوع، و در حشو کمتر و در عروض و ضرب بیشتر است "۔	؎ حسنِ صبیحِ ماہِ مصر یوں تو عزیزِ خلق تھا قابلِ دید ہے مگر تجھ سا جوانِ سبزہ رنگ (صبا تلمیذ آتش)	حسن صبی مفتعلن قابلِ دی	حِ ماہِ مصر مفاعلان د ہے مگر مفاعلن	یوں تو عزی مفتعلن تجھ سا جوا	زِ خلق تھا مفاعلن نِ سبزہ رنگ مفاعلان

بحروں کے نام مع ارکان	مثالیں	تقطیع			
چراغ سخن صفحہ ۲۴ "ازالہ عروض مخبون مذیل کے سوا حشو میں بھی آتا ہے"۔ حدائق البلاغہ صفحہ ۹۰ "در عروض و ضرب بیشتر وقوع می یابد و در حشو کمتر و در صدر و ابتدا ممنوع"	مجھ سے مریضِ عشق کو طبیب ہاتھ تو اپنا مت لگا اس کو مرض پہ چھوڑ دے ہو جو خدا جو ہو سو ہو (شاہ نیاز احمد نیاز)	مج سِ مری مفتعلن اس کُ مرض	ض عشق کو طبیب مفاعلان پہ چھوڑ دے مفاعلن	ات تُپنا پ مفتعلن ہو جو خدا	مت لگا مفاعلن جو ہو سو ہو
اس مسئلے میں ایک بات یہ بھی قابلِ لحاظ ہے کہ 'مفاعلات' فروع مستفعلن میں نہیں ہے' پھر ایک ایسی فرع کا استعمال جو اس رکن کے فروع میں نہیں ہے۔ کیونکر درست ہو سکتا ہے؟ لہٰذا مفاعلات کو اس بحر میں جائز نہیں سمجھتا۔ دوسری بات یہ	جوش فزود رہا نہ شمع حاصل متعصبات و بس تا رگ گردنے بجاست سر بقدم نمی رسد (میرزا بیدل)	جوش فزو مفتعلن تا رگ گر	د رہا نہ شمع مفاعلان دنے بجاس	حاصل مق مفتعلن سر بقدم	صد دست بس مفاعلن نمی رسد
ہے کہ گر تسلیم بھی لیکن جب اتنا اثر حشو میں بھی آ سکتا ہے تو پھر کوہ کندن و کاہ برآوردن کا کیا حاصل؟ اس بحر کے حشو میں اس زحاف کے استعمال کرنے پر بعض حضرات کو غالب پہ تعجب تھا، اس لئے متعدد مثالیں	آہ و دریغ و آب چشم گرچہ موافق منند آتش عشق آں چناں نیست کہ در نشانش (سعدیؒ)	آہ و درے مفتعلن آتش عش	غ و آب چشم مفاعلان ق آں چناں	گرچہ موا مفتعلن نیس کہ در	فق منند مفاعلان نشانش مفاعلن

بحروں کے نام مع ارکان	مثالیں	تقطیع			
فارسی اور اُردو کے اساتذہ کے کلام سے درج کی گئی ہیں۔ اُستاد مرحوم حضرت شاد نے اس زحاف کو اپنی غزلوں کے متعدد شعروں میں حشو میں استعمال کیا ہے۔ ملاحظہ ہو "میخانۂ الہام"۔					
۵۔ بحر رجز مطوی مخبون یا مطوی مسکن مخبون۔ دونوں کا اجتماع ایک شعر میں جائز ہے۔ مفتعلن مفاعلن مفتعلن مفاعلن یا مفعولن مفاعلن مفتعلن مفاعلن ۲ بار	ہے ناسخ قول ہے بجا حضرت میر و درد کا حسن بلائے چشم ہے نغمۂ بالِ گوش ہے (ناسخ) نوٹ: بحر رجز بلکہ تمام اُن بحروں میں جن کے آخر میں ارکان میں وتد مجموع ہے، سالم و مذال، مقطوع و احذ کے اجتماع سے وزن میں فرق نہیں آتا۔	ناسخ قو مفعولن حسن بلا	ل ہے بجا مفاعلن ئے چشم ہے	حضرت می مفتعلن نغمۂ با	ر و درد کا مفاعلن لِ گوش ہے

۵۔ بحر کامل

یہ بحر عربی زبان کے لئے خاص تھی لیکن شعرائے عجم نے بھی بعد میں اس بحر میں شعر کہنا شروع کیا اور پھر تو یہ بحر اس طرح مقبول ہوئی کہ اُردو میں بھی بکثرت رائج ہو گئی۔ زحافات پندرہ ہیں لیکن اُردو میں صرف اذآل اور اضمار کے زحافات مروج ہیں۔ فارسی میں وقص کا زحاف بھی مستعمل ہے۔ اُردو میں یہ بحر مثمن ہی مستعمل ہے۔ کمال کے معنی تمام ہونے کے ہیں اور اس کا

دائرہ اِس طرح بنایا گیا ہے کہ وہ تمام و کمال مستعمل ہے، اِس لئے اسے بحر کامل کہتے ہیں بعض کا قول ہے کہ چونکہ اِس بحر میں حرکات بہت ہیں، اِس لئے اسے کامل کہتے ہیں اور کوئی کہتا ہے کہ اِس بحر میں ضرب نَو طرح سے آتے ہیں جو اور کسی بحر میں نہیں آتے اِس لئے اسے کامل کہتے ہیں۔ اِس بحر میں اگر کسی جگہ متفاعلن سالم کی جگہ مستفعلن مضمر آ جائے تو جائز ہے اور اگر عروض یا ضرب میں سے ایک سالم اور ایک مذال ہو تو بھی روا ہے۔

بحروں کے نام مع ارکان	مثالیں	تقطیع			
١۔ بحر کامل مثمن سالم متفاعلن۔ آٹھ بار	؎ مجھے خوف ہے کہ لگا کے یہ لبِ راستے سرِ رہ پڑھے مرے رحم عالم کون سے مجھے بیچ کے گی خلا ملا (شاد عظیم آبادی)	مجھے خوف ہے متفاعلن مرے رحم عا	کہ لگا کے یہ متفاعلن لم کون سے	لبِ راستے متفاعلن مجھے بیچ کے	سرِ رہ پڑھے متفاعلن گی خلا ملا
٢۔ بحر کامل مثمن مذال۔ متفاعلن متفاعلن متفاعلان ٢ بار	؎ عجب اس کا کیا نہ سماؤں میں جو خیال دشمن و دوست میں وہ مقام ہوں کہ گذر نہیں وہ مکان ہوں کہ پتا نہیں (آتش)	عجبس ک کیا متفاعلن و مقام ہو	نہ سماؤ مے متفاعلن کہ گذر نہی	جخیال دش متفاعلن و مکان ہو	منو دوس میں متفاعلان کہ پتا نہیں
٣۔ بحر کامل مثمن مضمر متفاعلن مستفعلن متفاعلن مستفعلن ٢ بار (قلیل الاستعمال)	؎ نہ ہوئی کبھی یوں مجھ سے خفا نہ ہوا کرو مجھ پر خفا نہ دیا کرو تم کھایا نہ کیا کرو مجھ پہ جفا (طالب)	نہ ہوئی کبھی متفاعلن نہ دیا کرو	یوں مجھ سے خفا مستفعلن تم کھایا	نہ ہوا کرو متفاعلن نہ کیا کرو	مجھ پر خفا مستفعلن مجھ پہ جفا

بحروں کے نام مع ارکان	مثالیں	تقطیع			
(اجتماعِ سالم و مضمر)	بلغ العلیٰ بکمالہٖ کشف الدجیٰ بجمالہٖ حسنت جمیع خصالہٖ صلوا علیہ وآلہٖ (سعدیؒ)	بلغلعلی متفاعلن حسنت جمی	بکمالہی متفاعلن عُ خصالہی	کشفدجی متفاعلن صلو علے مستفعلن	بجمالہی متفاعلن ہ وآلہی

۶۔ بحرِ رمل

لغت میں رمل چٹائی بننے کو کہتے ہیں اور اس بحر میں اس طرح اوتاد، دو سببوں کے درمیان اور دو سبب دو وتدوں کے درمیان ہیں جس طرح کہ پتوں سے چٹائیوں کو بنتے ہیں، اس لئے اس بحر کو بحرِ رمل کہتے ہیں۔ بعض کا قول ہے کہ رمل ایک قسم کا سرود ہے اور وہ اس بحر میں خاص طور پہ زیادہ دل آویزی کے ساتھ آتا ہے لہٰذا اس بحر کو بحرِ رمل کہتے ہیں۔ کوئی کہتا ہے رمل اِرملان سے نکلا ہے اور اِرملان اونٹ کی تیز روی کو کہتے ہیں اور چونکہ اس بحر میں اسباب، اوتاد سے زیادہ ہیں اس لئے اس بحر کے اشعار تیزی سے پڑھے سکتے ہیں۔ بہرکیف! یہ بحر عربی، فارسی اور اردو تینوں زبانوں میں مستعمل ہے۔ اس بحر میں سالم ارکان کے ساتھ اردو میں بہت کم شعر کہے جاتے ہیں۔ اس کے فروع سولہ ۱۶ ہیں لیکن اردو میں زحافاتِ مستعملہ تسبیغ، تشعیث، حذف، خبن، شکل اور قصر ہیں اس بحر کی اصل فاعلاتن آٹھ بار ہے۔ یہ مثمن اور مسدس دونوں رائج ہے۔

بحروں کے نام مع ارکان	مثالیں	تقطیع			
۱۔ بحرِ رمل مثمن سالم۔ فاعلاتن آٹھ بار۔ اجتماعِ سالم و مسبغ جائز ہے (قلیل الاستعمال)	ہم ظفر ہیں اس پہ مفتوں خاک در سا زار و محزوں وہ دیوانہ مانے وہ یہ جانے یا نہ جانے (ظفرؔ)	ہم ظفر ہے فاعلاتن ور دیا نے	اس پہ مفتو فاعلاتن یا نہ مانے	خاکِ در سا فاعلاتن وہ یہ جانے	زار محزوں (فاعلیاتن) فاعلاتن یا نہ جانے

بحروں کے نام مع ارکان	مثالیں	تقطیع			
۲۔ بحرِ رمل مثمن مخبون۔ فعلاتن آٹھ بار۔ اگر صدر و ابتدا سالم آئیں تو کوئی مضائقہ نہیں۔ (قلیل الاستعمال)	؎ پیشِ دنیا یوں ہی بک بک عبث جان کھپائی نہ دیا منزلِ عقبیٰ کا مجھے رستہ دکھائی (ظفر)	پیشِ دنیا فعلاتن نہ دیا من	یُوں ہی بک بک فعلاتن زلِ عقبیٰ	ک عبث جا فعلاتن کا مجھے رس	ن کھپائی فعلاتن تہ دکھائی
۳۔ بحرِ رمل مثمن مقصور یا محذوف۔ فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلات یا فاعلن ۲ بار اجتماع قصر و حذف ایک شعر میں جائز ہے۔	؎ دیکھتا تھا جس طرف اپنا ہی جلوہ تھا عیاں میں نہ تھا دو چشمی کی اس آئینہ خانے میں تھا (شاد)	دیکھتا تا فاعلاتن مے نہ تا دچ	جس طرف اپ فاعلاتن شمی کی اس	نا ہی جلوہ فاعلاتن آئنہ خا	تا عیاں فاعلات نے مِ تا
۴۔ بحرِ رمل مثمن مخبون مقصور۔ فاعلاتن فعلاتن فعلاتن فعلات ۲ بار۔	؎ گرچہ انکا سا نہیں کوچۂ قاتل میں ہجوم لوٹے مارے ہوئے آہستہ ہیں دوچار ہنوز (اسیر)	گرچہ انکا فاعلاتن لوٹ مارے	س نہیں کو فعلاتن ہُوِ آہس	چۂ قاتل فعلاتن تہ ہیں دوچا	م ہجوم فعلات ر ہنوز
۵۔ بحرِ رمل مثمن مخبون محذوف۔ فاعلاتن فعلاتن فعلاتن فعلن ۲ بار۔ (عین کو زیر)	؎ یار کو میں نے مجھے یار نے سونے نہ دیا رات بھر طالعِ بیدار نے سونے نہ دیا (آتش)	یار کو مے فاعلاتن رات بھر طا	نے مجھے یا فعلاتن لعِ بیدا	ر نے سونے فعلاتن ر نے سونے	نہ دیا فعِلن نہ دیا

بحروں کے نام مع ارکان	مثالیں	تقطیع			
۶۔ بحر رمل مثمن مخبون مشعث مقصور۔ فاعلاتن فعلاتن فعلاتن فِعْلاں (عین ساکن) ۲ بار	؎ چتونوں سے نہ رہیں گے یہ سبھی انداز چشم بیمار کی ڈھونڈھو گے دوا میرے بعد (بجر)	چتونو سے فاعلاتن چشم بیما	نرہیں گے فعلاتن رکی ڈھونڈو	یہ سبھی فعلاتن گے دوا مے	انداز فِعْلان رے بعد
۷۔ بحر رمل مثمن مخبون مشعث محذوف۔ فاعلاتن فعلاتن فعلاتن فِعْلُنْ (عین ساکن) ۲ بار ۳+۵+۶+۷ چاروں کا اجتماع صحیح ہے۔ اگر صدر و ابتدا سالم یا کوئی ان میں سے مثل حشو کے مخبون آئے تو جائز ہے۔ اس بحر میں فعلاتن کو ہر جگہ تسکین اوسط سے مفعولن بنا لینا بھی درست ہے۔	؎ شاد ایسے میں نہ توڑا تھا بھلے کو میں نے پھول پر ہاتھ بڑھایا تھا کہ دل یاد آیا (شاد) ؎ نہ تڑپتے کشمکش زلف سے جان دیتے صدقہ دیتے ہیں جو رد بلا کرتے ہیں (بجر) ؎ پوچھا بھی ہے عبث حال خرابی وطن بجر ہی کا جب نہ ہے کیا فیض آباد رہا (بجر)	شاد ایسے فاعلاتن پول پہ ہا نہ تڑپتے کش فعلاتن صدقہ دیتے فاعلاتن پوچھا بی فاعلاتن بجر ہی کا جب	م نہ توڑا فعلاتن ت بڑھایا مکش زل فعلاتن ہ جو رد ہ عبث حا فعلاتن نہ ہے کا	تھ بھلے کو فعلاتن ت کہ دل یا ف سے جا فعلاتن د بلا کر ل خرابی فعلاتن فیض آبا مفعولن	مے نے فعلن د آیا ن دیتے فعلن تے ہیں فِعْلانْ ی وطن فعلن د رہا
۸۔ بحر رمل مثمن مشکول فَعِلاتُ فاعلاتن فعلاتُ فاعلاتن ۔ ۲ بار	؎ تجھے عندلیب نالاں ہو نجات گر قفس سے مرا تذکرہ بھی کرنا جو کبھی بہار آئے (شاد)	تجھ عند فعلاتُ مرتذکِ	لیب نالا فاعلاتن رہ بھ کرنا	ہ نجات فعلاتُ جو کبھی بہ	گر قفس سے فاعلاتن ہار آئے

بحروں کے نام مع ارکان	مثالیں	تقطیع		
۹۔ بحر رمل مسدس مقصور یا محذوف۔ فاعلاتن فاعلاتن فاعلات یا فاعلن۔ ۲ بار	چند روزہ زندگی کو کچھ نہ پوچھ خواب ہے لیکن پریشاں خواب ہے (شاد)	چند روزہ فاعلاتن خاب ہے لے	زندگی کو فاعلاتن کن پریشا	کچھ نہ پوچھ فاعلات خاب ہے فاعلن
۱۰۔ بحر رمل مسدس مخبون مقصور۔ فاعلاتن فعلاتن فعلات (عین کو زیر)۔ ۲ بار	کیا لگا دستِ دلآرام سے ہاتھ دل گیا ہاتھ سے اور کام سے ہاتھ (مومن)	کا لگا دس فاعلاتن دل گیا ہا	تد لا را فعلاتن تھ سے اور کا	م سے ہات فعلات م سے ہات
۱۱۔ بحر رمل مسدس مخبون محذوف۔ فاعلاتن فعلاتن فعلن (عین کو زیر)۔ ۲ بار	سر مرا کاٹ کے پچھتایئے گا کس کی پھر جھوٹی قسم کھایئے گا (وزیر)	سر مرا کا فاعلاتن کس کِ پھر جو	ٹ کِ پچھتا فعلاتن ٹی قسم کا	ئی گا فعلن ئی گا
۱۲۔ بحر رمل مسدس مخبون مشعث مقصور۔ فاعلاتن فعلاتن فعلان۔ (عین ساکن) ۲ بار	کہہ دوں میں بھی اگر اپنا احوال پھر کہو آپ کا ہو گیا احوال (مومن)	کہہ دُ مے بی فاعلاتن پر کہو آ	اگر اپنا فعلاتن پکا ہو گا	احوال فعلان احوال
۱۳۔ بحر رمل مسدس مخبون مشعث محذوف۔ فاعلاتن فعلاتن فعلن۔ ۲ بار (عین کو ساکن)	کب وہ سنتے ہیں کہانی میری اور پھر وہ بھی زبانی میری (غالب)	کب وُ سنتے فاعلاتن اور پر وہ	ہ کہانی فعلاتن بِ زبانی	میری فعلن میری

بحروں کے نام مع ارکان	مثالیں	تقطیع			
نمبر ۱۰، ۱۱، ۱۲، اور ۱۳ کا اجتماع ایک شعر میں جائز ہے۔ یعنی ان کے اجتماع سے بحر میں فرق نہیں آتا۔	؎ بیڑا کیسی ہے یہ اے ہوش و حواس آمدِ عشق ہے جاتے جاؤ (شادؔ)	بیڑا کیسی فاعلاتن آمدِ عش	ہ کی اے ہو فعلاتن ق وہ جاتے	ش و حواس فعِلات جاؤ (فعْلُن)	
	؎ مرنے والوں کو تری منتظری آخر اے روزِ قیامت کب تک (شادؔ)	مرنے والو فاعلاتن آخرِ اے رو	کُ تری من فعلاتن زِ قیامت	تظری فَعِلُن (عین متحرک) کب تک (فعلن) (عین ساکن)	

۱۔ بحرِ مضارع

اِس بحر کا اصلی وزن "مفاعیلن فاعِ لاتن مفاعیلن فاعِ لاتن" دو بار ہے ارکانِ سالم کے ساتھ یہ اُردو میں مستعمل نہیں۔ اِس بحر کے زحافات وہی ہیں جو مفاعیلن اور فاعِ لاتن کے جدا جدا مذکور ہو چکے ہیں۔ اُردو میں یہ بحر مسدس کی صورت میں مستعمل نہیں۔ اُردو میں جو بحریں استعمال میں ہیں وہی بحریں دی جاتی ہیں۔ مضارعت لغت میں مشابہت کے معنی میں لکھتے ہیں اور چونکہ اِس بحر کے پہلے رکن کو بحرِ ہزج سے مشابہت ہے، اِس لئے اسے مضارع کہتے ہیں۔ یہ خلیل کی رائے ہے اور بعض کہتے ہیں کہ اِسے بحرِ منسرح سے مشابہت ہے اِس لئے اسے مضارع کہتے ہیں۔

بحروں کے نام مع ارکان	مثالیں	تقطیع			
۱۔ بحر مضارع مثمن اخرب مکفوف مجبوب مفعول فاع لاتن مفعول فاع لاتن ۲ بار اس وزن میں اگر حشو میں فاع لاتن سالم کی جگہ مکفوف یعنی فاع لات اور بجائے مفاعیلن، مفاعیل آئے تو جائز ہے۔ اور اگر عروض و ضرب مسبغ آئیں تو بھی روا ہے۔	سہ مکتب میں عاشق کے پہلا یہی سبق ہے جو میں کہوں وہ باطل جو تو کہے وہ حق ہے (شاد) سہ بے عقل عشق میں جنگ زندگی بھی ہے ننگ اچھے نہیں ہیں یہ ڈھنگ، یہ گھر خراب ہوگا (بحر) سہ برقع میں کیا چھپے وہ جلوے جس کی یہ تاب رخسار تیرے پیارے ہیں آفتاب ماہتاب (تمیز)	مکتب م مفعول جو مے ک بے عقل مفعول اچھے چھن برقع م مفعول رخسار	عاشق کے فاعلاتن ہو وہ باطل عشق ہے جن فاعلاتن ہیں یہ ڈھن کا چھپے وہ فاعلاتن تیرے پیارے	پہلا ی مفعول جو تو ک گھول زند مفاعیل گ یہ گھر خ جلوے ج مفعول ہے آف	ہی سبق ہے فاعلاتن ہے وہ حق ہے گی سے ننگ فاعلیان راب ہوگا فاعلاتن لوے کی تاب فاعلیان تاب ماہتاب
۲۔ بحر مضارع مثمن اخرب مکفوف مقصور۔ مفعول فاع لات مفاعیل فاع لات۔ ۲ بار	سہ گلشن میں ارغواں ہوں لکھے ہے دل میں جلائے داغ اپنے تو دل نشیں نہیں پھر بھی ہولئے داغ (مؤمن)	گلشن م مفعول اپنے ت	لا رہے وہ فاع لات دل نشیں	کر کے دل م مفاعیل ہیں پھر بھی	جلائے داغ فاع لات ہولئے داغ
۳۔ بحر مضارع مثمن اخرب مکفوف محذوف۔ مفعول فاع لات مفاعیل فاع لن ۔ ۲ بار مقصور و محذوف کا	سہ کیا شوخیاں ہیں ابلق لیل و نہار کی جچتی نہیں ہے ران کسی شہسوار کی (برق)	کا شوخ مفعول جچتی نہ	یاں ہیں ابل فاع لات ہیں ہے ران	ق لیل و ن مفاعیل کسی شہس	ہار کی فاع لن وار کی

تقطیع				مثالیں	بحروں کے نام مع ارکان
رف کے پھول فاع لاتُ رزاق ہے فاع لن	و چار دِ ط مفاعیلُ ہ کی نحوش	ہ گمراہ فاع لاتُ لا ہی پڑا	کا کلثوم مفعولُ اس پر ک	سہ کا کلثوم ہے گمراہ و چار دن طرف کے پھول اس پر کھلا ہی پڑا ہے کی نحوست رزاق ہے (شادؔ)	ایک شعر میں اجتماع جائز ہے
گی حرام فاع لات راز کا فاع لن	کی زند مفعولُ عمرے دَ	ہے حیانے فاع لاتن رور شکوہ	خود نفس مفعولُ پر کا ض	سہ خود نفس ہے حیانے کی زندگی حرام پھر کیا ضرور شکوۂ عمرِ دراز کا	۴۔ بحر مضارع مثمن مکفوف مجبّق مقصور یا محذوف۔ مفعولُ فاع لاتن مفعولُ فاعلاتُ یا فاعلن۔ ۲ بار

۲۔ بحر منسرح

اس بحر کا بھی مسدس مروج نہیں۔ مثمن سالم کا اصلی وزن یہ ہے "مستفعلن مفعولاتُ مستفعلن مفعولاتُ" دو بار۔ ارکانِ سالم کے ساتھ اردو میں شعر نہیں کہے جاتے۔ زحافاتِ مستعملہ جدع، خبن، طے، کشف، نحر اور وقف ہیں۔ انسراح کے لغوی معنی آسانی اور روانی ہے اور چونکہ اس میں اسباب، اوتاد سے پہلے آتے ہیں اس لئے پڑھنے میں آسانی ہوتی ہے اور اس لئے اس بحر کو منسرح کہتے ہیں۔ وغیرہ وغیرہ۔

تقطیع				مثالیں	بحروں کے نام مع ارکان
					۱۔ بحر منسرح مثمن مستفعلن سالم، مفعولاتُ مطوی اور عروض و ضرب موقوف۔

بحروں کے نام مع ارکان	مثالیں	تقطیع			
مستفعلن فاعلات مستفعلن فا - ۲ بار (قلیل الاستعمال)	سے بیچے کہاں دل ہیں حال یعقوب کا ہے مقال جنسِ وفا کا ہے کال کنعاں میں ہٹتال[1] ہے (بحر)	بیچے کہا مستفعلن جنسے وفا	دل ہیں حال فاعلات کا ہے کال	یعقوب کا مستفعلن کنعاں مِ ہٹ	ہے مقال فاعلات تال ہے فاعلن
۲۔ بحر منسرح مثمن مستفعلن سالم، مفعولات مکسوف اور عروض و ضرب موقوف۔ مستفعلن فاعلن مستفعلن فاعلن ۲ بار (قلیل الاستعمال)	سے روتا ہوں شام و سحر گھٹتا ہے غم سے جگر بیدرد کچھ رحم کر میرا بُرا حال ہے (بحر)	روتا ہُشا مستفعلن بیدرد کچ	مو سحر فاعلن رحم کر	گھٹتا ہِ غم مستفعلن میرا بُرا	سے جگر فاعلن حال ہے
۳۔ بحر منسرح مثمن مطوی موقوف مفتعلن فاعلات مفتعلن فاعلات ۔ ۲ بار	سے بیٹھے تو پہلو میں یار کچھ تو ہو دل کو قرار تو جو گیا اے نگار صبر و تحمل کہاں (میر تجلی دہلوی)	بیٹھے تُ پہ مفتعلن تو جُ گیا	لو مِ یار فاعلات اے نگار	کچھ تُ ہُ دل مفتعلن صبر تحم	کو قرار فاعلات مل کہاں
۴۔ بحر منسرح مثمن مطوی مکسوف۔ مفتعلن فاعلن مفتعلن فاعلن ۲ بار	سے جان صداقت پہ دے صدق پہ فطرت تری زیست کی پروا نہ کر زیست ہے دامِ فنا (شاد)	جان صدا مفتعلن زیست کِ پر	قت پہ دے فاعلن وا نَ کر	صدق پہ فط مفتعلن زیست ہِ دا	رت تری فاعلن مے فنا

[1] ہٹتال - ہندی - بازار بند کرنا - اُردو میں ہڑتال لکھتے ہیں -

بحروں کے نام مع ارکان	مثالیں	تقطیع			
۵۔ بحر منسرح مطوی مجدوع یا منحور۔ مفتعلن فاعلات مفتعلن فاع یا فع ۔ ۲ بار ایک شعر میں مجدوع و منحور کا اجتماع جائز ہے۔ نوٹ: اگر شعر مطوی موقوف میں بجائے مطوی یعنی مفتعلن، مقطوع یعنی مفعولن لائیں تو جائز ہے اور بجائے مفتعلن، فاعلن لانا بھی روا ہے۔ اس وزن میں سامنے لکھے ہوئے ارکان بھی لاسکتے ہیں اور ان سب کا اجتماع جائز ہے ٭	دیتے ہیں جنتِ حیاتِ دہر کے بدلے نشہ بہ اندازۂ خمار نہیں ہے (غالبؔ) ٭ مفتعلن فاعلن مفاعلن فاعلن ٭ ٭ مفتعلن ٭ مفعولن ٭ ٭ فاعلات مفاعلن فاعلات مستفعلن فاعلن	دیتے ہیں جن مفتعلن نشۂ پان	نہ حیات فاعلات دازۂ خ	دہر کے بد مفتعلن مار نہی	لے فع ہے

۳۔ بحر مقتضب

یہ بحر بھی اردو میں مثمن ہی مستعمل ہے لیکن سالم ارکان کے ساتھ نہیں۔ اس کا اصلی وزن "مفعولات مستفعلن مفعولات مستفعلن" دو بار ہے۔ اس کے زحافات مستعمل طے اور عرج ہیں۔ اقتضاب لغت میں کاٹنے کو کہتے ہیں اور چونکہ یہ بحر، بحرِ منسرح سے بنی ہے، اس لئے اسے مقتضب کہتے ہیں۔ اختلاف صرف دونوں بحروں کی ترتیب میں ہے۔ وہ "مستفعلن" سے شروع ہے اور

یہ "مفعولات" سے۔ ارکان وہی مستفعلن اور مفعولات ہیں۔

بحروں کے نام مع ارکان	مثالیں	تقطیع			
بحر مقتضب مثمن مطوی۔ فاعلات مفتعلن فاعلات مفتعلن۔ ۲ بار (قلیل الاستعمال)	تجھ بغیر رشک پری کب خوش آئے سیر چمن گل وہ خار دل کے لیے دیتے ہیں زیادہ الم (سحر بدایونی)	تجھ بغیر فاعلات گل وہ خار	رشک پری مفتعلن دل کے لیے	کب خوش آئے فاعلات دیتے ہیں ز	سیر چمن مفتعلن یاد الم
۲۔ بحر مقتضب مثمن مطوی و مطوی مسکن۔ فاعلات مفعولن فاعلات مفعولن۔ ۲ بار۔ (قلیل الاستعمال) اس بحر میں اگر مفعولن کی جگہ مفعولان (ازج) بھی آئے تو جائز ہے اور اگر یہی حشو میں بھی آجائے تو مضائقہ نہیں بعض اہل عروض اس کو	سننے والے روتے ہیں ایسی نیند سوتے ہیں ان پہ نوحے پڑھتے ہیں اپنی وہ کہانی ہے (ناسخ)	سننے وال فاعلات ان پہ نوح	ے روتے ہیں مفعولن ے پڑھتے ہیں	ایسی نید فاعلات اپنی وہ ک	سوتے ہیں مفعولان ہانی ہے مفعولن
	حال اپنا ہمیں معلوم لیکن اس قدر یعنی ہم نے بارہا ڈھونڈھا تم نے بارہا پایا	حال اپنا فاعلات ہم نے بار	ہمیں معلوم مفعولان ہا ڈھونڈا مفعولن	لیکن اس ق فاعلات تم نے بار	در یعنی مفعولن ہا پایا

مزاحف مزوج لکھتے ہیں جیسا کہ میں نے بھی رمز العروض میں لکھ دیا ہے لیکن ایک حرف کو زائد کیوں سمجھئے بلکہ یوں سمجھئے کہ شطور کو مضاعف کر لیا گیا ہے اور ازج کے زحاف کی عروض و ضرب میں لانے کی قید بھی قائم رہ جاتی ہے۔ بعض اہل عروض مطوی مسکن کی جگہ مقطوع بھی لکھتے ہیں لیکن قطع کا زحاف عروض و ضرب کے ساتھ مخصوص ہے تو پھر اس کا حشو میں لانا کیوں کر درست ہو سکتا ہے۔ لہٰذا جب بات ایک ہی ہوتی ہے تو مطوی مسکن ہی کیوں نہ لکھا جائے کہ اصول کی پابندی بھی باقی رہے۔

۴۔ بحرِ مجتث

یہ بحر بھی مثمن ہی مروج ہے لیکن سالم الارکان نہیں ہیں۔ اس کا اصلی وزن "مس تفع لن فاعلاتن مس تفع لن فاعلاتن" دو بار ہے۔ اُردو میں عموماً زحافاتِ مستعملہ تسبیغ، حذف، خبن، اور قصر ہیں۔ اجتثاث کے لغوی معنی جڑ سے اکھاڑنا اور چونکہ یہ بحر، بحرِ خفیف سے نکالی گئی ہے اس لئے اسے مجتث کہتے ہیں۔ فرق یہ ہے کہ بحرِ خفیف میں پہلے فاعلاتن اور اس میں پہلے مس تفع لن ہے۔ ارکان وہی مس تفع لن اور فاعلاتن ہیں۔

بحروں کے نام مع ارکان	مثالیں	تقطیع			
۱۔ بحرِ مجتث مخبون۔ اگر عروض و ضرب مسبغ ہوں تو بھی جائز ہے۔ مفاعلن فعلاتن مفاعلن فعلاتن ۲ بار۔ (قلیل الاستعمال)	؎ خدا کے واسطے داد اس جنونِ شوق کی دینا کہ اُس کے در پہ پہنچتے ہیں نامہ بر سے ہم آگے (غالبؔ)	خدا کے وا مفاعلن کہ اُس کے در	سطے داد اس فعلاتن پہ پہنچتے	جنونِ شو مفاعلن ہ نامہ بر	ق کی دینا فعلاتن سِ ہم آگے
	؎ فراز کرتے ہیں صورت سے تیری دل کے جو خم ہیں نشاطِ عیش ہمارا ہے تو سرور ہمارا (آتشؔ)	فراز کر مفاعلن نشاطِ عے	تِ ہ صورت فعلاتن ش ہمارا	سِ تیری دل مفاعلن ہ تو سرو	کِ جو خم ہیں فعلیان ر ہمارا فعلاتن
۲۔ بحرِ مجتث مخبون، مخبون مقصور۔ مفاعلن فعلاتن مفاعلن فعلات ۲ بار	؎ نگہ وہ ترک کہ جس کی نہیں جفا کی پناہ اور اُس کی آنکھ وہ کافر کہ بس خدا کی پناہ (ذوقؔ)	نگہ و تر مفاعلن اور اُس کی آ	ک کہ جس کی فعلاتن کھ وہ کافر	نہیں جفا مفاعلن کہ بس خدا	ک پناہ فعلات ک پناہ

بحروں کے نام مع ارکان	مثالیں	تقطیع			
۳۔ بحرِ مجتث مخبون، مخبون محذوف۔ مفاعلن فعلاتن مفاعلن فَعِلن (عین کو زیر) ۲ بار	؎ خبر جو آمدِ پیری کی آ کے ضعف نے دی شباب لینے کو خود پیشتر روانہ ہوا (جلالؔ لکھنوی)	خبر جُ آ مفاعلن شباب لے	مدِ پیری فعلاتن نِ کو خُدپے	کِ آ کِ ضع مفاعلن شتر روا	فِ نے دی فَعِلن ن ہوا
۴۔ بحرِ مجتث مخبون مشعث مقصور۔ مفاعلن فعلاتن مفاعلن فعلان - ۲ بار	؎ پھنسے ہیں دامِ حوادث میں عاشق و معشوق قفس میں بند ہے بلبل گلاب شیشے میں (اسیرؔ)	پھنسے ہِ دا مفاعلن قفس مِ بن	مِ حوادث فعلاتن دِ ہِ بلبل	مِ عاشقو مفاعلن گلاب شی	معشوق فعلان شے میں
۵۔ بحرِ مجتث مخبون مشعث محذوف۔ مفاعلن فعلاتن مفاعلن فعلن (عین ساکن) ۲ بار	؎ جہاں میں مکتبِ حیرت سبق ہے چپ رہنا بڑا گناہ یہاں ہے الف سے بے کہنا (شادؔ)	جہا مِ مک مفاعلن بڑا گنا	تبِ حیرت فعلاتن ہ یہا ہے	سبق ہِ چپ مفاعلن الف سِ بے	رہنا فعلن کہنا
نمبر ۲+۳+۴+۵ کا اجتماع ایک شعر میں جائز ہے۔ اگر بحرِ مجتث میں بجائے "فعلاتن" "مفعولن" (تسکینِ اوسط) آئے تو جائز ہے۔	؎ سنی حکایتِ ہستی تو درمیاں سے سنی نہ ابتدا کی خبر ہے نہ انتہا معلوم (شادؔ)	سنی حکا مفاعلن نہ ابتدا	یتِ ہستی فعلاتن کِ خبر ہے	تُ درمیا مفاعلن نہ انتہا	سِ سنی فَعِلن معلوم (فعلان)
	؎ حضورِ داغِ سوزاں ہے آفتاب خجل اور اشک سے بھی ہے رنگِ شرابِ ناب خجل	حضور دا مفاعلن ار اشک سے	غِ سوزا مفعولن بِ ہِ رنگے فعلاتن	ہ آفتا مفاعلن شراب نا	بِ خجل فَعِلن بِ خجل

۵- بحرِ سریع

یہ بحر اُردو میں مسدس آتی ہے اور سالم ارکان کی صورت میں مستعمل نہیں ہے۔ اِس کا اصلی وزن "مستفعلن مستفعلن مفعولات" دو بار ہے۔ زحافاتِ مستعمل خبن۔ طے۔ کشف اور وقف ہیں۔ سرعت کے لغوی معنی جلدی کرنا اور اِس بحر کو اس لئے سریع کہتے ہیں کہ اس بحر میں اسباب اوتاد سے زیادہ ہیں اور اِس لئے اشعار کو جلد جلد پڑھ سکتے ہیں۔

بحروں کے نام مع ارکان	مثالیں	تقطیع			
۱- بحرِ سریع مسدس مکشوف مخبون- مستفعلن مستفعلن فعولن ۲ بار (قلیل الاستعمال)	؎ اے دل انجا زلفوں میں اُس صنم کی ہر چین اُس کی قید ہے ستم کی	اے دل انجا مستفعلن ہر چین اُس	زلفوں میں اُس مستفعلن کی قید ہے	صنم کی فعولن ستم کی	
۲- بحرِ سریع مسدس مطوی موقوف- مفتعلن مفتعلن فاعلات - ۲ بار	؎ سر پہ فلک ہو نہ کہ ہے کس کی خاک گرد اک اُٹھی ہے بیاباں سے آج (میر)	سر پہ فلک مفتعلن گرد اِک اُٹھ	ہو نہ کہ ہے مفتعلن ٹی ہ بیا	کس کی خاک فاعلات باں س آج	
۳- بحرِ سریع مسدس مطوی مکشوف- مفتعلن مفتعلن فاعلن - دو بار موقوف و مکشوف یعنی نمبر ۲،۳ کا اجتماع ایک شعر میں	؎ دیکھا دمِ نزع دلا رام کو عید ہوئی ذوق ولے شام کو (ذوق)	دیکھ دمے مفتعلن عید ہُ ئی	نزع دلا مفتعلن ذوق ولے	رام کو فاعلن شام کو	

بحروں کے نام مع ارکان	مثالیں	تقطیع			
جائز ہے اِس بحر میں اختیار ہے خواہ ایک رکن کو ساکن کیجئے خواہ دونوں ارکان کو۔ اب یہ چاہے ایک ہی مصرع میں ہوں یا دونوں میں۔ اگر مفتعلن کی جگہ مستفعلن سالم بھی ہو تو مضائقہ نہیں۔	ع پوچھ نہ کچھ مجھ سے کہ یہ کیا ہوا دل میرا تجھ پہ ہے شیدا ہوا (سحر بدایونی)	پوچھ نہ کچ مفتعلن دل مرا تج	جھ س کہ یہ مفتعلن پہ ہے شے مفعولن	کا ہوا فاعلن دا ہوا	
	یا مصرع ثانی:۔ دل میرا تجھ پہ شیدا ہوا	دل میرا مفعولن	تجھ پہ شے مفعولن	دا ہوا فاعلن	

۶۔ بحر خفیف

یہ بحر بھی اُردو میں مسدس ہی مستعمل ہے۔ فارسی میں مثمن بھی آتی ہے۔ اِس صورت میں "فاعلاتن مس تفع لن" چار بار لاتے ہیں۔ مسدس میں سالم ارکان یہ ہیں "فاعلاتن مس تفع لن فاعلاتن" دو بار۔ لیکن ارکان سالم میں شعر نہیں کہے جاتے۔ زحافات مستعملہ اُردو میں عموماً تشعیث، حذف، خبن اور قصر ہیں۔ اِس بحر کو خفیف اس لئے کہتے ہیں کہ تمام بحروں سے رواں اور زیادہ سبک بحر ہے۔ چونکہ وتد دو سببوں کے درمیان واقع ہے اس لئے ارکان میں روانی آگئی ہے اور بعض کا خیال ہے کہ یہ بحر تمام بحروں سے اس لئے سبک تر سمجھی جاتی ہے کہ جو زیادہ حرفوں کے مرکب نام اور بحروں میں نہیں آسکتے، وہ اِس میں آجاتے ہیں۔

بحروں کے نام مع ارکان	مثالیں	تقطیع		
۱- بحر خفیف مسدس مخبون فاعلاتن مفاعلن فاعلاتن یا فعلاتن یا مفعولن۔ عروض و ضرب میں تینوں صورتیں جائز ہیں۔ (قلیل الاستعمال)	سوزِ دل شرح گر کروں سرِ محفل دامنِ شمع تر کروں سرِ محفل (طالب)	سوزِ دل شر فاعلاتن دامنِ شم	ح گر کرو مفاعلن ع تر کرو	سرِ محفل فعلاتن سرِ محفل
۲- بحر خفیف مسدس مخبون، مخبون مقصور۔ فاعلاتن مفاعلن فعلات - ۲ بار	خاک میں بھی مجھے قرار نہیں کانِ سیماب ہے مزار نہیں (برق لکھنوی)	خاک میں بھی فاعلاتن کانِ سیما	مجھے قرا مفاعلن ب ہے مزا	ر نہیں فعلات ر نہیں
۳- بحر خفیف مسدس مخبون، مخبون محذوف۔ فاعلاتن مفاعلن فعِلن - ۲ بار (عین کی زیر)	زخم گر دب گیا لہو نہ تھما کام گر رک گیا روا نہ ہوا (غالب)	زخم گر دب فاعلاتن کام گر رک	گیا لہو مفاعلن گیا روا	نہ تھما فعِلن نہ ہوا
۴- بحر خفیف مسدس مخبون مشعث مقصور۔ فاعلاتن مفاعلن فعْلان - ۲ بار (عین ساکن)	دار پر فخر کر نہ اے منصور! ایسے کانٹے ہیں اپنے جنگل میں (بحر)	دار پر فخ فاعلاتن ایسے کانٹے	ر کر نہ اے مفاعلن ہ اپنِ جن	منصور فعلان گل میں (فعْلن)
۵- بحر خفیف مسدس مخبون مشعث محذوف۔ فاعلاتن مفاعلن فعْلن - ۲ بار (عین ساکن)	یا بڑھاپا ہے یا جوانی تھی عمر دو بول کی کہانی تھی (شاد)	یا بڑھاپا فاعلاتن عمر دو بو	ہ یا جوا مفاعلن ل کی کہا	نی تھی فعلن نی تھی

بحروں کے نام مع ارکان	مثالیں	تقطیع		
نمبر ۲، ۳، ۴، اور ۵ کا باہمی اجتماع جائز ہے اور اُردو میں بحر خفیف کے یہی اوزان زیادہ تر مستعمل ہیں۔ اگر اس بحر میں صدر و ابتدا دونوں مخبون ہوں تو مضائقہ نہیں اور اگر صدر و ابتدا میں ایک سالم اور ایک مخبون ہو تو بھی روا ہے۔	چشم بد دور فتنہ گروہ نگاہ ٹھیک تصویر ہے زمانے کی (شادؔ)	چشم بدد و فاعلاتن ٹھیک تصوی	رفتنہ گر مفاعلن رہے زما	و نگاہ فعلات نے کی (فعلن)
	اپنے گھر وہ تھے یا خدا کی ذات مَیں تھا اور لاکھ بدگمانی تھی (شادؔ)	اپنے گروہ فاعلاتن مے تاز لا	ت یا خدا مفاعلن ک بدگما	کی ذات فعلان نی تی (فعلن)
	شکنِ زلفِ عنبریں کیوں ہے نگہِ چشمِ سرمہ سا کیا ہے (غالبؔ)	شکن زل فعلاتن نگہے چش	ف عنبری مفاعلن م سُرم سا	کیوں ہے فعلن کا ہے
	شجرِ عشق کانٹے رکھتا ہے جڑ میں ٹہنی میں پتے میں پھل میں (میر علی اوسط رشکؔ)	شجر عشق فعلاتن جڑم ٹہنی	ق کانٹے رکھ مفاعلن م پتے مے	تا ہے فعلن پھل میں (فعلان)
	بے محل عاشقی سے در گذرے کہیں پرچہ لگے خبر گذرے (سحرؔ)	بے محل عا فعلاتن کہیں پرچہ (فعلاتن)	شقی سے در مفاعلن لگے خبر	گذرے فعلن گذرے

رُباعی

عربی میں ربع کے معنی کسی چیز کے چوتھے حصے کے ہیں اور رباعی کے معنی چار والے کے ہیں، اسی لیے چار مصرعوں والی نظم کو رباعی کہتے ہیں۔ دولت شاہ نے تذکرہ (۸۹۲ھ) میں اس کی یہی وجہ تسمیہ بیان کی ہے کہ "تا فضلا لفظ دو بیتی رانکو ندیدند، گفتند کہ چار مصراعی است، رباعی می شاید گفتن" خیام ص ۱۳ گ ب" لیکن محمد بن قیس رازی نے جس کی تالیف و تصنیف کا عہد ۶۱۴ھ سے حدود ۶۳۰ھ تک ثابت ہے اپنی مشہور تالیف المعجم فی معاییر اشعار العجم میں رباعی کے سلسلہ میں لکھا ہے کہ" اہل عرب اس کو رباعی اس لئے کہتے ہیں کہ بحر ہزج جس میں رباعی کہی جاتی ہے، چار اجزاء سے مرکب ہوتی ہے اور اس لئے اس وزن کا ایک مصرع عربی میں دو جز کا ایک شعر ہو جاتا ہے اور اس طرح چار مصرعوں میں چار شعر ہو جاتے ہیں" رازی کے اس بیان کی تائید معیار الاشعار سے بھی ہوتی ہے۔

یہ خیال اہل عرب کا تھا لیکن اہل فارس کے ہاں دو ہی شعر سمجھے جاتے تھے اور اس لئے اس کو دوبیتی بھی کہتے تھے۔ رباعی کو ترانہ، دوبیتی، جفتی اور چار مصراعی کہتے ہیں۔ محمد بن قیس رازی المعجم میں ذرا ذرا سے فرق سے اس کے حسب ذیل نام بتلاتے ہیں۔

"و بہ ہیچ وزن از اوزان مبتدع و اشعار مخترع کہ بعد از خلیل احداث کردہ اند بہ دل نزدیک تر و بہ دل آویزندہ تر ازیں نیست و بحکم آنکہ ارباب صناعت موسیقی بریں وزن الحان شیریں ساختہ اند و طرق لطیف کردہ و عادت چناں رفتہ است کہ ہرچہ ازآں جنس بر ابیات تازی سازند آں را قول خوانند و ہرچہ بر مقطعات پارسی باشد آں غزل گویند۔ اہل دانش ملفوظات ایں وزن را ترانہ نام کردند و شعر مجرد آں را دوبیتی خوانند و برائے آنکہ بنائے آں بر دو بیت بیش نیست مستعربہ آں را رباعی گویند۔ و ز بہر آنکہ بحر ہزج در اشعار عرب مربع الاجزا آمدہ است و پس ہر بیت را ازیں وزن دو بیت عربی باشد۔ لیکن بحکم

آنکہ زحافے کہ کردریں وزن مستعمل است دراشعار عرب نیامدہ است و در قدیم ہریں وزن شعر تازی نہ گفتہ اند واکنوں محدثان ارباب طبع برآں اقبالے تمام کردہ اند و رباعیات تازی در ہمہ بلاد عرب شایع و متداول گشتہ" صہ ۵۳ (قلمی در کتب خانۂ مؤلف)

اہلِ تذکرہ اور ارباب ادب دونوں اِس باب میں ہم زباں ہیں کہ رُباعی اتفاقیہ طور پر ایجاد ہو گئی۔ واقعہ مشہور ہے کہ چند لڑکے گولیاں کھیل رہے تھے کہ ایک خوش رو لڑکے کے مُنہ سے یہ جملہ موزوں نکلا "غلطاں غلطاں ہمی رود تا بن گو" پھر یہی ایک مصرع قرار پایا اور مطبوع طبع اور زبانِ زدِ خاص و عام ہو کر رواج پکڑ گیا۔

عروضی حیثیت سے رباعی کے اوزان بحر ہزج کے ساتھ مخصوص ہیں۔ رباعیوں میں صرف دسؔ ارکان مستعمل ہیں ایک مفاعیلن سالم اور باقی ۹ مضاحف۔ اِن ہی ارکان سے چوبیسؔ اوزان بنائے گئے ہیں۔ وہ دسؔ اوزان حسب ذیل ہیں:-

(۱) مفاعیلن - سالم - مخصوص بہ حشو -

(۲) مفاعلن - مقبوض - " "

(۳) مفاعیلُ - مکفوف - " "

(۴) مفاعلن - اشتر[1] یا مقبوض مجبق - مخصوص بہ حشو -

(۵) مفعولن - اخرم یا مجبق - مخصوص بہ صدر و ابتدا لیکن جب یہ صدر و ابتدا کے علاوہ حشو میں آئے گا تو مجبق کہیں گے اور صدر و ابتدا میں رہے گا تو اخرم۔ محقق طوسی اخرم کو صدر و ابتدا کے ساتھ مخصوص کرتے ہیں لیکن اخفش اس کو ہر جگہ جائز بتلاتے ہیں۔

---

[1] اگر صدر و ابتدا میں آئے گا تو اشتر کہیں گے کیونکہ شتر کا زحاف صدر و ابتدا کے لئے مخصوص ہے لیکن اگر یہ حشو میں آئے گا جیسا کہ رباعیوں میں مستعمل ہے تو اسے اصولاً مقبوض مجبق کہنا چاہئے!

(۶) مفعولُ[2] - اخرب یا مکفوف مجبق - اخرب مخصوص بہ صدر و ابتدا لیکن جب یہ حشو میں آئے گا تو مکفوف مجبق کہیں گے۔

(۷) فعولُ - اہتم مخصوص بہ عروض و ضرب۔

(۸) فعل - مجبوب " " "

(۹) فاع - ازل " " "

(۱۰) فع - ابتر[1] یا مجبق مجبوب " " "

---

[1] ابتر کے زحاف میں اہلِ فن کا اختلاف ہے۔ عموماً عروض کی کتابوں میں اس زحاف کو ابتر ہی لکھا گیا ہے لیکن قدر بلگرامی اس واسطے سے اختلاف ظاہر کرتے ہوئے یہ دلیل پیش کرتے ہیں کہ جب یہ زحاف اس رکن کے ساتھ مخصوص ہے جس کے آخر میں ایک سببِ خفیف ہو اور اس کے قبل وتد مجموع تو پہلے اس سبب کو گرا دینا اور پھر وتد مجموع کے ساکن حرف کو گرا کر متحرک دوم کو ساکن کر دینا، تو پھر یہ مفاعیلن میں کیونکر آسکتا ہے؟ اگر یہ تعریف صحیح ہے تو واقعی مفاعیلن میں جس کے آخر میں دو سبب خفیف ہیں یہ زحاف کیونکر آسکتا ہے؟ اور اگر یہ کہا جائے کہ آخر کے دونوں سبب خفیف کو گرا کر پھر وتد کے حرف ساکن کو گرانا اور متحرک دوم کو ساکن کرنا تو یہ زحاف فعولن میں نہیں آسکتا اور ابتر فروعِ فعولن میں موجود ہے۔ اہلِ فن کے غور کرنے کی بات ہے۔ میں اس مسئلہ میں قدر بلگرامی کا حامی ہوں۔ میں نے جہاں تک خیال کیا ہے عروض کی کتابیں لکھنے والوں نے صرف بہ تغیر الفاظ کتابوں کی عبارتیں نقل کر دی ہیں اور وہ بھی بے سوچے سمجھے۔ اگر کسی سے بہ مقتضائے بشریت کسی جگہ کوئی سہو ہو گیا ہے تو بعد کی تمام تصنیفوں میں وہ اسی طرح موجود ہے۔ دوسری بات یہ بھی ہے کہ غیر شاعر فنِ عروض کی باریکیوں کو نہیں سمجھ سکتا اور ایسے جن بزرگوں نے اس فن کے متعلق دوسری کتابوں سے نقل کر کے کچھ لکھا ہے وہ اور بھی مضحکہ خیز ہو گیا ہے۔ میں نہ کسی کا نام لینا چاہتا ہوں اور نہ میرا اشارہ کسی خاص کتاب کی طرف ہے بلکہ محض اظہارِ واقعہ مقصود ہے لیکن یہ عرض کر دینا ضروری ہے کہ غیر شاعر اگر اس فن پر کتاب لکھے گا تو اسے بہت زیادہ دشواریاں پیش آئیں گی اور شاید وہ ان دشواریوں کو آسانی سے حل بھی نہ کر سکے گا۔ کوئی فن ہو اس کو کچھ بہتر وہی سمجھ سکتا ہے اور سمجھا سکتا ہے جو اس کو جاننے والا ہو اور اس کو عملی جامہ پہنانے والا بھی ہو۔ — حمید عفی عنہ

[2] ۔ نوٹ متعلق حاشیہ [2] اگلے صفحہ پر

اِن مذکورۂ بالا دس زحافات میں چار یعنی فعولُن، فعَلْ، فاعْ، فعْ عروض و ضرب کے ساتھ مخصوص ہیں اور چار یعنی مفاعیلُن، مفاعلن، مفاعیلُ، فاعلن حشووں کے ساتھ لیکن دو یعنی مفعولُن اور مفعولُ صدر و ابتدا کے علاوہ حشو میں بھی آتے ہیں۔

اب رباعیوں کے ارکان کی ترتیب کے لئے ایک بات اور ذہن نشین کر لینی چاہئے کہ جس رکن کے آخر میں سبب ہو تو اُس کے بعد والے رکن کی ابتدا بھی سبب ہی سے ہونی چاہئے اور اگر رکن کے آخر میں وتد ہے تو اُس کے بعد والے رکن کی ابتدا بھی وتد ہی سے ہوگی "سبب پئے سبب است و وتد پئے وتد است" سبب کے بعد سبب اور وتد کے بعد وتد مثلاً اگر مفعولُ ہے تو اُس کے بعد کا رکن مفاعلن، یا مفاعیلُ یا مفاعیلن ہوگا اور اگر مفعولن ہے تو اُس کے بعد کا رکن فاعلن یا مفعولُ یا مفعولن ہوگا۔

ایک رباعی کے چاروں مصرعے اگر مختلف وزن میں ہوں تو جائز ہے اور درست۔ ایک ہی رباعی میں اخرم اور اخرب کا اجتماع بھی صحیح ہے لیکن مذکورۂ بالا دس ارکان کی پابندی ضروری ہے۔ صرف چار مصرعوں کے ہونے سے رباعی نہیں ہوتی جب تک کہ اوزانِ مقررہ

نوٹ متعلق حاشیہ ۱ میں نے غور کرنے کے بعد اس اختلاف کی وجہ یہ سمجھی ہے کہ بحتر اہل عرب کے ہاں قطع و حذف کا اجتماع ہے یعنی فعولن سے فع لیکن جب اہل عجم نے رباعیوں کے اوزان وضع کئے اور یہ اوزان اہل عرب کو بھی مطبوع ہوئے تو اُن لوگوں نے بھی اہل عجم کی تقلید کی چنانچہ مصنف "ترجیہ الوافی" لکھتے ہیں کہ "قال بن قیس فی حدائق العجم هو عند العجم اجتماع الجب مع الخرم" رباعی کے اوزان مفاعیلن سے اختراع کئے گئے اور اس کے زحافات میں فع موجود، لہٰذا اہل عجم نے اس کو جب و خرم کا اجتماع قرار دیا، ورنہ فع رباعی کے اوزان میں کیونکر آتا۔ پھر یہ اعتراض واقع ہوتا ہے کہ خرم صدر کے لئے خاص ہے اور فع رباعیوں میں عروض و ضرب میں آتا ہے۔ جواب یہ ہے کہ یہ رائے محقق طوسی کی ہے لیکن اخفش خرم کو شعر میں ہر جگہ جائز الاستعمال سمجھتے ہیں اور یہاں اخفش کی اتباع کی گئی ہے یا تو اِن دلائل کو تسلیم کیجئے یا رباعی میں اس زحاف کا دوسرا نام تجویز کیجئے! حمید عظیم آبادی

میں نہ ہو اور نہ اُسے قطعہ کہیں گے۔ رباعیوں کا اوزانِ مقررہ کے مطابق ہونا ضروری ہے رباعیوں کے مقررہ چوبیس ۲۴ اوزان میں بارہ ۱۲ اخرب ہیں اور بارہ ۱۲ اخرم لیکن اخرب کے بارہ ۱۲ اوزان میں آٹھ ۸ عام طور پر مستعمل ہیں اور اخرم کے بارہ ۱۲ میں صرف چار ۴۔

قدر بلگرامی اخرب اور اخرم کو غیر مجبق اور مجبق تحریر فرماتے ہیں اور عام اہل فن کی رائے سے اتفاق نہیں کرتے۔ مَیں اس جگہ اُن کا ہمنوا نہیں ہوں۔ نام شروع ارکان کے اعتبار سے اصولاً رکھے جاتے ہیں پھر مجبق لکھنا کیونکر درست ہو سکتا ہے؟ تجبیق حشو و عروض و ضرب کے لئے مخصوص ہے اور خرب و خرم ابتدا و صدر کے لئے تو پھر ابتدائے رکن کو چھوڑ کر بعد کے رکن کی مناسبت سے نام رکھنا، مَیں بھی مناسب نہیں سمجھتا۔ محقق طوسی سب کو اخرب ہی لکھتے ہیں اور قدر بلگرامی خود کو محقق کا مقلد لکھتے ہوئے بھی اس جگہ اُن کی تقلید نہیں کرتے۔ محقق اور قدر بلگرامی دونوں وہی تعریف تجبیق و خرم و خرب کی بیان کرتے ہیں تو پھر بعد کے ارکان کے خیال سے پہلے ارکان کو چھوڑ کر نام رکھنا کیونکر روا ہو سکتا ہے؟

اخرب	مثالیں مع اوزان	تقطیع			
(۱) صدر و ابتدا، اخرب دونوں حشو مکفوف، عروض و ضرب اہتم۔ (مستعمل)	مفعولُ مفاعیلُ مفاعیلُ فعولُ "اس جنش کو لازم ہے بڑی رات کہیں"	اس جنش مفعولُ	کو لازم ہ مفاعیلُ	بڑی رات مفاعیلُ	کہیں فعولُ
(۲) صدر و ابتدا اخرب حشو اوّل مقبوض دوم مکفوف، عروض و ضرب اہتم۔ (مستعمل)	مفعولُ مفاعلن مفاعیلُ فعولُ "سوتے ہیں کئی بہار حسرت میں خزاں"	سوتے ہم مفعولُ	کئی بہا مفاعلن	رِ حسرت م مفاعیلُ	خزاں فعولُ
(۳) صدر و ابتدا اخرب حشو اول سالم حشو دوم مکفوف مجبق، عروض و ضرب اہتم (قلیل الاستعمال)	مفعولُ مفاعیلن مفعولُ فعولُ "قد سرو ہے رخ گل ہے سنبل ہے دو زلف"	قد سرو مفعولُ	ہ رخ گل ہے مفاعیلن	سنبل ہ مفعولُ	دو زلف فعولُ

اخرب	مثالیں مع اوزان	تقطیع			
(۴) صدر و ابتدا اخرب، دونوں حشو مکفوف، عروض و ضرب مجبوب (مستعمل)	مفعولُ مفاعیلُ مفاعیلُ فعل "وہ لطف و عنایت وہ تلطف وہ کرم"	وہ لطفِ مفعولُ	عنایت و مفاعیلُ	تلطف و مفاعیلُ	کرم فعل
(۵) صدر و ابتدا اخرب، حشو اول مقبوض، حشو دوم مکفوف، عروض و ضرب مجبوب (مستعمل)	مفعولُ مفاعلن مفاعیلُ فعل "یہ رات کبھی بڑی کبھی دن ہے بڑا"	یہ رات مفعولُ	کبھی بڑی مفاعلن	کبھی دن ہ مفاعیلُ	بڑا فعل
(۶) صدر و ابتدا اخرب، حشو اول سالم، حشو دوم مکفوف مخنق، عروض و ضرب مجبوب (قلیل الاستعمال)	مفعولُ مفاعیلن مفعولُ فعل "آنکھیں ہیں گل نرگس، غنچہ ہے دہن"	آنکھے ہ مفعولُ	گلِ نرگس مفاعیلن	غنچہ ہ مفعولُ	دہن فعل
(۷) صدر و ابتدا اخرب، حشو اول مکفوف، دوم سالم، عروض و ضرب ازل۔ (مستعمل)	مفعولُ مفاعیلُ مفاعیلن فاع "میں تیری انہیں باتوں سے گھبراتا ہوں"	مے تیر مفعولُ	انی باتُ مفاعیلُ	سِ گھبراتا مفاعیلن	ہوں فاع
(۸) صدر و ابتدا اخرب، حشو اول مقبوض، دوم سالم، عروض و ضرب ازل (مستعمل)	مفعولُ مفاعلن مفاعیلن فاع "عاشق کو وہ منہ لگائیں یہ باتیں ہیں"	عاشق کُ مفعولُ	وہ منہ لگا مفاعلن	ئیں یہ باتے مفاعیلن	ہیں فاع
(۹) صدر و ابتدا اخرب، حشو اول سالم، دوم مخنق، عروض و ضرب ازل (قلیل الاستعمال)	مفعولُ مفاعیلن مفعولن فاع "اللہ پہ شاکر ہے بندہ ہر وقت"	اللاہ مفعولُ	پہ شاکر ہے مفاعیلن	بندہ ہر مفعولن	وقت فاع
(۱۰) صدر و ابتدا اخرب، حشو اول مکفوف، دوم سالم، عروض و ضرب مخنق مجبوب۔ (مستعمل)	مفعولُ مفاعیلُ مفاعیلن فع "ملتے نہیں دریا کے کنارے باہم"	ملتے نَ مفعولُ	ہ دریا کِ مفاعیلُ	کنارے با مفاعیلن	ہم فع

اخرب	مثالیں مع اوزان	تقطیع			
(۱) صدر و ابتدا اخرب حشو اول مقبوض دوم سالم عروض و ضرب مجبوب مجبوب (مستعمل)	مفعولُ مفاعلن مفاعیلن فع "سب گر گئے دانت آنسوؤں کی صورت"	سب گر گ مفعولُ	ے دانت آ مفاعلن	نسوؤں کی صو مفاعیلن	رت فع
(۲) صدر و ابتدا اخرب حشو اول سالم دوم مجبق عروض و ضرب مجبوب مجبوب (قلیل الاستعمال)	مفعولُ مفاعیلن مفعولن فع "دل جو جو مرادیں سن مانی مانگے"	دل جو جُ مفعولُ	مرادے سن مفاعیلن	مانی ما مفعولن	نگے فع

اخرم	مثالیں مع اوزان	تقطیع			
(۱) صدر و ابتدا اخرم حشو اول مکفوف مجبق حشو دوم مکفوف عروض و ضرب اہتم (قلیل الاستعمال)	مفعولن مفعولُ مفاعیلُ فعول "شورِ الفت سے ہے بھرا اپنا ضمیر"	شورے اُل مفعولن	فت سے ہ مفعولُ	برا اپ مفاعیلُ	ضمیر فعول
(۲) صدر و ابتدا اخرم حشو اول مقبوض مجبق دوم مکفوف عروض و ضرب اہتم (مستعمل)	مفعولن فاعلن مفاعیلُ فعول "آنکھیں پڑھتی ہیں قل ہو اللہ مدام"	آنکھ پڑھ مفعولن	تی ہ قل فاعلن	ہو اللہ مفاعیلُ	مدام فعول
(۳) صدر و ابتدا اخرم حشو اول ... حشو دوم مکفوف مجبق عروض و ضرب اہتم۔ (قلیل الاستعمال)	مفعولن مفعولن مفعولُ فعول "دل کا ار گن جب کو کہیں نکلیں یہ بول"	دل کا ار مفعولن	گن جب کو مفعولن	کہے نکلیں مفعولُ	یہ بول فعول
(۴) صدر و ابتدا اخرم حشو اول مکفوف مجبق دوم مکفوف عروض و ضرب مجبوب (قلیل الاستعمال)	مفعولن مفعولُ مفاعیلُ فعل "جینی پہ نہ بنتی تو جبیں برگِ سمن"	جینی پہ مفعولن	نہ بنتی ت مفعولُ	جبیں برگ مفاعیلُ	سمن فعل

اخرم	مثالیں مع اوزان	تقطیع			
(۵) صدر و ابتدا اخرم، حشو اول مقبوض مجبق، دوم مکفوف، عروض و ضرب مجبوب (مستعمل)	مفعولن فاعلن مفاعیلُ مفعل "لکھے مر سنی پڑھے خدا بیچ ہے شل"	لکھے مر مفعولن	سنی پڑھے فاعلن	خدا بیچ ہَ مفاعیلُ	شل مفعل
(۶) صدر و ابتدا اخرم، حشو اول مجبق، دوم مکفوف مجبق، عروض و ضرب مجبوب (قلیل الاستعمال)	مفعولن مفعولن مفعولُ فعل "زلفوں میں اُلجھو تو رستے نہ بنے"	زلفوں مے مفعولن	الجھو تو مفعولن	رستے نہ مفعولُ	بنے فعل
(۷) صدر و ابتدا اخرم، حشو اول مکفوف مجبق، دوم سالم، عروض و ضرب ازل (قلیل الاستعمال)	مفعولن مفعولُ مفاعیلن فاع "چنگ و بربط میں ہے کہاں یہ تاثیر"	چنگ و بر مفعولن	بط مے ہ مفعولُ	کہاں یہ تا مفاعیلن	ثیر فاع
(۸) صدر و ابتدا اخرم، حشو اول مقبوض مجبق، دوم سالم، عروض و ضرب ازل (مستعمل)	مفعولن فاعلن مفاعیلن فاع "کیا اوندھے منہ گرا سبو کے مانند"	کیا اوندھے مفعولن	منہ گرا فاعلن	سبو کے ما مفاعیلن	نند فاع
(۹) صدر و ابتدا اخرم، حشو اول و دوم مجبق، عروض و ضرب ازل (قلیل الاستعمال)	مفعولن مفعولن مفعولن فاع "ہنستے ہنستے دامن کر ڈالا چاک"	ہنستے ہں مفعولن	ستے دامن مفعولن	کر ڈالا مفعولن	چاک فاع
(۱۰) صدر و ابتدا اخرم، حشو اول مکفوف مجبق، دوم سالم، عروض و ضرب مجبق مجبوب (قلیل الاستعمال)	مفعولن مفعولُ مفاعیلن فع "ہوتا ہے مشہور رہے جو تنہا"	ہوتا ہے مفعولن	مشہور مفعولُ	رہے جو تن مفاعیلن	ہا فع
(۱۱) صدر و ابتدا اخرم، حشو اول مقبوض مجبق، دوم سالم، عروض و ضرب مجبق مجبوب (مستعمل)	مفعولن فاعلن مفاعیلن فع "بھائی سب ہیں برادرانِ یوسف"	بھائی سب مفعولن	ہیں برا فاعلن	درانِ یو مفاعیلن	سف فع

اخرم	مثالیں مع اوزان	تقطیع			
(۱۲) صدر و ابتدا اخرم حشو اوّل و دوم مجبق، عروض و ضرب مجبق مجبوب (قلیل الاستعمال)	مفعولن مفعولن مفعولن فع "بینائی آنکھوں میں نرگس کی بو"	بینائی مفعولن	آنکھوں مے مفعولن	نرگس کی مفعولن	بو فع

مندرجہ بالا اخرب کے بارہ اوزان کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اڑتالیس ارکان میں ایک رکن تو ہر مصرع کے شروع میں مشترک ہے، باقی چھتیس ارکان میں مفعول، فعل، فاع، اور فع تین مصرعوں کے آخر میں ترتیب وار آئے ہیں (۳ × ۴ = ۱۲) اب باقی چوبیس ارکان میں پہلے چھ مصرعوں میں مفاعیل چھ بار، مفاعلن دو بار، مفاعیلن دو بار اور مفعول دو بار ہیں۔ (۶+۲+۲+۲ = ۱۲)۔ اب بارہ ارکان میں آخری چھ مصرعوں میں مفاعیلن چھ بار، مفاعلن دو بار، مفاعیلُ دو بار اور مفعولن ۲ دو بار ہیں (۶+۲+۲+۲ =۱۲) بالاجمال چوبیس ارکان میں مفاعیلن آٹھ بار، مفاعیلُ آٹھ بار، مفاعلن چار بار، مفعول دو بار اور مفعولن بھی دو بار ہے (۸+۸+۴+۲+۲ = ۲۴)۔ پانچ ارکان یعنی مفاعیلن، مفاعلن، مفاعیلُ، مفعولُ اور مفعولن حشو میں مشترک ہیں۔ بارہ مصرعوں میں آٹھ کثیر الاستعمال ہیں اور چار قلیل الاستعمال۔

اسی طرح اخرم کے بارہ اوزان کے دیکھنے سے پتا چلتا ہے کہ اڑتالیس ارکان میں ایک رکن اخرب ہی کی طرح ہر مصرع کے شروع میں ہے۔ باقی چھتیس ارکان میں اخرب ہی کی طرح مفعول، فعل، فاع اور فع کا حال ہے اب رہے چوبیس ارکان تو اُن میں پہلے چھ مصرعوں میں مفاعیلُ چار بار، مفعولُ چار بار، فاعلن دو بار اور مفعولن دو بار ہیں (۴+۴+۲+۲=۱۲) اب آخری چھ مصرعوں میں مفاعیلن چار بار، مفعولن چار بار، فعولن دو بار اور فاعلن دو بار ہیں (۴+۴+۲+۲ = ۱۲)

اجمالاً چوبیس ارکان میں مفعولن چھ بار، مفعولُ چھ بار اور مفاعیلن چار بار، اور فاعلن چار بار ہیں (۶+۶+۴+۴+۴ = ۲۴)۔ پانچ ارکان اخرب کی طرح اخرم میں بھی مشترک ہیں یعنی مفعولن، مفعولُ، مفاعیلن، مفاعیلُ اور فاعلن۔ ان بارہ اوزان میں صرف چار کثیر الاستعمال ہیں اور آٹھ قلیل الاستعمال

اب ذرا اخرب اور اخرم کے چوبیسوں اوزان پر ایک نظر کیجیے! چھیانوے[۹۶] ارکان میں مفعولُ اور مفعولن بارہ[۱۲] بارہ[۱۲] بار صدر و ابتدا میں (۱۲ + ۱۲ = ۲۴)۔ فعولُ، فعَل، فاع اور فع عروض و ضرب میں چھ چھ بار (۶ × ۴ = ۲۴) اب رہے حشو کے چوبیس[۲۴] ارکان تو اُن میں مفاعیلن بارہ[۱۲] بار، مفاعیلُ بارہ[۱۲] بار، مفعولن آٹھ[۸] بار، مفعولُ آٹھ[۸] بار، مفاعلن اور فاعلن چار[۴] چار[۴] بار آئے ہیں (۱۲ + ۱۲ + ۸ + ۸ + ۴ + ۴ = ۴۸) (۲۴ + ۲۴ + ۴۸ = ۹۶)
بالجملہ چوبیس اوزان میں بارہ کثیر الاستعمال ہیں اور بارہ قلیل الاستعمال۔

رباعیوں کے دس ارکان کی تفصیل

ارکان	صدر و ابتدا	حشو	عروض و ضرب	اخرب یا اخرم	تعداد کل	
۱۔ مَفْعُوْلُ	۱۲ (اخرب)	۸	×	اخرب ۶ + اخرم ۲	۲۰	مخصوص بہ صدر و ابتدا و حشو
۲۔ مَفْعُوْلُنْ	۱۲ (اخرم)	۸	×	۶ + ۲	۲۰	
۳۔ مُفَاعِیْلُنْ	×	۱۲	×	۸ + ۴	۱۲	مخصوص بہ حشو
۴۔ مُفَاعِیْلُ	×	۱۲	×	۸ + ۴	۱۲	
۵۔ مُفَاعِلُنْ	×	۴	×	۴	۴	
۶۔ فَاعِلُنْ	×	۴	×	۴	۴	
۷۔ فَعُوْلُ	×	×	۶		۶	مخصوص بہ عروض و ضرب
۸۔ فَعَلْ	×	×	۶		۶	
۹۔ فاع	×	×	۶		۶	
۱۰۔ فع	×	×	۶		۶	
	۲۴	۴۸	۲۴		۹۶	

رباعی کے چوبیس[۲۴] اوزانِ مستعملہ

	اخرب			اخرم	
۱	مفعولُ مفاعیلُ مفاعیلُ فعولُ	کثیر الاستعمال	۱	مفعولن مفعولُ مفاعیلُ فعولُ	قلیل الاستعمال
۲	" مفاعلن " "	"	۲	" فاعلن " "	کثیر الاستعمال
۳	" مفاعیلن مفعولُ "	قلیل الاستعمال	۳	" مفعولن مفعولُ "	قلیل الاستعمال
۴	" مفاعیلُ مفاعیلُ فعل	کثیر الاستعمال	۴	" مفعولُ مفاعیلُ فعل	"
۵	" مفاعلن "	"	۵	" فاعلن " "	کثیر الاستعمال
۶	" مفاعیلن مفعولُ "	قلیل الاستعمال	۶	" مفعولن مفعولُ "	قلیل الاستعمال
۷	" مفاعیلُ مفاعیلن فاع	کثیر الاستعمال	۷	" مفعولُ مفاعیلن فاع	"
۸	" مفاعلن " "	"	۸	" فاعلن " "	کثیر الاستعمال
۹	" مفاعیلن مفعولن "	قلیل الاستعمال	۹	" مفعولن مفعولن "	قلیل الاستعمال
۱۰	" مفاعیلُ مفاعیلن فع	کثیر الاستعمال	۱۰	" مفعولُ مفاعیلن فع	"
۱۱	" مفاعلن " "	"	۱۱	" فاعلن " "	کثیر الاستعمال
۱۲	" مفاعیلن مفعولن "	قلیل الاستعمال	۱۲	" مفعولن مفعولن "	قلیل الاستعمال
	۱+۲+۴+۵+۷+۸+۱۰+۱۱= اخرب میں یہ آٹھ کثیر الاستعمال ہیں۔			۲+۵+۸+۱۱= اخرم میں یہ چار کثیر الاستعمال ہیں	

مستزاد

مستزاد کے لئے کوئی خاص بحر معین نہیں ہے مختلف بحروں میں مستزاد لکھتے ہیں۔

کبھی ایک ہی بار وہ اجزا لاتے ہیں اور کبھی دو بار۔ میر انشاء اللہ خاں نے ہر مصرع کے بعد پانچ بار رکن مستزاد نظم کیا ہے لیکن دو بار سے زیادہ خوش آئند نہیں معلوم ہوتا۔ مستزاد کے ٹکڑے زیادہ تر بحر ہزج اور بحر رمل یا اوزان مضاعف یعنی شانزدہ رکنی میں آتے ہیں۔ جس طرح صدر و ابتدا میں مخبون و سالم اور اخرب و اخرم کا اجتماع یا عروض و ضرب میں مخبون مقصور اور مخبون محذوف اور اثتم و مجبوب کا اجتماع جائز ہے، اُسی طرح مستزاد میں بھی، زحافات کو اُسی طرح سمجھنا چاہئے!

مستزاد کی ایک صورت تو یہ ہے کہ رکن مستزاد جُدا نہ کیا جائے اور دوسری صورت یہ ہے کہ کلمۂ مستزاد مصرع سے الگ ہو۔ کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ مستزاد کے ٹکڑے دوسری بحر کے بھی ہوتے ہیں اور پھر اُس کا التزام ہر مصرع میں ضروری ہو جاتا ہے لیکن خلط ایسے رکنوں کا کرنا چاہیئے جن کا اجتماع سامعہ نواز ہو۔

مستزاد کی مثالیں	تقطیع					
ہو کے خاکِ پا تا شادے تا جسے منظور ہو وہ خاکسار خاکِ رہ ہو خاکِ پا ہو یہ بھی ہو اور وہ بھی ہو اور کچھ نہ ہو (ظفر)	ہو کے خاک پ فاعلاتن خاک رہ ہو	ا تا شادے فاعلاتن خاک پا ہو	تا جسے من فاعلاتن یہ بھی ہو ار	ظور ہو وہ فاعلاتن وہ بھی ہو ار	خاکسار فاعلات کچھ نہ ہو	(فاعلن)
رس بھری آئی گھٹا تر کالی کالی بیچ متوالی ساون رنگ لگے زہر جاتِ جفا اُف کہاں دھیان گیا (شاد)	رس بھری ہا فاعلاتن سادلارن	ئی آکے فعلاتن گی نگک سے	تر کالی فعلاتن زہر جا	کالی فِعلن ت جفا فَعِلن	بیچ مت فاعلاتن اف کہا دا	والی فِعلن ن گیا فَعِلن

دیگر مستزاد کی مثالیں مع تقطیع اور مع اوزان حسبِ ذیل ہیں

سہ نالہ زن باغ میں ہو بلبلِ ناشاد نہیں، بند رکھ کام و زباں، کر نہ فریاد و بکا
ڈر یہی ہے کہ خفا ہو ستم ایجاد نہیں، باغباں دشمنِ جاں، گھونٹ ڈالے گا گلا

(شیخ محمد جان شاد)

نال زن با	غ مِ ہو بل	بلِ ناشا	د نہیں	بند رک کا	م و زباں	کر نہ فریا	دُ بکا
فاعلاتن	فعلاتن	فعلاتن	فعلات	فاعلاتن	فعلات	فاعلاتن	فعِلن
ڈر یہی ہے	کہ خفا ہو	ستمِ ا جا	د نہیں	باغباں دش	منِ جاں	گھونٹ ڈالے	گ گلا

سہ میں پھاند کے دیوار جو کل رات نہ جاتی، گنڈی نہ ہلاتی، جا کر نہ جگاتی، نیند اُس کو نہ آتی، جوبن کی وہ ماتی، تیوری نہ ملاتی
اور چٹکیوں میں میرے تئیں صبح اڑاتی، ہاتھوں پہ نچاتی، گاتی نہ بجاتی، کھانے کو نہ کھاتی، پھر تو نہ بلاتی، سُو سُو بلے گاتی

(میر انشاء اللہ خاں)

(تعریف کا گیت)

مے پاد	کِ دیوار	ج کل رات	نَ جاتی	گنڈی نَ	ہلاتی	جا کر نَ	جگاتی	نیدس کُ	نَ آتی	جوبن کِ	وُ ماتی	تیوری نَ	ملاتی
مفعول	مفاعیل	مفاعیل	فعولن	مفعولُ	فعولن	مفعولُ	فعولن	مفعولُ	فعولن	مفعولُ	فعولن	مفعولُ	فعولن
اور چٹک	یوں مے میرِ	تئی صبح	اڑاتی	ہاتو پہ	نچاتی	گاتی نہ	بجاتی	کھانے کُ	نہ کھاتی	پر تو نہ	بُلاتی	سُو سوہ	لِ گاتی

"قافیہ"

قافیہ، قفو یا قفا سے مشتق ہے جس کے معنی پیچھے آنے والے کے ہیں اور بعض کا خیال ہے کہ قافیہ (بہ قافِ مفتوح و فائے مکسور) اصل میں قافی اسم صفت فاعلی تھا جس کے لغوی معنی، پیچھے جانے والا ہے، جب وصفیت سے اسمیت کی طرف منتقل کیا گیا تو عربی قاعدے کے مطابق "ت" اُس کے آخر میں زیادہ کی گئی جیسے کافیہ، شافیہ لیکن شاعروں کی اصطلاح میں "چند حروف و حرکات کے مجموعہ کو (خواہ وہ مجموعہ بامعنی ہو یا بے معنی) قافیہ کہتے ہیں جس کی تکرار بہ الفاظ مختلف غیر مستقل طور پر بیت یا مصرع کے آخر میں ردیف سے قبل آئے اور اگر اُس بیت میں ردیف نہیں ہے تو قافیہ بیت یا مصرعوں کے آخر میں ہوگا۔ الفاظ مختلف غیر مستقل کی تکرار سے یہ مراد ہے کہ مختلف الفاظ خواہ لفظاً خواہ معناً یا بہر دو صورت غیر مستقلاً بار بار آئیں۔ اگر مستقل طور پر وہی لفظ مکرر آئے گا تو ردیف کہلائے گا۔

قافیہ کی تعریف میں علمائے فن کے مختلف خیالات ہیں۔ مفتاح میں سکاکی نے مختلف اقوال نقل کئے ہیں:

خلیل ابن احمد کا قول ہے کہ قافیہ کی حد، آخر بیت سے اس ساکن تک ہے جو اُس سے قبل اور نزدیک ہو اور اُس ساکن کے قبل کا متحرک بھی حروفِ قافیہ میں داخل ہے۔ اخفش کا خیال ہے کہ بیت کا کل کلمۂ آخر قافیہ میں داخل ہے اور بعض کے نزدیک صرف "حرفِ روی" قافیہ ہے۔ بہرکیف جداگانہ لفظیں جو صورت یا معنی یا دونوں کے اعتبار سے بار بار بدل کر ردیف سے قبل آتی ہیں، قافیہ کہلاتی ہیں۔ طویل بحثوں کو نظر انداز کر کے میں نے آسان سے آسان اور جامع ترین تعریف قافیہ کی عرض کر دی ہے۔

"حروفِ قافیہ"

حروفِ قافیہ نو ۹ ہیں لیکن ان میں اصل رَوی ہے اور اسی پر قافیہ کا دار و مدار ہے۔

چار حروف رَوی کے قبل اور چار بعد آتے ہیں اور وہ سب ذیل کے قطعہ میں مندرج ہیں:۔

قافیہ دراصل یک حرف است و ہشت آں را تبع ٭ چار پیش و چار پس، ایں مرکز آنہا دائرہ
حرف تاسیس و دخیل و ردف و قید آنگہ روی ٭ بعد ازاں وصل و خروج است و مزید و نائرہ

ایک جگہ یوں بھی منظوم ہیں:۔

نُہ حرف کہ در قافیہ گردد ظاہر ٭ باید کہ شوی ز نامِ ایشاں ماہر
تاسیس و دخیل و قید و ردف است و روی ٭ بعد از آں وصل و خروج است و مزید و نائرہ

رَوی:۔ روی مشتق از روا، رَوا اُس رسی کو کہتے ہیں جس سے اونٹ کا بوجھ باندھتے ہیں اور چونکہ شعروں کے قافیوں کا دار مدار اسی حرف پر ہے، اِس لئے اسے روی کہتے ہیں۔ بعض کا قول ہے کہ روی کے معنی رسی بٹنے والے کے ہیں اور جس طرح بٹنے والا رسی کے اجزائے منتشر کو ایک جگہ کرتا ہے، اُسی طرح روی بیتوں کو ایک جگہ کرتی ہے۔ اصطلاح میں قافیے کے حرف آخر و اصلی کو جو مکرر آتا ہے روی کہتے ہیں مثلاً خبر اور نظر کی "ر"۔ اگر روی کے علاوہ دوسرا حرف قافیے کا نہ ہو اور روی ساکن ہو تو اُسے مقید کہتے ہیں، جیسے دَر اور گھر کی "ر" اور اگر روی ساکن نہ ہو جیسے گھڑا اور لڑا کی "ڑ"، تو اُسے مطلق کہتے ہیں ان دونوں کی بھی دو دو قسمیں ہیں۔ اگر سوا روی کے اور کوئی حرف قافیہ نہ ہو تو اسے مجرد کہیں گے جیسے در، گھر، دم، خم، وغیرہ (مقید مجرد) اور لڑے، کھڑے وغیرہ (مقید مطلق) اور اگر روی کے علاوہ اور حروف قافیہ بھی ہوں تو اُس صورت میں اُسی حرف قافیہ سے اُسے موسوم کریں گے مثلاً مقید مردوف (ردف) یا مقید موسس (تاسیس) یا مقید موصولہ اور اسی طرح مطلق مردوف یا مطلق موسس یا مطلق موصولہ۔ اگر روی کے ساتھ حرف قید ہو تو اُسے بھی مردوف ہی کہتے ہیں اور اگر خروج و مزید و نائرہ بھی ہوں تو موصولہ ہی کہیں گے۔

محقق طوسی نے روی کی دو قسمیں اس طرح کی ہیں کہ ایک روی مفرد اور دوسرے

روی مضاعف اور ردف و وصل اور روی کی اِن دونوں قسموں کو قافیے کے لئے کافی سمجھا ہے۔

روی مفرد اور روی مضاعف : جب کسی لفظ کا حرف دوم ایک ہی ہو اور ساکن اور اس کے پہلے حرف کی حرکت بھی ایک سی ہو تو خواہ ایک لفظ میں چار یا پانچ حروف ہوں اور ایک میں صرف دو تو باہم قافیہ ہو سکتے ہیں ایسی روی مفرد کہلاتی ہے جیسے دل اور محفل وغیرہ اِس میں فعل، اسم یا حرف کی قید نہیں ہے۔ اگر حرف روی اور حرفِ مدّہ کے درمیان کوئی حرف ساکن ہو تو اُسے روی مضاعف کہتے ہیں جیسے چاند اور ماند کا نون۔ اِسی کو ردف زائد بھی کہتے ہیں۔

وہ چار حروف جو روی سے قبل آتے ہیں :-

۱۔ **تاسیس** : تاسیس کے لغوی معنی بنیاد رکھنا اور چونکہ حرف قافیہ کی بنیاد اسی سے شروع ہوتی ہے۔ اِس لئے اسے تاسیس کہتے ہیں اور وہ قافیہ جس میں حرف تاسیس ہو موسّس کہلاتا ہے۔ اصطلاح میں تاسیس وہ الف ساکن ہے کہ روی سے پہلے آئے اور اس الف و روی کے درمیان ایک حرفِ متحرک واسطہ ہو جیسے کامل اور عاقل کا الف۔

اگر مطلع میں حرف تاسیس کی قید کر لی گئی ہے تو باقی شعروں میں اُس کا التزام ضروری ہے یعنی اگر مطلع میں عاقل اور کامل قوافی نظم کئے گئے ہیں تو پھر دل اور محمل کو قافیہ نہیں بنانا چاہئے اور اگر مطلع میں قاتل و بسمل قوافی آئے ہیں تو پھر بعد کے شعروں میں تاسیس کی قید نہیں کی جائے گی۔ شعرائے عجم نے اس رعایت کو مستحسن سمجھا ہے اور شعرائے عرب نے واجب قرار دیا ہے۔

۲۔ **دخیل** : دخیل کے لغوی معنی بیچ میں آنے والا اور چونکہ دخیل حرف تاسیس اور روی کے درمیان میں ہے اِس لئے اسے دخیل کہتے ہیں۔ اصطلاح میں دخیل وہ حرف متحرک ہے جو تاسیس اور روی کے درمیان میں ہو مثلاً کامل اور شامل کا میم۔ حرفِ دخیل کا تغیر

درست ہے یعنی باطل کا قافیہ ساحل یا کامل وغیرہ۔

۳- ردف: لغت میں ردف کے معنی کسی کے پیچھے پیچھے آنا اور چونکہ ردف حرف روی کے ساتھ ساتھ ہے اس لئے اسے ردف کہتے ہیں۔ اصطلاح میں روی کے قبل حروف[1] مدہ میں سے کوئی حرف اگر بغیر کسی واسطے کے ہے تو اسے ردف کہتے ہیں مثلاً نار اور غار کا الف، یا دور اور نور کا واؤ یا تیر اور جیر کی یا۔ اگر حرف روی اور حرف مدہ کے درمیان کوئی حرف واسطہ ہو تو اسے ردفِ زائد کہیں گے مثلاً چاند اور ماند کا نون یا دوست اور پوست کا سین یا شیفتہ اور فریفتہ کی "ف"۔ اختلاف ردف جائز نہیں ہے لیکن شعرائے عرب کے ہاں جائز ہے۔

ردفِ زائد کے لئے چھ حروف مخصوص ہیں اور وہ یہ ہیں:-

"خا و را و سین و شین و فا و نون"

۴- قید: لغت میں قید کے معنی بیڑی، کتاب کا شیرازہ یا شکنجہ لیکن اصطلاح میں حروفِ مدہ کے علاوہ جو حرف بغیر کسی حرف واسطہ کے روی کے پہلے آئے اُسے حرف قید کہتے ہیں مثلاً رزم اور بزم کی "ز"۔ اگر حرف ردف کی حرکتِ ماقبل موافق نہ ہو یعنی واؤ کے پہلے پیش نہ ہو بلکہ زبر ہو تو وہ حرف مدہ نہیں ہے اس لئے وہ ردف بھی نہیں بلکہ حرف قید ہے جیسے جوَر اور غوَر یا خیَر اور غیَر وغیرہ۔ عربی میں حروف قید بہت ہیں لیکن فارسی میں دس حروف ہیں اور اُردو میں فارسی ہی کا تتبع کیا گیا ہے۔

؎ در عجم دان دہ حروف قید یعنی با و خا ⁂ را و زا و سین و شین و غین و فا و نون و ہا

---

[1] الف ساکن اور اس کے پہلے حرف کو زبر یا واؤ ساکن اور اس کے پہلے حرف کو پیش یا یائے ساکن اور اس کے ماقبل زیر، مثلاً نار۔ غار۔ نور۔ طور (واؤ معروف) جور۔ شور (واؤ مجہول) دیر۔ بیر (یائے مجہول) تیر۔ جیر (یائے معروف)

ایک اور جگہ ان ہی دس حرفوں کو اس طرح نظم کیا ہے:-

باؤ خاؤ سینؔ و شینؔ و راؤ زا ٭ غینؔ و فاؤ نونؔ و ہا گفتم ترا

بعض اہل فن نے بارہ حروفِ قید مقرر کئے ہیں اور وہ یہ ہیں:-

حرف قید اندر زبانِ پارسی ٭ دہ دو بالا ہشت بشنو اے فتا

باؤ خاؤ راؤ زاؤ سینؔ و شینؔ ٭ غینؔ و فاؤ نونؔ و واؤ و ہاؤ یا

اختلاف حرف قید کو اساتذہ نے روا رکھا ہے لیکن یہ اختلاف مستحسن نہیں۔ احتیاط بہتر ہے۔

وہ چار حروف جو روی کے بعد آتے ہیں

۱۔ وصل: وصل کے لغوی معنی ملنا اور اصطلاح میں اُس حرف کو کہتے ہیں جو بلا فصل روی کے بعد آئے اور علیحدہ کوئی کلمہ نہ ہو، ورنہ ردیف میں شمار ہوگا مثلاً پکارا اور اُتارا کا آخری الف۔

حرف روی اور حرف وصل کی پہچان یہ ہے کہ وصل کے حذف سے لفظ بامعنی رہتا ہے اور حذفِ روی سے مہمل ہو جاتا ہے۔ فارسی میں حرف وصل دس ہیں۔

دہ بود وصل فارسی گورا ٭ الفؔ و دالؔ و کافؔ و ہاؤ یا

حرفؔ جمع و اضافتؔ و مصدر ٭ حرفؔ تصغیر و رابطہ است دگر

سید مظفر علی اسیر روضۃ القوافی میں تحریر فرماتے ہیں کہ "در فارسی دہ حرف نوشتہ اند کہ درایں بیت جمع اند۔

ہم الفؔ ہم دالؔ و تاؤ یاؤ سینؔ ٭ میمؔ و کافؔ و نونؔ و ہاؤ حرف شینؔ

"شاید کہ زیادہ ازیں ہم باشد"۔ اختلافِ وصل قطعاً ناجائز ہے۔

۲۔ خروج۔ خروج لغت میں باہر آنے کو کہتے ہیں اور اصطلاح میں وہ حرف ہے کہ جو حرف وصل کے بعد بلا فصل آئے جیسے پکاروں اور اُتاروں کا نونؔ۔

۳- مزید: لغت میں مزید کے معنی زیادہ کئے ہوئے کے ہیں اور اصطلاح میں وہ حرف جو بعد خروج بلا فصل آئے جیسے بچائے اور مچائے کی یائے مجہول۔

۴- نائرہ: نائرہ کے لغوی معنی دور بھاگنے والا اور چونکہ نائرہ قافیے میں سب سے آخر میں ہوتا ہے اس لئے اسے نائرہ کہتے ہیں اور اصطلاح میں وہ حرف جو مزید کے بعد بلا فصل آئے جیسے بچائیں اور مچائیں کا نون۔ (یچ، حرف رقی۔ الف، حرف وصل ہمزہ (ئ)، خروج۔ یا، مزید اور نون، نائرہ) حرف نائرہ کے بعد جو حرف آئے اس کا شمار ردیف میں ہوگا۔ رقی اور اس کے بعد جتنے حروف قافیہ ہیں ان کا اختلاف قطعاً ناجائز ہے۔

بعض قافیے ایسے بھی ہیں کہ جن میں نہ تاسیس و دخیل ہیں اور نہ ردف و قید لیکن پھر بھی علم قافیہ میں ان کا کوئی خاص نام نہیں رکھا گیا ہے، مثلاً رحمت، زحمت یا سلام، کلام وغیرہ۔ اسی لئے محقق طوسی نے حرف ردف و وصل اور روی مفرد اور روی مضاعف کو ضروری تصور کیا ہے۔ ان قافیوں میں "ت" اور "میم" کو حرف روی سمجھنا چاہئے، ورنہ اگر "ح" اور "میم" یا "لام" اور "الف" کا کوئی خاص نام رکھ دیا جاتا اور کسی طرح کی قید بند لگا دی جاتی تو قافیے بہت ہی محدود ہو جاتے اور پھر کلام کا قافیہ کام وغیرہ نہیں ہو سکتا تھا۔

حرکاتِ قافیہ

حرکاتِ قافیہ وہ حرکتیں ہیں جو حروفِ قافیہ سے تعلق رکھتی ہیں اور وہ چھ ہیں:

ع رسّ و اشباعؔ و حذوؔ و توجیہؔ است ... باز مجریؔ شمار و بازنفاذؔ

۱- رس: رس کے لغوی معنی ابتدا کرنا اور اصطلاح میں حرف تاسیس کے قبل کی حرکت کو رس کہتے ہیں۔ جیسے کامل اور شامل میں کاف اور شین کی حرکت۔

۲- اشباع: اشباع کے لغوی معنی اسیر کرنا اور اصطلاح میں حرف دخیل کی حرکت کو

اشباع کہتے ہیں مثلاً چادر اور مادر میں دال کا زیر یا خاطر اور شاطر میں "ط" کا زیر یا تغافل اور تجاہل میں فا اور ہا کا پیش۔ اختلاف اشباع ناجائز ہے لیکن جب حرف روی متحرک ہو جائے تو جائز ہے۔

۳۔ حذو: لغوی معنی دو چیزوں کا برابر کرنا لیکن اصطلاح میں ردف و قید کے قبل کی حرکت کو حذو کہتے ہیں۔ اختلاف حذو جائز نہیں۔ جب روی متحرک ہو جاتی ہے تو جائز سمجھتے ہیں لیکن اختلاف حذف، ردف کے ساتھ قطعاً ناجائز ہے مثلاً نور (بالضم) کا قافیہ غَور (بالفتح) درست نہیں۔

۴۔ توجیہہ: لغوی معنی مُنہ پھیرنا اور اصطلاح میں روی ساکن کے قبل کی حرکت کو توجیہہ کہتے ہیں جیسے دَم اور خم میں دال اور خے کی حرکت۔ اس کا اختلاف بھی ناجائز ہے لیکن جب روی حرفِ وصل سے مل کر متحرک ہو جائے مثلاً کٹی اور مٹی۔ اس صورت میں اسے توجیہہ نہیں بلکہ حرکت ماقبلِ روی کہیں گے۔ ناسخ فرماتے ہیں:۔

مجھ کو خوش چشموں سے رم مثلِ غزالِ جستہ ہے — دام گیسو سے گریزاں اب دلِ وارستہ ہے

صبح اُٹھ کر آئینہ دیکھا تو یہ کہنے لگا — صاف اس سے تو ہمارا چہرۂ ناشستہ ہے

سبزۂ خط نے یہ بدلا ہے لبِ جاناں کا رنگ — پیش ازیں عناب جو تھا اب وہ مغزِ پستہ ہے

لیکن کٹنا اور مٹنا قوافی نہیں ہو سکتے کیونکہ ان میں "ٹ" حرف روی ہے اور وہ ساکن ہے اور نون حرفِ وصل ہے۔ اِس نکتے کو ملحوظ خاطر رکھنا چاہئے!

۵۔ مجریٰ: لغوی معنی جاری ہونے کی جگہ اور اصطلاح میں حرف روی کی حرکت کو مجریٰ کہتے ہیں جیسے رٹے اور پڑے میں "ڑ" کی حرکت۔ اس کا اختلاف بھی درست نہیں۔

۶۔ نفاذ: لغوی معنی فرمان کا جاری ہونا اور اصطلاح میں حرف وصل و خروج و مزید کی حرکت کو نفاذ کہتے ہیں۔ اس کا اختلاف بھی ناجائز ہے۔

عیوبِ قافیہ

عیوبِ قافیہ بھی چھ ہیں: غلُو، تعدّی، اقوا، اکفا، سناد، ایطا۔

۱۔ غلو: اگر ایک مصرع میں رَوی ساکن ہو اور دوسرے میں متحرک تو اس عیب کو غلو کہتے ہیں مثلاً ؎

نہ پوچھ مجھ سے رکھتا ہے اضطراب جگر — نہیں ہے مجھ کو خبر دل سے لے کے تابہ جگر

(اس مطلع کے مصرعۂ اولیٰ میں "ب" ساکن اور دوسرے میں متحرک ہے)

۲۔ تعدّی: حرفِ وصل ایک مصرع میں ساکن اور دوسرے میں متحرک ہو تو تعدی ہے لیکن سکاکی نے تعدی کو اس صورت میں عیوبِ قافیہ میں شمار کیا ہے جب یہ مخلِ وزن ہو لیکن فارسی اور اُردو میں یہ بہر حال عیب ہے۔

۳۔ اقوا: اختلافِ حذو (حرکت ماقبلِ ردف وقید) اور اختلافِ توجیہہ (حرکت ما قبل رویِ ساکن) کو اقوا کہتے ہیں جیسے طوَل اور ہوْل (اختلاف حذو) یادشت اور زشت وغیرہ اور اختلاف توجیہہ جیسے دِل اور بُلبُل وغیرہ۔

؎ محبت نے یہ چاشنی اُور دی — کہ میرے تئیں جیتے جی گُور دی

اُور کا قافیہ گُور (اختلاف حذو)

؎ یاد ہے شادی میں بھی ہنگامۂ یارب مجھے — سبحۂ زاہد ہوا ہے خندہ زیرِ لَب مجھے
(بالفتح لام)

دل لگا کر آپ بھی غالب مجھی سے ہو گئے — عشق سے آتے تھے مانع میرزا صاحِب مجھے
(بالکسر حائے حطی)

لَب کا قافیہ صاحِب (اختلاف توجیہہ)

لیکن اگر لغت کا خیال نہ کیا جائے اور فصحا کے لہجے کو پیشِ نظر رکھا جائے یعنی صاحَب بالفتح حائے حطی پڑھا جائے تو صحیح ہے۔

اختلاف اشباع یعنی حرف دخیل کی حرکت کا بدلنا بھی ناجائز ہے مثلاً کامِل کا

قافیہ کا کل ۔

۴ - اکفا : اختلافِ حرف روی کو اکفا کہتے ہیں ۔

(الف) اگر بعید المخرج حرف سے بدلیں تو اکفا ہے جیسے قلق کا قافیہ فلک

(ب) اگر قریب المخرج حرف سے بدلیں تو اجازہ کہیں گے جیسے خاص کا قافیہ ساس ۔

(ج) اگر خلاف تلفظ یا خلاف لغت حرف سے بدلیں تو اس کو تحریف روی کہتے ہیں مثلاً ناز کو ناج تلفظ کرنا اور راج کو قافیہ بنانا ۔

۵ - سناد : اختلاف ردف و قید کو سناد کہتے ہیں مثلاً ناز اور نور یا کاشت اور راست یا صبر و قہر وغیرہ ۔

۶ - ایطا : کلمۂ آخر متحد المعنی کی تکرار کو ایطا کہتے ہیں اس کی دو قسمیں ہیں :

۱ - ایطائے خفی ۲ - ایطائے جلی

(الف) ایطائے خفی : ایطائے خفی وہ ہے کہ جس میں اس کلمۂ آخر متحد المعنی کی تکرار بظاہر معلوم نہ ہو مثلاً دانا اور بینا یا حیراں و سرگرداں یا آب و گلاب وغیرہ ۔

دیکھے گر چشم تری اے گلِ شاداب حباب شرم کے مارے وہیں بحر میں ہو آب حباب

الف و با کی تکرار زیادہ نمایاں نہیں ہے اس لئے بعض اہلِ فن نے اس کو جائز قرار دیا ہے لیکن احتیاط بہتر ہے ۔

(ب) ایطائے جلی : ایطائے جلی وہ ہے جس میں اس کلمۂ آخر متحد المعنی کی تکرار صاف ظاہر ہو مثلاً دردمند اور حاجت مند میں کلمہ "مند" یا "جانا" اور "رونا" میں "نا" یا "ستمگر اور کارگر" میں "گر" ۔ اگر ان کلموں کو علیحدہ کر دیں تو قافیے باقی نہیں رہ سکتے لیکن اگر لفظِ واحد کو مختلف معنی میں استعمال کریں تو قطعاً عیب نہیں بلکہ داخلِ صنعت ہے مثلاً ؎

آبداری سے جو ملو لعل تر آیا وہ گلا رشک کی برف سے کیا جسمِ صراحی کا گلا

گلا دو جگہ دو معنوں میں آیا ہے ، اس لئے داخلِ صنعت ہے ۔

مذکورۂ بالا عیوب کے علاوہ قافیۂ معمولہ کی تکرار کو بھی بعض نے عیوب میں داخل کیا ہے لیکن درحقیقت یہ ایک قسم کی صنعت ہے۔ اس کی دو قسمیں ہیں :

۱۔ ترکیبی ۲۔ تحلیلی

۱۔ ترکیبی وہ ہے کہ ایک کلمے کے ساتھ دوسرا کلمہ بڑھا کر قافیہ بنائیں مثلاً پروانہ ہوا، دیوانہ ہوا، اور اچھا نہ ہوا ؎

دیوانہ بنانا ہے تو دیوانہ بنا دے ورنہ کہیں تقدیر تماشا نہ بنا دے

۲۔ تحلیلی وہ ہے کہ ایک لفظ کے دو ٹکڑے کریں، پہلے کو داخلِ قافیہ کریں اور دوسرے کو ردیف میں شامل کریں مثلاً ڈرتے اور برسے ؎

گلے لپٹے ہیں وہ بجلی کے ڈر سے الٰہی یہ گھٹا دو دن تو برسے

الف کا عربی کے الفِ مقصورہ کے ساتھ جسے بصورت یا (ی) لکھتے ہیں۔ قافیہ کرنا جائز ہے مثلاً لیلیٰ، موسیٰ اور صحرا، دریا وغیرہ۔ اس صورت میں ایسے الفاظ کو اردو کے املا کے مطابق الف سے لکھتے ہیں مثلاً : ؎

؎ نہ سہی چارہ گر کا جو گریباں نہ سہی مژدہ اے عشق کہ ہے دامنِ صحرا باقی

؎ جلوۂ یار ابھی تک وہی عالم ہے ترا شجرِ طور سلامت ہے نہ موسیٰ باقی

ہائے مختفی کو بھی اسی طرح الف کے ساتھ قافیہ کرنا درست ہے اور ایسے الفاظ کو اردو ہی کے املا کے مطابق لکھنا بہتر ہے مثلاً سینہ اور جینا :

؎ نگہ کی برچھیاں جو سہ سکے سینا اسی کا ہے ہمارا آپ کا جینا نہیں جینا اسی کا ہے

لیکن فارسی ترکیب کے ساتھ اس املا سے لکھنا درست نہیں۔

زکوٰۃ وصلوٰۃ کو حیات وممات کا قافیہ بنا سکتے ہیں۔ تنوین کو بھی بصورت نون قافیہ کرنا درست ہے مثلاً فوراً کا قافیہ گلشن[1] صحیح ہے۔

---

[1] سُرمہ کا قافیہ محمدؐ۔ مرزا دبیر مغفور کہتے ہیں اس جمال پر سب کو رکے وسن ہ، صلوا علی النبیؐ و آلِ محمدؐ

بہ اعتبارِ تلفظ واو معدولہ کا کوئی شمار نہیں، اس لئے حروف و حرکاتِ قافیہ پر اس کا کوئی اثر نہیں پڑتا، لہٰذا خواب کا قافیہ باب درست ہے۔ مختصر یہ کہ قافیے کا دار و مدار بھی تلفظ ہی پر ہے نہ رسم الخط پر، اور اسی لئے وضو کا قافیہ سکوٗ بھی صحیح ہے۔

"تقسیم القاب قافیہ"

بہ اعتبار حروف ساکن و متحرک قافیے کی پانچ قسمیں ہیں:

۱۔ مترادف ۲۔ متواتر ۳۔ متدارک ۴۔ متراکب ۵۔ متکاوس

۱۔ مترادف وہ قافیہ ہے جس کے آخر میں دو ساکن بلا فصل واقع ہوں مثلاً:

؎ پوچھو نہ حال چشمِ دل آویزِ یار کا کھولو نہ راز گردشِ لیل و نہار کا

(الف و را ساکن)

۲۔ متواتر وہ قافیہ ہے جس کے آخر میں دو ساکن کے درمیان ایک متحرک ہو مثلاً:

؎ تہِ شمشیر کیا مشکل ہے کھنا اپنی گردن کا مگر آساں نہیں پہچاننا قاتل کی چتون کا

(رے، نون اور تا، نون ساکن کے درمیان دال اور واؤ متحرک ہیں)

۳۔ متدارک وہ قافیہ ہے کہ دو ساکن کے درمیان دو متحرک ہوں مثلاً:

؎ ہزار شکر کہ مدت پہ یہ اثر آیا لیا جو نام ترا دل میں تو اُتر آیا

(ہے اور یے ساکن کے درمیان الف اور تے متحرک۔ واؤ اور یے ساکن کے درمیان الف اور تے متحرک)

۴۔ متراکب وہ قافیہ ہے کہ جس میں دو ساکن کے درمیان تین متحرک ہوں مثلاً:

؎ تیغِ ابرو سے جو حذر نہ کرے اُس کی آئی ہے موت کیوں نہ مرے

(را و یا ساکن کے درمیان نون، کاف اور یے متحرک اور نون و یا ساکن کے درمیان نون، میم اور یے متحرک ہیں)

۵۔ متکاوِس وہ قافیہ ہے کہ دو ساکن کے درمیان چار متحرک ہوں۔ یہ عربی کے ساتھ مخصوص ہے۔ اُردو میں اِس کی مثال نہیں مل سکی۔

"ردیف"

ردیف لغت میں اُس سوار کو کہتے ہیں جو گھوڑے پر کسی سوار کے پیچھے بیٹھا ہو اور اصطلاح میں اُس کلمۂ مستقل کو کہتے ہیں جو آخر مصرع یا بیت میں قافیے کے بعد آتا ہے۔ خواجہ نصیر الدین طوسی کے خیال میں تکرار لفظ ضروری ہے اور تکرار معنیٰ ضرور نہیں اور لفظ یا کلمۂ مستقل کی قید بھی لازمی نہیں۔ محقق مذکور کی رائے میں اگر ایک کلمہ معنی مختلف میں بھی آئے تو وہ ردیف ہے لیکن علمائے فن کا بالاتفاق یہ خیال ہے کہ لفظِ مستقل کا ہونا ردیف کے لئے ضروری ہے اور ایک ہی معنی میں ہر جگہ مستقل ہو۔ ردیف کا کلمۂ مستقل ہونا بیشک ضروری ہے، ورنہ اُس پر قافیے کا اطلاق ہو جائے گا۔ لیکن تکرارِ لفظی کے ساتھ تکرار معنیٰ لازمی نہیں مثلاً :

"وہ زندہ ہم ہیں کہ ہیں روشناسِ خلق اے خضر — نہ تم کہ چور بنے عمرِ جاوداں کے لئے
گدا سمجھ کے وہ چپ تھا مری جو شامت آئے — اُٹھا اور اُٹھ کے قدم میں نے پاسباں کے لئے

(دونوں شعروں میں ردیف دو معنوں میں آئی ہے)

قافیوں کے بعد ردیف کا لانا ضروری نہیں بلکہ مستحسن ہے۔ ردیف دار شعر کو مردّف کہتے ہیں لیکن قافیوں کا ہونا شعروں میں لازمی ہے۔ بعض اہلِ فن کا خیال ہے کہ ردیف شعرائے عجم کا ایجاد ہے۔ شعرائے عرب میں متاخرین نے اہلِ عجم کی تقلید میں مردّف اشعار کہے ہیں۔ اختلافِ ردیف قطعاً ناروا ہے۔

اگر ردیف قافیے سے پہلے آئے تو اُسے حاجب کہتے ہیں۔ لغت میں حاجب کے معنی پردہ رکھنے والا، اور جب ردیف قافیے کے پہلے آئے تو گویا اس کی پردہ دار ہو گئی۔

اور اصطلاح میں اُس کلمۂ مستقل کو کہتے ہیں جو بہ تکرار قافیوں کے پہلے آئے مثلاً :

بسکہ درد و غم سے ہے دشواریاں اے یار کار　　اشک کا آنکھوں میں ہوتا ہے بندھا اے یار تار

(کار اور تار قافیے اور اے یار ردیف۔ اِس شعر میں ردیف قافیوں سے پہلے آئی)

جن بیتوں میں ردیف حاجب ہوتی ہے انہیں محجوب کہتے ہیں۔

اگر ردیف دو قافیوں کے درمیان آئے تو نہایت ہی مستحسن ہے اور بعض ایسی ردیف کو بھی حاجب ہی کہتے ہیں مثلاً :

کہیں آنکھوں سے خوں ہو کے بہا　　کہیں سر میں جنوں ہو کے رہا

(خوں اور بہا قوافی، ہو کے ردیف۔ جنوں اور رہا قوافی، ہو کے ردیف۔ اِس شعر میں ردیف دو قافیوں کے درمیان آئی)

کس کے لب پر دل سے آہِ سرد آتی ہے صدا　　کان میں ہر دم جو اک پر درد آتی ہے صدا

ایک صورت اور یہ ہوتی ہے کہ ذو قافیتین غزلوں میں ردیف دونوں قافیوں سے پہلے آئے مثلاً :

غیروں کو جب سے تجھ پہ ہوا اختیار یار　　عاشق تری نظر میں ہوا بے شمار خوار

(ہوا ردیف اور دو دو قافیے اختیار اور یار، بے شمار اور خوار۔ ردیف ہوا کے بعد آئے)

بِعَوْنِ اللّٰہِ تَعَالٰی وَھُوَ الْمُسْتَعَانُ

۲۳ محرم الحرام ۱۳۵۸ ہجری مطابق ۱۵ مارچ ۱۹۳۹ عیسوی

لہ کبھی ردیف سے قبل دو دو قافیے آتے ہیں مثلاً مژدہ دید تیرے معبود جز دل نے کیا زر شادی　　اور صاحب لطف نے زیر گانہ دھاء دی

فتح اپنی توکل نے دیا زر شادی　　آمد کے تجمل نے لقب باز ندا دی

تصنیف و تالیف

طبع شدہ :

(۱) فکرِ بلیغ (جلد اوّل) از شاد عظیم آبادی
شائع کردہ حمید عظیم آبادی۔
(۲) گلدستۂ حسرت از حمید عظیم آبادی
(۳) رمز العروض از ″ ″ ″
(۴) میخانۂ الہام دیوانِ شاد عظیم آبادی
(۵) جامع العروض از حمید عظیم آبادی
(۶) رباعیاتِ شاد از شاد عظیم آبادی
(۷) راسخ عظیم آبادی از حمید عظیم آبادی
(۸) عراقی شاد (جلد اوّل) از شاد عظیم آبادی
(۹) مفتاح العروض از حمید عظیم آبادی
(۱۰) کلامِ بیتاب از بیتاب عظیم آبادی (استاد یگانہ چنگیزی)
(۱۱) عراقی شاد (جلد دوم) از شاد عظیم آبادی
(۱۲) عروسِ میکدہ دیوانِ حمید عظیم آبادی (بارِ دوم [illegible])

زیرِ طبع :

(۱) دیوانِ حمید از حمید عظیم آبادی (بارِ دوم)
(۲) اہم عصروں کے فنی و ادبی مباحث
(۳) بہار اور اردو از حمید عظیم آبادی
(۴) شاد اسکول از ″ ″ ″
(۵) منظوماتِ حمید از ″ ″ ″
(۶) مکاتیبِ حمید از ″ ″ ″
(۷) مقالاتِ حمید از ″ ″ ″
(۸) رمز العروض از ″ ″ ″
(۹) مفتاح العروض از ″ ″ ″